

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہنامہ
اخبار طلباء
منہج کتاب و سنت ہے
میدان عمل میں
طلباء کا ترجمان

شمارہ نمبر 12 دسمبر 2012ء محرم الحرام، صفر 1434ھ جلد نمبر 12

ہم خود ہی گرائیں گے نہیں اپنا

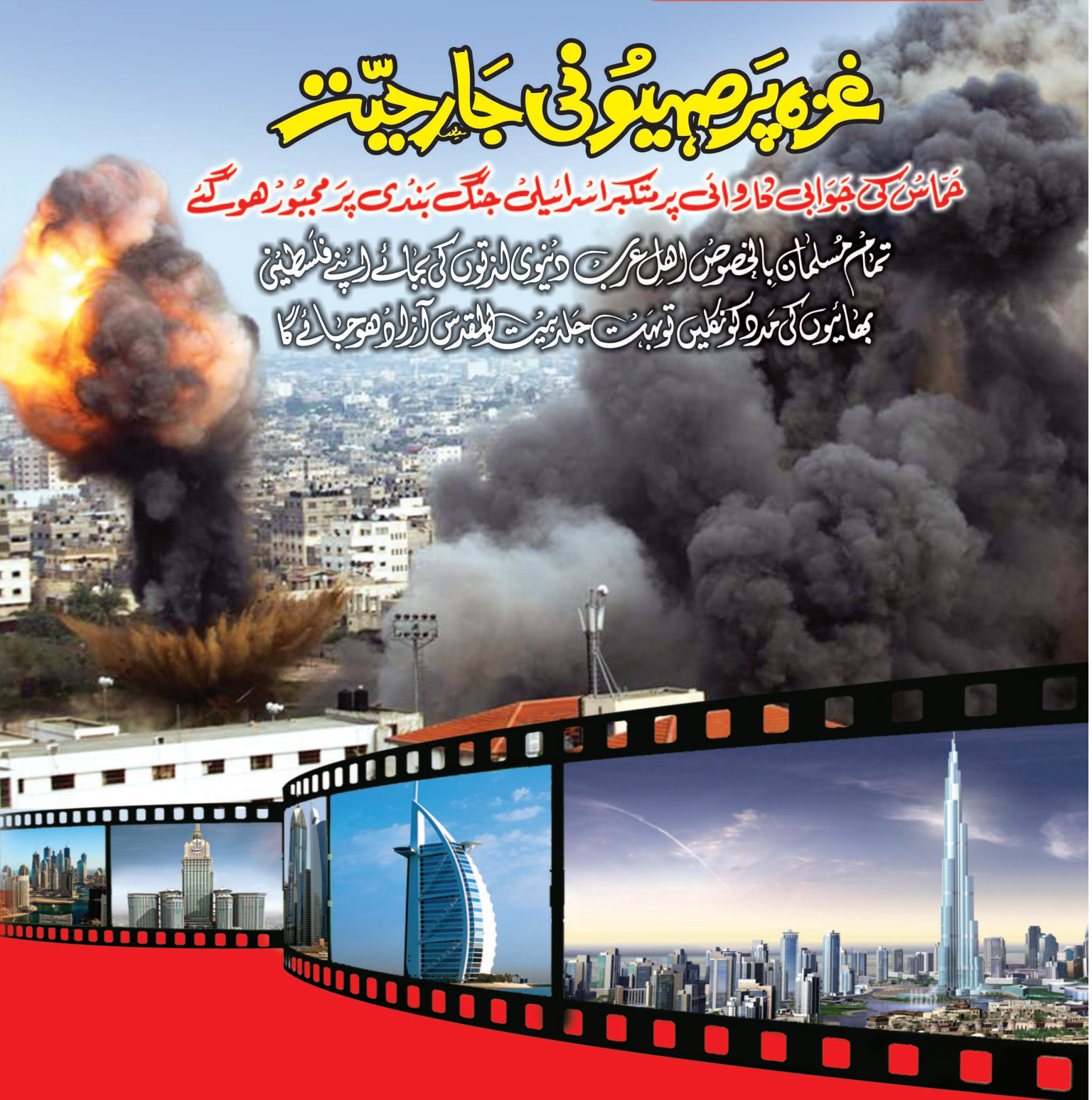
پاک بھارت تجارتی ڈرامہ آخری مراحل میں

اُردو ڈرامے خسارے کے باوجود بھارت کو پسندیدہ
ترژن ملک قرار دینا عس و ملت سے غف زاری تصور ہوگا

غزہ پر صہیونی جارحیت

فہمائش کی جواہری کاروائی پر متکبر اسرائیل جنگ بندی پر مجبور ہو گئے

تمام مسلمان بالفصوص اہل عرب دنیوی لذتوں کی بجائے اپنے فلسطینی
بھائیوں کی درد کو نکلیں تو بہت جلد بیت المقدس آزاد ہو جائے گا



اب کے برس کچھ ایسا کرنا !!

1433 ہجری کی طرح 2012ء بھی گزر جانا ہے۔ آخری ایام آہستہ آہستہ سرکتے جا رہے ہیں اور 2013ء ہماری زندگیوں میں داخل ہونے والا ہے۔ نئے سال کی خوشی میں لوگ نہ جانے کیا کچھ کر رہے ہیں۔ ”نیو ایئر نائٹ“ منائی جاتی ہے اور شراب و شباب کے دلدادہ ایسی ایسی بے ہودگیوں میں مگن ہوتے ہیں کہ ان پر زمین پھٹ پڑے۔ عمومی طور پر ایک عجب سی خوشی کا سماں ہوتا ہے جیسے اگلے سال میں قدم دھر کر ہم نے نہ جانے کون سے تیر مارنے ہیں۔ حالانکہ صورتحال یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت اپنے مقصد حیات سے لاعلم حیوانات بلکہ اس سے بھی بدتر زندگی گزار رہی ہے کہ حیوانات بھی کم از کم اپنے خالق کا ادراک تو رکھتے ہیں۔ یہاں تو یہ عالم ہے کہ جیسے یہ ”اشرف المخلوقات“ خود ہی معرض وجود میں آگئی اور اس سے کسی قسم کی کوئی پوچھ گچھ نہیں ہونی۔ نہ اس کی عمر پھر عمر میں جوانی نہ اس کے مال اور نہ ہی اس کے افعال کا کوئی محاسبہ کر پائے گا۔ آخرت اور قبر کی ہولناکیوں سے بے بہرہ یہ دنیا کی غلاظتوں میں لتھڑا ہوا ہے۔

حالانکہ نئے سال سے قبل بہت سے کام ہیں جو اسے کرنے ہیں، اولاً اسے اپنا محاسبہ کرنا ہے۔ ”قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى“ کی عملی تفسیر بنتے ہوئے اسے اپنا جائزہ لینا ہے۔ دیکھنا ہے کہ جو وقت گزر گیا اس میں کون کون سی نیکیاں وہ نہیں کر سکا۔ دنیا کے کن کن محاذوں پر اس کی ضرورت تھی۔ کون کون سے معرکے تھے جو اس کے منتظر رہے۔ اس کی جوانی، اس کی صلاحیتوں کی ضرورت، اس سسکتی، بلکتی امت کو کب کب پڑی.....؟؟ یہ سارے سوال اپنے سامنے رکھنے ہیں اسے جائزہ لینا ہے کہ کہیں اس نے اب تک کی زندگی اپنے مقصد حیات سے لاعلم رہتے ہوئے لایعنی کاموں میں توجہ تو نہیں دی۔ سچ کہیں تو چند ایک کے علاوہ ہم میں سے اکثریت کی زندگی ویسے نہیں گزری جس طرح گزارنے کا حکم زمین و آسمان کے رب نے دیا تھا۔ ہم نے ”اسی ذات پاک“ کا عطا کردہ رزق کھا کر اسی کی نافرمانیاں کی ہیں لیکن مقصد حیات سے دوری اور یہ اللہ کی کھلی بغاوتیں آخر کب تک.....؟؟ کیا ہم اللہ کی طرف سے آنے والی کسی پکڑ کے منتظر ہیں.....؟؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ہمیں اب غفلتیں چھوڑ کر، عزمِ مصمم کے ساتھ اپنے اگلے سال کی منصوبہ بندی کرنی ہے۔ زندگی کے مقصد ”اللہ کی عبادت“ سے مکمل آگاہی رکھتے ہوئے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ میری صلاحیتیں کسی میدان میں استعمال ہو سکتی ہیں؟ نئے محاذوں کی خبر رکھنی ہے اور اپنے آپ کو دعوت و جہاد کے کام میں خوب کھیلنا ہے۔ کیا خبر اللہ کو ہماری کون سی ادا پسند آجائے اور وہ ہمیں اعلیٰ و ارفع شہادت کی موت سے نواز کر دنیا سے رخصت ہونے والا بنا دے۔ پس کرنا یہ ہے کہ اپنے آئندہ سال کی مکمل منصوبہ بندی فقط ”دین اسلام“ کی ترویج و غلبے کے بہترین مقصد کو سامنے رکھ کر کرنی ہے۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین



باب العلم

آخبار طالبان

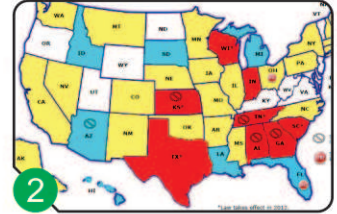
منہج کتاب و سنت ہے
میدان عمل میں
طالبان کا ترجمان



شمارہ نمبر 12 دسمبر 2012ء محرم اصفر 35-1434ھ جلد نمبر 12

فہرست

6	آصف، KPK	ہے محبت فقط تیری رضا کی خاطر	تزکیہ و تربیت
10	پروفیسر حافظ محمد سعید	تفسیر سورہ محمد ﷺ	تفسیر القرآن
14	وقار احمد، FCCU	امریکہ سمندری طوفان کی زد میں	حالات حاضرہ
16	راشد علی	برما: مسلمانوں ظلم و ستم کی چکی میں	
18	طلحہ اعجاز، COMSAT	کشمیر	
26	احمد حساس، FCCU	اخبار عالم	
21	جنید الرحمن، AIOU	مغربی ثقافت سے مرعوبیت	فکر و نظر
30	حافظ عرفان، UET لاہور	کرمس.....!!	
24	بلال غزنوی، سپیریئر یونیورسٹی	طلبا کا رز	تعلیم و تعلم
32	ساجد الرحمن، UOS(L)	آکسفورڈ یونیورسٹی پریس	تغاقب
28	حظہ عماد، PU	یوتھ فیسٹیول	
34	محسن وسیم الرحمن، HU	سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	روشن نقوش
37	ادارہ	اشاریہ 2012	
42	ادارہ	قارئین کے خطوط (تبصرے اور مشورے)	آپ کی آراء
43	حافظ اسد	بی ایس ایوی ایشن	کیریئر کونسلنگ
44	ادارہ	گستاخ رسول کا عبرتناک انجام	پھول ستارے
48	اعجاز احمد، AIMC	فرانزک سائنس	سائنس و یو



اداریہ
احمد سعید



غزہ پر صیہونی جارحیت
عبدالرحمن



ہم خود ہی گرائیں گے نشیمن اپنا
ثاقب مجید



سوشل میڈیا
اسامہ، UOL

فی پرچہ 15 روپے، سالانہ 150 روپے

سعودی ریال 70
امریکی ڈالر 30
یورپی ممالک پونڈ 20

PO BOX No. 966, GPO LHR.
akhbaretalaba@yahoo.com

Ph: 0334-7551755

USSR کے بعد USA بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار

جہادی تھیٹروں سے نڈھال امریکی عوام کی اکثریت مرکز سے علیحدگی پر تیار
امریکی پلڑے میں وزن ڈالنے کی بجائے اب موقع ہے کہ ان بدمعاشوں سے پرانے بدلے لیے جائیں

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النَّذِيرُ ۝ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاَهُمْ أَخَذَ عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ ۝ أَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ أُولَئِكَمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُنْتَصِرُونَ ۝ سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الذُّبُرُ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذًى وَأَمْرٌ ۝ (القمر: 46 تا 41)

”اور بلاشبہ یقیناً فرعون کی آل کے پاس ڈرانے والے آئے۔ انہوں نے ہماری سب کی سب نشانیں کو جھٹلادیا تو ہم نے انہیں پکڑا، جیسے اس کی پکڑ ہوتی ہے جو سب پر غالب، بے حد قدرت والا ہو۔ کیا تمہارے کفار ان لوگوں سے بہتر ہیں، یا تمہارے لیے (پہلی) کتابوں میں کوئی چھٹکارا ہے؟ یادہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت ہیں، جو بدلے لے کر رہنے والے ہیں؟ غنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ لوگ پٹھیں پھیر کر بھاگیں گے۔ بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت زیادہ بڑی مصیبت اور زیادہ کڑوی ہے۔“

آخر کار وہ تاریخی لمحہ آن پہنچا جس کا دنیا بھر کے مظلوموں کو شدت سے انتظار تھا۔ دنیا کو ظلم سے بھر دینے والے نمرود اور فرعون کی خدائی کی طرح سپر پادری کا زعم رکھنے والے اللہ عزیز مقتدر کی پکڑ میں اس طرح آئے کہ ﴿فَمَا بَگَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ﴾ [الدخان: 29] (نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین) جگ ہنسائی اور ذلت کے علاوہ کوئی چیز ان کے حصے میں نہیں آئی۔ سپر پاور اور امریکی ورلڈ رڈ ریسمی دنیا گلوبل ویلج اور جس گاؤں کا چودھری ”امریکہ“ دنیا میں تقریباً ہر قتل عام میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث ہونے والا تنکوں سے بنے آشیانوں تک کو خاکستر کرنے والا..... اب اس کے محل میں آگ لگے گی جس کا تماشا ان شاء اللہ ساری دنیا دیکھے گی۔

نومبر میں امریکہ میں ہونے والے الیکشنوں اور اوباما کے دوبارہ صدر منتخب ہونے کے فوری بعد امریکہ میں علیحدگی کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے۔ شروع میں 20 ارب 50 کی 50 ریاستوں نے علیحدگی کے لیے پٹیشن دائر کر دی ہے۔ 4 جولائی 1776ء فلادلفیا کے نام پر جاری ہونے والے اعلان آزادی میں اس بات کی گنجائش رکھی گئی تھی کہ کسی ریاست کے 25 ہزار شہری ایک مشترکہ درخواست پر ایک مہینے کے وقفے میں علیحدگی کی درخواست دے سکتے ہیں۔ امریکی حکومت اس بات کی پابند ہوگی کہ وہ اس درخواست پر غور کرے اور انہیں فیڈریشن سے علیحدہ کرے۔ اس وقت جن ریاستوں میں علیحدگی کا مطالبہ زوروں پر ہے، ان میں لوویانا، ٹیکساس، الاباما، آرکینساس، کولوریڈو، فلوریڈا، جارجیا، کنٹیکٹی، مشی گن، سسی پی سیوری وٹانا، نیوجرسی، شمالی کیرولینا، جنوبی کیرولینا وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں ٹیکساس سب سے بڑی ریاست ہے جس کا رقبہ پاکستان کے رقبے کے دو گنا سے بھی زیادہ ہے۔

امریکہ اتنا بڑا ملک ہے کہ نیویارک اور لاس اینجلس کے شہروں میں تین گھنٹے کا فرق ہے۔ ان میں سے سات بڑی ریاستوں ٹیکساس، الاباما، فلوریڈا، لوویانا، جارجیا، شمالی کیرولینا اور ٹینیسی کا تعلق قدیم امریکہ سے ہے اور ان میں روشنی کو برتری حاصل ہوئی۔ ٹیکساس میں علیحدگی کے لیے کیے جانے والے دستخط ایک لاکھ سے بھی تجاوز کر گئے ہیں جبکہ 27 دسمبر تک کی مدت ابھی باقی ہے۔

یہ بالکل وہی ماحول بن چکا ہے جو روس کی افغان جنگ کے بعد بنا تھا۔ افغانستان کو ویسے بھی ”عالمی طاقتوں کا قبرستان“ کہا جاتا ہے۔ جہاں انیسویں صدی میں اس دور کی سپر پاور برطانیہ کا سورج غروب ہوا، انیسویں صدی میں سوویت یونین کے حصے بخرے ہوئے اور اب اکیسویں صدی میں (USA) یو ایس اے کی باری ہے۔ تاج برطانیہ سے درجنوں ملک آزاد ہوئے، سوویت یونین ختم ہوا اور صرف روس کی دم رہ گئی اور وہی منظر اب ”ریاست ہائے متحدہ امریکہ“ کا بننے والا ہے جس کی بنیاد پڑ چکی ہے۔

حقیقت میں یہ ایک نظام کا ٹوٹنا ہے۔ ملکوں کا ٹوٹنا خاص حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ اصل حیثیت نظاموں کے ٹوٹنے کی ہوتی ہے۔ کیونکہ نظام کے زوال کے بعد اب سرمایہ داری نظام اپنی حیات مستعار کے آخری دن گزار رہا ہے۔ مادی ترقی کے سنہری خواب جو سرمایہ دارانہ نظام نے دنیا کو دکھائے تھے، چکنا چور ہونے والے ہیں۔ جب تک مقابلے میں اشتراکیت ختم ٹھونک کر کھڑی تھی سرمایہ دارانہ معیشت بھی محفوظ اور مضبوط دکھائی دے رہی تھی۔ لیکن ابھی تین دہائیاں مکمل نہیں ہوئیں کہ سرمایہ دارانہ نظام کی چوٹیں بھی ہلکی دکھائی دے رہی ہیں۔

ٹیلی ویژن نے حقیقت پر جو پردہ ڈال رکھا تھا، اب وہ آہستہ آہستہ سرکے لگا ہے اور ظاہری ترقی کی چکا چوند کی ملاوٹ میں غربت میں پستی، تاریک وادیوں میں بھنگتی ہوئی انسانیت کی آہیں اور سسکیاں بلند ہونے لگی ہیں۔

وال سٹریٹ قبضہ تحریک کے بعد پورے امریکہ میں مرکز گریز اور آزادی کی تحریکیں پر زور ہوتی جا رہی ہیں۔ صرف امریکہ ہی نہیں، عالمی معیشت کے ماہرین کی رائے میں اس زلزلے نے پوری دنیا کے سرمایہ دارانہ نظام کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ دنیا کی مالیاتی مارکیٹوں سے 30 ارب ڈالر کے مساوی اثاثے تحلیل ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس وقت یورپی یونین میں

بیروزگاری کی شرح 10.5 فیصد ہے۔ پین میں بیروزگاری سب سے زیادہ 25 فیصد ریکارڈ کی گئی۔ اٹلی میں بیروزگاری کی شرح 10.8 فیصد ہے۔ جرمنی میں 5.5 فیصد ہے۔ 27 ملکوں کے اسی بلاک میں بے روزگار افراد کی تعداد 2 کروڑ 55 لاکھ تک پہنچ گئی ہے اور یہ سلسلہ ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ کئی ایک یورپی ممالک کو دیوالیہ ہونے سے بچانے کے لیے یورپی یونین سہارا دے چکی ہے لیکن یہ مانگے مانگے کے مسئلے کب تک سرمایہ ساری نظام کو بچا سکتے ہیں.....!!

اسی طرح امریکی معاشی کساد بازاری کی صورتحال پر امریکی تجزیہ کار مائیکل سٹانڈر کے مطابق امریکہ میں ملازمت کے قابل امریکیوں میں سے صرف 58 فیصد کو ملازمت حاصل ہے۔ صرف 56 فیصد امریکی صحت کی انشورنس کی سہولتوں کے حامل ہیں۔ امریکی خاندان اوسطاً 75 ہزار 600 ڈالر کا مقروض ہے۔ دنیا بھر میں امریکی طرز رہائش کا شور مچانے والے امریکیوں کا حال یہ ہے کہ 1975ء کے بعد رہائش کی قیمتوں میں اضافہ اسی تیزی سے ہوا ہے کہ صرف 5 فیصد مالدار امریکی اضافی آمدنی کم کر اس اضافے کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ 25 سے 54 سال کے امریکیوں میں سے 20 فیصد کے پاس ملازمت نہیں ہے۔

گزشتہ صدی کی اسی دہائی میں ہی امریکہ میں معاشی خسارے کی خبریں آنے شروع ہو گئی تھیں جس کی وجہ سے ڈالر کی حیثیت گر گئی۔ امریکہ مقروض ہونا شروع ہوا۔ 1990ء میں آسی کار باستی قرض 4.3 کھرب ڈالر تھا جو 2007ء میں 8.9 کھرب ڈالر تک پہنچ گیا۔ یہ قرض امریکی GNP کے 64 فیصد کے برابر ہے۔ اوباما کو 2009ء میں 1.5 ٹریلین ڈالر کا تیل آؤٹ چیک منظور کروا کر ڈوبتے مالیاتی اداروں کو سہارا دینا پڑا۔

قرض کے اتارنے کا واحد راستہ عوام کو دی گئی سہولیات میں کمی پر منحصر ہوتا ہے۔ مغربی دنیا میں بے روزگار ڈالر الائنس ختم ہو رہے ہیں۔ امریکہ میں صحت کی سہولیات میں کمی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ڈیولپمنٹ اخراجات بھی کم کیے جائیں گے۔ سوشل سیورٹی پروگراموں اور پنشنوں میں کمی ہوگی اور عوام پر نئے ٹیکس لگیں گے۔ صدر اور ایوان نمائندگان کے قانون سازوں نے ملک کو درپیش ایک اہم مالیاتی معاملے کو صدارتی انتخاب کے بعد تک مؤخر کر دیا تھا۔ جس کے تحت یکم جنوری سے ٹیکسوں میں اضافہ اور اخراجات میں کٹوتیاں جن کی مالیت 60 ارب ڈالر ہے، خود بخود نافذ ہو جائیں گی۔ امریکی اپنے بد حال اور مفلس امریکہ سے سخت خوفزدہ ہیں۔ یاد رہے کہ یہ پاکستانی عوام نہیں جو سخت حالات کو صبر و شکر کر کے برداشت کر لیں بلکہ امریکی مغربی معاشرہ مادہ پرست ہے جہاں ہر چیز پیسہ سمجھا جاتا ہو۔ ان کی زندگی موت کا مسئلہ سہولیات کی دستیابی یا عدم دستیابی ہوتی ہے۔

یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ امریکہ میں سپیدو سیاہ (رنگت) کی بنیاد پر نسل پرستی بھی عروج پر ہے۔ چند سال پہلے تک کیفیت یہ تھی کہ سفید فام امریکیوں کے ہوٹلوں پر یہ بورڈ آویزاں ہوتے تھے کہ Dogs and blacks are not allowed to enter۔ اب چار سال سے وائٹ ہاؤس میں کالا اوباما گھس آیا ہے لیکن سفید فام امریکیوں نے سیاہ فام صدر ایک بار تو برداشت کر لیا لیکن دوسری بار برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ رومنی کو جن علاقوں میں اکثریت ملی ہے وہ ایسے علاقے ہیں جہاں اثر و رسوخ سفید فاموں کا ہے۔ امریکہ دراصل موجودہ حاکم امریکیوں کا ملک نہیں۔ یہ لوگ انگلستان، فرانس، سپین اور پرتگال سے آئے اور یہاں کے ریڈ انڈین باشندوں پر مسلط ہو گئے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ ہزاروں سیاہ فام غلاموں کو بھی لائے۔ انہیں صدیوں تک غلام بنائے رکھا۔ 1863ء میں غلامی ختم کیے جانے کا اعلان کیا گیا مگر ووٹ کا حق نہیں دیا گیا۔ یہ حق 1950ء میں ملا لیکن انہیں کسی حکومت میں شرکت کی آزادی نہیں ملی۔ قصہ مختصر اوباما پہلا سیاہ فام امریکی صدر ہے جس کے لیے نسلی بنیادوں پر بہت زیادہ مخالفت موجود ہے۔

بوکلھائے ہوئے امریکیوں کے لیے اب ہر طرف رسوائی کا سامان بن رہا ہے۔ بوڈی پیٹریاں کا سکیڈنل میں ملوث ہو کر مستغنی ہونا مارک گرامین کا ناکام ہو کر واپس لوٹنا بلکہ انہوں نے جتنے بھی سورے میدان میں اتارے سارے ہی ناکام ہوئے اور ایک تو اس غم میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور مرتے وقت بھی یہی راگ الاپتا رہا کہ افغانستان سے جان چھڑاؤ۔ اگر ہم مجموعی صورتحال کو دیکھیں تو اصل وجہ افغان و عراق جنگ ہی ہے۔ کھربوں ڈالر جھوٹے کے بعد بھی انہیں ذلت و شکست کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔ Do More کی گردان کرنے والے اب اس سٹیج پر ہیں کہ کبھی طالبان کو حکومت میں شامل ہونے کی پیشکش کرتے ہیں اور کبھی پاکستان اور سعودی عرب سے بات کرتے ہیں کہ کسی طریقے سے ہماری جان اس ”کمل“ سے چھڑاؤ۔

اہم بات یہ ہے کہ اس منظر نامے میں مؤثر حکمت عملی کیا ہو۔ امریکہ کے ٹوٹنے سے اس کے اتحادی بھی ٹوٹ جائیں گے لہذا فوری اس صف سے نکلنا پڑے گا۔ ڈالر اور یورو سے علیحدگی اختیار کر کے سونے چاندی پر مبنی معیشت کھڑی کرنا ہوگی۔ امت مسلمہ میں صحیح بنیادوں پر اتحاد و اتفاق اور یکجہتی پیدا کرنی ہوگی۔ ملکوں کے اندر اسلامی شعائر، اسلامی تہذیب و ثقافت کو پروان چڑھانا ہوگا۔ معاشرے پر جو مغربی و ہندو آئے چھاپ ہے اور جس کی وجہ سے مادر پدر آزادی فروغ پاری ہے اس کے خلاف مؤثر اقدامات کی ضرورت ہے۔

AID کے نام پر پاکستان میں جاسوسی کرنے اور فحاشی و عریانی پھیلانے والے ادارے اور امریکی و یورپی NGO's کی سخت مانیٹرنگ کی جائے اور کسی غیر قانونی کام میں ملوث NGO کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔

اسی طرح عالمی سطح پر مسلمانوں کے تحفظ، بقاء اور شعائر اسلام کی حرمت کے تحفظ کے لیے قوانین بنائے جائیں۔ امریکی پلڑے میں وزن ڈالنے کی بجائے اب موقع ہے کہ ان بد معاشوں سے پرانے بدلے لیے جائیں خاص طور پر نبی رحمت ﷺ کی گستاخی میں حکومتی سطح پر ملوث ہونے کی سزائیں انہیں نشانِ عبرت بنایا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

غزہ کے ایک ہسپتال میں سفید بستر پر زخموں سے ڈھکا وہ ننھا پھول ”وکڑی“ کا نشان بنائے اسرائیلی جارحیت کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ تھا۔ اس کا اوپر والا دھڑگو کہ سفید چادر سے باہر تھا مگر جابجا کی گئی پٹیاں اور ننھے جسم سے منسلک مختلف تاریں اسے چھپائے ہوئے تھیں۔ چہرے پر بچے زخموں کے باوجود وہ مسکرانے کی کوشش کرتا اپنے دائیں ہاتھ سے ”نشان فتح“ بنائے اس قدر مسرور نظر آ رہا تھا کہ جیسے کوئی بڑی دولت اس کے ہاتھ آئی ہو۔ اس کے معصوم چہرے پر پریشانی کا شائبہ تک نہ تھا اور وہ اپنی اس ناگفتہ بہ حالت سے ایسے مطمئن تھا جیسے ”حملہ“ غزہ کے شہریوں پر نہیں بلکہ اسرائیلی پارلیمنٹ کے غلیظ اور سفاک ارکان پر ہوا ہو۔

محترم قارئین! پچھلے ماہ ”غزہ“ ایک بار پھر اسرائیلی جارحیت کی زد میں تھا۔ 14 نومبر سے شروع ہونے والے حملوں میں غاصب صہیونیوں نے غزہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ لگ بھگ ڈیڑھ ہزار فضا کی حملوں میں فلسطینیوں کے اہم مقامات و عمارتوں کو نشانہ بنایا گیا۔ 8 دن جاری رہنے والی اس جارحیت میں 167 فلسطینیوں کو شہید کیا گیا جن میں 30 بچے بھی شامل ہیں۔

حماس کے ترجمان طاہر النونو کے مطابق حالیہ حملوں میں فلسطینی معیشت کو 1.245 ارب ڈالر کا نقصان پہنچا ہے۔ ”پلر آف ڈیفنس“ نامی اس آپریشن کے ذریعے اسرائیلی طیاروں نے بالخصوص حماس کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا اور ایک حملے میں حماس کے نہایت اہم رہنما ”احمد الجعمری“ کو شہید کیا گیا۔ احمد الجعمری کی شہادت حماس کو ایک اہم جہادی شخصیت سے محروم کر گئی۔ یہی وہ شخصیت تھی جس نے اسرائیلی فوجی گیلاد شالیٹ کو نہ صرف گرفتار کیا بلکہ ایسے حفاظتی انتظام میں رکھا کہ اسرائیلی جاسوس 5 سال تک اس کا کھوج نہ لگا سکے۔ بالآخر اسرائیل کو ذلت آمیز شرائط پر اپنا یہ فوجی چھڑوانا

پڑا اور ایک فوجی کے بدلے 1200 فلسطینیوں کو ہار کیا گیا۔ اس فلسطینی مکانات پر اسرائیل کے خلاف بڑے اہم حملے پلان کیے تھے۔ غزہ کے شہداء اور اسرائیل کے گھروں کی کفالت اور ان سے متعلق مسائل کے حل کی ذمہ داری بھی انہی پر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیلی صدر شمعون پیریز نے گیلاد شالیٹ کی قید کا انتقام لینے کے لیے انہیں بالخصوص نشانہ بنایا۔ اسرائیل نے غزہ پر آتش و آہن کی برسات ایک ایسے

یہ بات دھیان میں رہے کہ مسلمانوں کے باہمی اتحاد کا مقصد کفر کی شکست ہونی چاہیے۔
حماس کو اپنے عسکری موقف پر پوری شد و مد سے قائم جبکہ الفتح کو بھی مذاکرات اور نرم
موقف کی بجائے اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لیے تیار رہنا چاہیے

وقت میں کی ہے جب کہ اسرائیل میں انتخابات کی تیاریوں کا دور دورہ ہے۔ اسرائیلی صدر عوامی حمایت حاصل کرنے کے لیے ایسے تمام حربے آزمانا چاہتا ہے جو اسے عوام میں مقبول کر دیں۔ فلسطین



پر ایسی شدت سے حملہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے مگر حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسرائیل کو یہ حملہ بہت مہنگا پڑا ہے۔ ان حالیہ حملوں سے دونوں فریقین کو کیا کچھ حاصل ہوا اس پر کچھ کہنے سے قبل یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ ان حملوں کے مزید مقاصد کیا تھے؟ غزہ پر ہونے والی حالیہ بمباری کا ایک بڑا مقصد غزہ کی عوام کو یہ سبق سکھانا تھا کہ ”حماس“ کا ساتھ دینے کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ یاد رہے غزہ پٹی کی حدود کا یقین 49-1948ء میں ہونے والی عرب اسرائیل جنگ کے بعد ہوا۔ ایک معاہدہ طے پایا گیا جس کے مطابق 15 لاکھ کی آبادی میں سے 11 لاکھ فلسطینیوں کا پناہ گزین کے طور پر اندراج کیا گیا۔ پہلے اس پٹی پر

مصر کا قبضہ رہا مگر عرب اسرائیل جنگ کے بعد اس پر اسرائیل نے قبضہ کر لیا اور یہاں یہودیوں کو آباد کیا۔

2005ء میں اسرائیل نے غزہ سے اپنی افواج اور آبادکاروں کو نکال لیا مگر اس کی فضا کی زمینی اور سمندری حدود پر قبضہ بدستور برقرار رکھا۔ 2007ء میں جب حماس کو برتری حاصل ہوئی تو اسرائیل نے مصر کی مدد سے اس کی ناکہ بندی کو مزید سخت کر دیا۔ غزہ کی جنوبی سرحد مصر سے ملتی ہے اور ماضی میں یہ حصہ بھی فلسطینیوں کی مدد کرنے کے لیے استعمال نہ ہو سکتا تھا۔ اس وقت بھی صورتحال کوئی بہت بہتر نہیں ہے البتہ پہلے سے معاملہ قدرے مختلف ہے۔ 2010ء میں اسرائیل نے غزہ کی

ناکہ بندی کو جزوی طور پر ختم کیا مگر درآمدات و برآمدات پر پابندیوں کے سبب علاقے کی تعمیر نو اور اقتصادی ترقی قدرے مشکل بنا دی گئی۔ غزہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی جیل کے مترادف ہے جس کے باشندے آزاد ہونے کے باوجود ”قید“ میں ہیں۔

دوسری طرف اہل عرب کی بات کی جائے تو سوائے زبانی کلامی اظہار کج بختی کے وہ کچھ بھی کرنے کے روادار نہیں۔ وہاں کے مسلمان دنیا میں اس قدر کھوکھے ہیں کہ انہیں بلند و بالا عمارتیں بنا کر عالمی ریکارڈ قائم کرنے شوق تو ہے مگر غزہ سمیت دنیا کے دیگر مظلوم اسلامی خطوں کی مدد کا جذبہ ان میں مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ OIC کا فورم بھی اب تو ایک رسمی بات لگتی ہے جس کے دائرہ اختیار میں شاید کچھ بھی باقی نہیں۔

ان ساری مشکلات و مصائب کے باوجود وصل افزا بات یہ ہے کہ اہل غزہ بھر پور وصلے کے ساتھ اپنے دشمن کے مقابلے کی تیاریوں میں ہیں۔ حالیہ حملوں کے نتائج کا جائزہ لیا جائے تو اس سے بھی یہ بات سمجھ لگتی ہے کہ اسرائیلی ظلم و جور بھی اہل غزہ کو حماس یا

غزہ پر صہیونی جارحیت

حماس کی جوابی کاروائی پر تکبر اسرائیل جنگ بندی پر مجبور ہو گئے

تمام مسلمان بالخصوص اہل عرب و نبوی لڑتوں کی بجائے اپنے فلسطینی بھائیوں کی مدد کو نکلیں تو بہت جلد بیت المقدس آزاد ہو جائے گا

عسکریت سے دور رکھنے میں مکمل طور پر ناکام ہے۔ اس کا بخوبی اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حالیہ جارحیت کے جواب میں فلسطینیوں نے 850 حملے کیے جن میں 310 راکٹ ہدف پر پہنچنے سے پہلے تباہ ہو سکے جبکہ 540 راکٹ اپنے ہدف تک پہنچے اور اسرائیلیوں کو چھٹی کا دودھ یاد دلاتے رہے۔ یہ بات بھی نہایت دلچسپ ہے کہ خود کو ناقابل تسخیر سمجھنے والے اسرائیلیوں کی وہ دوڑ قابل دیدہ ہوتی ہے جو غزہ سے دانے گئے میزائل کے بعد حفاظتی سائرین کون کر لگائی جاتی ہے۔ اس بار تو فلسطینیوں کے میزائل تل ایب تک بھی پہنچے جنہوں نے اسرائیلی بھگدڑ کے ایسے ایسے شاندار مناظر تخلیق کیے کہ فلسطینی بچہ میٹ کے ذریعے انہیں دیکھ کر سالوں لوٹ پوٹ ہوتے رہیں گے۔

غزہ سے دانے گئے راکٹوں کی اتنی کثیر تعداد کا اپنے ہدف تک پہنچنا اسرائیل کے لیے قابل شرم ہے۔ اسرائیلی ہر سال کروڑوں ڈالر کا بجٹ صرف ان راکٹ حملوں سے دفاع کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی حالیہ حملوں میں صرف 36 فیصد راکٹ

لیے نصب کردہ میزائل شیلڈ ”آئرن ڈوم“ پر خرچ کی گئی۔ باوجود اس کے کہ آئرن ڈوم کی کارکردگی انتہائی ناقص ہے اور یہ نصف میزائلوں کو روکنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکی۔

یاد رہے کہ فلسطینیوں کے ایک راکٹ کے دفاع کے لیے اس سے کئی سو گنا زیادہ رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ حماس کے عسکری ونگ ”القسام بریگیڈ“ کے تیار کردہ ”القسام راکٹ“ پر زیادہ سے زیادہ ایک سو ڈالر کی لاگت آتی ہے مگر اسے ناکارہ کرنے کے لیے ہزاروں ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔ ایک آئرن ڈوم کی تنصیب پر کم از کم 200 ملین ڈالر خرچ آتا ہے اور اسرائیلی فوج اس وقت 6 آئرن ڈوم نصب کر چکی ہے۔ ان کے اخراجات کا اندازہ آپ خود لگالیں.....!!

اس طرح حالیہ کارروائی کے مکمل رد عمل سے بچاؤ کے لیے اسرائیل نے 40 ہزار ہزاروں فوج طلب کی جس پر یومیہ سات لاکھ ساٹھ ہزار ڈالر چھوٹنے پڑے۔ اس کے علاوہ بغیر پائلٹ کے ڈرون طیاروں کی ایک گھنٹہ پرواز کا خرچ 1500 ڈالر جبکہ جنگی

حالیہ جارحیت کے جواب میں فلسطینیوں نے 850 حملے کیے جن میں 310 راکٹ ہدف پر پہنچنے سے پہلے تباہ ہو سکے جبکہ 540 راکٹ اپنے ہدف تک پہنچے اور اسرائیلیوں کو چھٹی

کا دودھ یاد دلاتے رہے

جہاز کے ایک گھنٹے کی پرواز کا خرچ پندرہ ہزار ڈالر ہے۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو اسرائیل کو معمول سے ہٹ کر صرف اسی کارروائی کے لیے خرچ کرنے پڑے۔ پھر یہ اعداد و شمار اسرائیلی اداروں کے فراہم کردہ ہیں۔ حقیقت میں اس 8 روزہ کارروائی کی کتنی قیمت چکانی پڑی ہے اس کا ابھی کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔

اسرائیل کو عسکری اور اقتصادی حوالے سے پہنچنے والے نقصان کا ہی کمال ہے کہ متکبر اسرائیل نہ صرف

ناکارہ ہو سکے جبکہ 64 فیصد اپنے ہدف تک پہنچنے۔ اس کے علاوہ اقتصادی اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو اسرائیل کو یہ حالیہ کارروائی انتہائی ہنگامی پڑی۔ اسرائیلی سرکاری اداروں کے اعداد و شمار کے مطابق 8 دنوں کے ان حملوں میں ملکی معیشت کو یومیہ چالیس کروڑ ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ اس میں سے نصف رقم فلسطینی راکٹوں سے دفاع کے

جنگ بندی پر مجبور ہوا بلکہ اسے حماس کے کئی ایک مطالبات بھی ماننے پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ بندی کے اعلان کے فوری بعد اہل غزہ سڑکوں پر نکل آئے اور خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ ان کی خوشی اس بات کا بھی اظہار ہے کہ ہم نے اپنے اسلام کے جذبات کی لاج رکھی اور شدید ترین بمباری اور اپنوں کی جدائیوں کے باوجود عزم و استقلال میں کمی نہ آنے دی۔ ان کا یہ حوصلہ ہی اسرائیلی شکست کا واضح ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ مغربی کنارہ کی فلسطینی جماعت ”الفتح“ بھی ان حملوں کے بعد اپنے فلسطینی بھائیوں کے لیے کھل کر میدان میں نکلی ہے اور ان دو بڑی جماعتوں کے اتحاد و اتفاق کے لیے باتیں منظر عام پر آنا شروع ہو چکی ہیں۔ اس حوالے سے یہ بات دھیان میں رہے کہ مسلمانوں کے باہمی اتحاد کا مقصد کفر کی شکست ہونی چاہیے۔ حماس کو اپنے عسکری موقف پر پوری شد و مد سے قائم رہنا چاہیے جبکہ الفتح کو بھی مذاکرات اور نرم موقف کی بجائے اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ مذاکرات صرف اسی صورت قابل قبول ہوں جب یہودی ذلیل و رسوا ہو کر مسلمانوں کی شرائط کو ماننے پر راضی ہو جائیں اور وہ صرف جہاد کے رستے پر چلنے سے ہی ممکن ہے۔

یہ محبت ہی فقط تیرے رضا کی خاطر

اللہ کے لئے ایک دوسرے محبت جیسے عظیم عمل کی اہمیت و فضیلت ہی الگ ہے

کی زندگی ان دونوں اشخاص میں سے کس سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے۔

1- حدیث میں آتا ہے کہ نبی مکرم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لاتے ہیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جن کی عمر اس وقت غالباً چودہ یا سولہ سال تھی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: ”عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے لیکن یہ تہجد نہیں پڑھتا..... اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے کبھی تہجد نہیں چھوڑی۔

اس حدیث سے جہاں تہجد کی اہمیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اطاعت کا معیار پتہ چلتا ہے وہاں سب سے اہم بات یہ سمجھ آتی ہے کہ نبی مکرم ﷺ کا باوجود اتنی مصروفیات اور مسائل میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اتنا گہرا تعلق ہوتا تھا کہ ایک چھوٹے سے بچے کے معاملات کا بھی پتہ تھا کہ وہ تہجد نہیں پڑھتا۔

2- غزوہ تبوک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 30 ہزار تھی۔ جنگ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھوک کی کیفیت اور وسائل کی قلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اونٹ کی اوجڑیوں سے پانی نچوڑ کر پینا پڑتا تھا۔

پھر ایک سالار کی کتنی مصروفیات ہوتی ہیں۔ لشکر کی صف بندی، دشمن کی تیاری کا احوال اور نقل و حرکت کا ہر

وقت خیال رکھنا، جنگ کے لیے مناسب میدان کا چناؤ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس کے باوجود اس وقت نبی مکرم ﷺ پوچھتے ہیں کعب کدھر ہے؟ کعب نظر نہیں آ رہا ہے۔

ہم اندازہ کریں کہ کتنا گہرا تعلق تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

اہمیت دی جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔“

ہمیں دیکھنا ہے کہ ان دونوں میں سے اچھا مسلمان کون ہے۔ ان دونوں کے رویوں میں سے کس کا رویہ نبی مکرم ﷺ سے مطابقت رکھتا ہے۔ ان دونوں میں سے کس کے قریب زیادہ لوگ آتے ہیں۔ کون زیادہ لوگوں سے تعلق اور دوستی لگا سکتا ہے۔



کون اللہ کے دین کی دعوت بہتر انداز میں پیش کر سکتا ہے اور کس کی وجہ سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے مذکورہ حدیث میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

”پہل شخص سے دوسرے والا اجر میں بہت افضل ہے کہ جو بہت سے لوگوں سے تعلقات بناتا ہے اور پھر ان تعلقات کو استعمال کر کے، وہ ان کو اللہ کے دین کی دعوت دیتا ہے اور جب لوگ اس کی دعوت کو نہیں مانتے تو اسے دکھ ہوتا ہے اور پھر وہ اس دکھ پر صبر کرتا ہے تو پہلے والا شخص جو تعلقات نہیں بناتا کبھی بھی اس

مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ.

”(قیامت کے دن) انسان کے میزان میں اچھے

اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔“ [ابوداؤد]

یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ آخر اچھا اخلاق کیا ہے؟

اچھا اخلاق یہ ہوتا ہے کہ لوگ آپ سے ملنے پر کتنی خوش محسوس کرتے ہیں۔ اچھا اخلاق یہ ہے کہ لوگ آپ کی وجہ سے کتنا اپنے غموں سے نجات پاتے ہیں۔ اچھا اخلاق یہ کہ لوگ آپ کی وجہ سے اپنی زندگی سے کس قدر لطف اٹھاتے ہیں..... اچھا اخلاق یہ کہ لوگ کتنا آپ کے قریب آتے ہیں اور آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں.....!!

محترم بھائیو! ہم اپنے معاشرے کے اندر عموماً دو طرح کے لوگ دیکھتے ہیں جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

”لوگ دو طرح کے ہیں ایک بندہ وہ ہے جو بہت کم گو ہے، اپنی زندگی میں گن رہتا ہے، لوگوں سے بہت کم میل جول رکھتا ہے، بہت کم لوگوں سے اس کا تعلق ہے، وہ کسی کے معاملات میں جمل نہیں دیتا، جس کی وجہ سے

بہت کم لوگ اس سے دوستی کرتے ہیں..... دوسرا آدمی وہ ہے جس کی ہر وقت خواہش ہوتی ہے کہ بہت

سارے لوگ اسے جانتے ہوں۔ ہر فیئذ کے لوگوں سے اس کا تعلق ہو..... لوگوں سے میل ملاپ کے اندر وہ خوش رہتا ہے.....

وہ اپنے جاننے والوں کو مناسب وقت پر اپنی آراء اور مشوروں سے بھی نوازتا ہے..... اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی آراء کو



ساتھ کہ 30 ہزار

لوگوں میں بھی پتہ چلا لیا کہ کعب ﷺ نظر نہیں آ رہے اور کون کون صحابی جنگ میں شریک نہیں ہوا.....!!

3- نبی مکرم ﷺ کی مجلسوں میں سینکڑوں، ہزاروں لوگ بیٹھتے تھے لیکن ایک نوجوان کچھ دن آپ ﷺ کی مجلس میں نہ آیا تو فوراً پوچھا وہ فلاں لڑکا کچھ دنوں سے نہیں آ رہا..... اُسے کیا ہوا ہے، کوئی جانتا ہے اس لڑکے کو.....؟

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کس قدر لوگوں کے احوال جانتے تھے، کتنا زیادہ لوگوں سے میل ملاپ رکھتے تھے اور کتنا گہرا تعلق تھا ہر صحابی ﷺ کے ساتھ۔

محترم قارئین! اللہ کی رضا کی خاطر لوگوں سے محبت کرنا کتنا اہم

ہے، چاہے وہ آپ کو جانتے ہیں یا نہیں۔

آپ کا ان سے مزاج ملتا ہے یا نہیں..... لوگوں کو اپنے قریب کرنا اس

کے مسائل حل کرنا اتنا افضل کام ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے تلے جگہ دیں گے، جس دن کوئی اور سایہ نہ ہوگا، ان میں سے دو شخص وہ ہوں گے جو صرف اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہوں گے۔“

ہم بھی اللہ کے دین کو بہت فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اگر ہمارا مزاج گھل مل جانے والا سا ہو۔ ہم اپنے تعلیمی ادارے میں زیادہ سے زیادہ طلباء سے دوستی لگائیں، شاف ممبران اور چوکیدار وغیرہ سے صرف اس لیے دوستی کریں کہ اس کے ذریعے ہم انہیں اپنے قریب کر کے اللہ کا دین اچھے انداز میں سکھا سکیں گے۔

لیکن.....!!!

ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ ہے کہ وہ بندہ بہت اچھا سمجھا جاتا ہے کہ جو خاموش طبع ہو۔ اپنی زندگی میں مست رہتا ہو۔ والدین فخر سے لوگوں کو بتاتے ہیں کہ ہمارا بیٹا تو بہت اچھی طبیعت کا مالک ہے۔ اپنے کام سے کام رکھتا ہے، کسی سے بھلی یا بری کوئی بات نہیں کرتا..... مسجد میں بھیجیں تو نماز پڑھتا ہے اور فوری واپس گھر آ جاتا ہے..... دوسروں کے معاملات سے اُسے کوئی غرض نہیں..... لوگ جو مرضی کرتے پھریں وہ اُس سے مس نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ

فائدہ

ہے؟ اور جنت میں داخلے

کے لیے مسلمان کا آپس میں محبت کرنا لازمی ہے..... ہم لوگوں سے کیسے محبت کریں گے، جب ہم اپنی زندگی میں سست رہیں گے، لوگوں سے میل ملاپ بہت کم کریں گے، لوگوں سے دوستی نہیں کریں گے، جب ہم کسی کی پریشانیوں اور مسائل کا ادراک ہی نہ کر پائیں گے تو اسے حل کیسے کریں گے اور یتیم، ہم سے لوگ محبت کیونکر کریں گے۔

قارئین کرام! یقیناً آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ایسا کیا کام کریں کہ لوگ ہم سے محبت کرنے لگ جائیں۔ لوگ میرے دوست بن جائیں..... تاکہ اپنی اس دوستی کو دعوت الی اللہ کے لیے استعمال کر کے ڈھیروں نیکیاں کمائیں۔

ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ جو اخلاق میں سب سے بالاتر ہیں وہ لوگوں کا دل کیسے جیتتے تھے۔ نبی مکرم ﷺ ایسا کیا جادو

کرتے تھے کہ جو آپ ﷺ سے ایک دفعہ ملاقات کرتا، آپ ﷺ کا گرویدہ ہو جاتا کوئی آپ ﷺ کو قتل کرنے آتا لیکن تھوڑا وقت آپ ﷺ کے ساتھ گزارتا اور مسلمان ہو جاتا۔ نبی اکرم ﷺ لوگوں کے دلوں میں اچھے اخلاق کی بدولت ہی جگہ بناتے تھے۔ اچھے اخلاق کے حوالے سے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

إن الرجل ليلبع بحسن خلقه درجات قائم الليل صائم النهار. [شعب الایمان للبيهقي]

”بے شک ایک بندہ صرف اچھے اخلاق کی وجہ سے ہمیشہ رات کا قیام کرنے والے اور ہمیشہ دن کا روزہ رکھنے والے کے درجہ کو پالیتا ہے۔“

محترم قارئین!

اگر معاشرے کا ہر فرد اپنی یہ ذمہ داری سمجھے کہ اس نے لوگوں کو خوش رکھنا ہے اور صرف اللہ کی رضا کے لیے دوسروں سے محبت کرنی ہے تو کتنا خوبصورت معاشرہ وجود میں آئے گا..... ایک ایسا معاشرہ جہاں لوگ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی زندگی سے بھرپور لطف اٹھائیں..... دل میں جہنم، قبر اور اللہ کا خوف بھی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ صحبتوں سے بھرپور زندگی بھی.....

اللہ ہمیں خوشیاں اور محبتیں بانٹنے کی توفیق دے۔ آمین

اکثر مساجد کے امام اور قاری صاحبان کی کیفیت یہ ہے کہ انہوں نے کبھی نوٹ نہیں کیا کہ فلاں مقتدی کچھ دنوں سے نہیں آ رہا تو کیا وجہ ہے؟ اسے کوئی مسئلہ تو درپیش نہیں ہو گیا بلکہ اچھا امام اسے سمجھا جاتا ہے کہ جو حجرے سے نکلے نماز پڑھائے اور فوری واپس..... کیا ایک امام کی صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نماز پڑھائے گا بس..... ایسا یہ بھی کہ وہ لوگوں سے تعارف کرے، ان کے مسائل سنے، انہیں کتاب و سنت سے آراء دے، روٹھے ہوئے لوگوں کو آپس میں ملانے کی کوشش کرے، لوگوں کی دنیوی

کم بولنا اور صرف اچھی بات کہنا اور پھر خاموش رہنا بہت اچھی عادت ہے لیکن اتنا کم بولنا کہ آپ کے ساتھ والا اکتانا شروع کر دے آپ کی خاموش طبیعت کی وجہ سے وہ آپ سے دور ہونا شروع ہو جائے یہ غلط ہے

اور اخروی زندگی کا خیال رکھے؟

اس سوال کا بہترین جواب آپ کو مل جائے گا اگر ہم نبی مکرم ﷺ کی زندگی بطور امام اور معلم دیکھیں۔

یہاں ایک بات واضح کر دیں کہ ہم کم گوئی اور خاموش طبع ہونے کو غلط نہیں کہہ رہے۔ کم بولنا اور صرف اچھی بات کہنا اور پھر خاموش رہنا بہت اچھی عادت ہے..... لیکن اتنا کم بولنا کہ آپ کے ساتھ والا اکتانا شروع کر دے، آپ اپنی بات ہی نہ کر پائیں، کوئی آپ کے قریب آنا چاہتا ہے، آپ کی صحبت میں وہ خوش محسوس کرتا ہے لیکن آپ کی خاموش طبیعت کی وجہ سے وہ آپ سے دور ہونا شروع ہو جائے۔

حالانکہ مسلمانوں کا ایک دوسرے کا خیال رکھنا اور آپس میں محبت کرنا کتنا ضروری ہے، اس بات کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

”تم لوگ اس وقت تک جنت میں نہیں جاسکو گے جب تک ایمان والے نہیں ہو گے اور اس وقت تک ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے اور میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس سے تم محبت کرنے لگو؟ پس تم آپس میں سلام کو رائج کرو۔“ [بخاری و مسلم]

ایک مسلمان جنت میں نہ جاسکے تو اس کی زندگی کا کیا

ہم خود بھی گرائیں گے شیم اپنا پاک بھارت تجارتی ڈرامہ آخری مراحل میں آرٹو ڈالر کے خاتمے کے باوجود بھارت کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینا ملت سے غریبی تصور ہوگا

سلوک روارکتے

ہوئے بنگلہ دیش سمیت دیگر ملک کو رعایتیں دے رہا ہے لیکن پاکستانی ٹیکسٹائل پر مزید ٹیرف لگائے جارہے ہیں۔ بھارت نے پاکستانی ٹیکسٹائل کی مصنوعات پر 46 فیصد جس میں Clothing پر 86 فیصد چمڑے کی بنی ہوئی اشیاء پر 70 فیصد اور سیرے پر 150 فیصد ٹیرف لگایا ہوا ہے۔

پاکستان سے بہترین سیمنٹ اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات حاصل کرنے کی بجائے ہندو بنگیا ہم سے خام مال کی ڈیمانڈ کر رہا ہے اور بھارتی حکومت نے اپنی کاٹن کی برآمد پر پابندی عائد کر دی ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ ہم اپنی ملکی انڈسٹری کو بہتر سے بہتر بنا کر اپنے افراد کو بہتر روزگار دے سکیں۔

کچھ اس قسم کا سلوک بھارتی حکومت نے پاکستان کے چاول سے روا رکھا ہوا ہے۔ جس سے پاکستان میں چاول کا کسان اور تاجر دونوں پریشان ہیں۔ بھارتی حکومت کی عیاری دیکھیں کہ انہوں نے پاکستانی چاول کی درآمد پر 80 فیصد ڈیوٹی لگا رکھی ہے جبکہ اس کے برعکس پاکستان نے انڈین چاول پر صرف 5 فیصد ڈیوٹی لگائی ہے جس سے ہماری مارکیٹ میں انڈین چاول با آسانی سستے داموں مل رہا ہے جبکہ انڈین مارکیٹ میں ایسا نہیں ہے۔ اس سے ہمارے چاول کے تاجر اور کسان کو منافع

تاجر اور کسان کو منافع نہیں مل رہی۔ قیمت بھی نہیں مل رہی۔ یہی حال پچھلے اور رواں سال میں ہماری ٹماٹر اور پیاز کی فصل کے ساتھ ہوا۔ ہماری مارکیٹ میں ہمارے کسان کو ٹماٹر اور پیاز کی معقول قیمت مل رہی تھی لیکن جونہی انڈین پیاز اور ٹماٹر ہماری مارکیٹ میں آیا تو قیمت اتنی گر گئی کہ ہمارے کسان کو پیاز اور ٹماٹر کی تیار فصلوں پر مل چلانا پڑا اور کچھ نے تیار پودوں کو اکھاڑ پھینکا کیونکہ اگر وہ ان کو مارکیٹ لاتے تو زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا۔

ٹیکسٹائل اور چاول کی طرح بھارتی پیاز اور ٹماٹر کی پاکستان

ہندو بنگ نے ایک اور چالاک یہ دکھائی کہ بھارتی بیورو آف سٹینڈرڈز نے سیمنٹ کی درآمدات پر 10 ہزار ڈالر فی کنٹینرمنٹ بنک کی گارنٹی کے بغیر سیمنٹ بھارت نہیں بھیج سکیگی۔ بھارت کی طرف سے ہیروئن کی برآمدگی کے جھوٹے الزام کی وجہ سے واہگہ بارڈر پر ٹرکوں کی قطاریں لگ گئی ہیں۔

بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ بھارت نے پاکستان سے چینی درآمد کرنے پر ڈیوٹی میں 100 فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ حالانکہ اسی سال بھارت میں چینی کی شدید قلت ہے اور بھارت



کو تقریباً 25 لاکھ ٹن چینی درآمد کرنا پڑے گی جبکہ اس سال پاکستان میں گزشتہ برس کی 5 لاکھ ٹن اور فیصل سے کم ویش 5 لاکھ ٹن اضافی چینی حاصل ہوگی۔ اس طرح 13-2012 میں پاکستان سے 10

لاکھ ٹن چینی درآمد ہو سکے گی۔ یعنی بھارت آسانی سے سستے داموں پاکستانی چینی سے اپنی کمی پوری کر سکتا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے پاکستانی چینی پر 100 فیصد ڈیوٹی لگا دی۔ اس رویے سے ایک عام سا شہری بھی یہ سمجھ سکتا ہے بھارتی حکومت یہ کبھی بھی نہیں چاہتی کہ پاکستان بھارت سے تجارت کر کے مالی فائدہ حاصل کر سکے۔

پاکستان کا ٹیکسٹائل کی مصنوعات میں ایک اہم مقام ہے۔ مگر بھارت نے پاکستانی ٹیکسٹائل انڈسٹری کے ساتھ امتیازی

آج پاکستان کے ماہرین معاشیات اور سیکولر طبقہ اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے کہ ہمیں کشمیر کے ایٹو کو چھوڑ کر بھارت کے ساتھ تجارت کرنی چاہیے۔ جلیں مسئلہ کشمیر کے ساتھ ساتھ ہم بھارت کے پاکستانی دریاؤں پر غاصبانہ قبضے کو بھی رہنے دیتے ہیں۔ سر کریک اور کاکل بھی اب پرانی باتیں ہو گئیں ہیں اور یہ معاملات کہ بھارتی سازشیں مشرقی پاکستان کو الگ کر کے اب بلوچستان میں مصروف ہیں، اس کو بھی ایک طرف رکھتے ہیں۔ ان سارے مسائل کو چھوڑ کر اگر ہم خالصتاً اپنے ملک کی معیشت کی بات کریں تو بات آسانی سے ثابت کی جاسکتی ہے کہ اس تجارت سے ہماری ملکی انڈسٹری اور زراعت مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی۔ آج کے نام نہاد دانشور بھارت کو جتنا بھی پسندیدہ قرار دے دیں پھر بھارت پاکستان کا دشمن نمبر ایک ہے اور دشمن نمبر ایک ہی رہے گا۔

پاک بھارت تجارتی ڈرامہ جو اکتوبر 2010ء کو شروع ہوا تھا اپنے اختتامی مرحلے 31 دسمبر 2012ء کے قریب ہے اور دسمبر کے آخری ہفتے تک بھارت کو پسندیدہ ملک کا درجہ دیا جائے

گا۔ جنوری سے تجارت کے تمام راستے آزاد نہ کھول دیئے جائیں گے اور بھارت صرف 5 فیصد ڈیوٹی پر تمام اشیاء پاکستان درآمد کر سکے گا لیکن دسمبر 2012ء کے پہلے ہفتے میں ہندو بنگ کے رویے کا جائزہ لیں تو اس کی مکاریاں سامنے آ رہی ہیں۔

بھارت نے پاکستانی سیمنٹ کی کنٹینرمنٹ میں ہیروئن کی برآمدگی کا جھوٹا الزام لگایا ہے جس سے پاکستان سے سیمنٹ کی درآمدات 86 فیصد ہو گئی ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

Value in Million				
سال	پاکستانی برآمدات	پاکستانی درآمدات	کل تجارت	پاکستان کا تجارتی خسارہ
2006-07	342.9	1235.9	1578.8	893
2007-08	254.9	1701.4	1956.3	1446.5
2008-09	319.6	1194.6	1514.2	875
2009-10	268.3	1225.6	1493.9	957.3
2010-11	264.3	1743.2	2007.5	1478.9

میں درآمدات پر کوئی خاص پابندی نہیں ہے جبکہ اس کے برعکس اگر ہم واپس کھوکھر مونا باؤ پر آؤ بیٹا ڈنڈا لے کر جائیں تو ان کے کوئی ٹیکس کے لیے ہمیں ٹکٹ کی لیب میں جانا پڑے گا جبکہ اس کا سٹیم کلیرنس سرٹیفکیٹ دہلی سے ملے گا اور اس کا سینی ٹیری اور فوٹو سینی ٹیری ٹیکس کے لیے مدراس جانا پڑے گا۔ جب یہ سب لوازمات پورے کر کے ہم دوبارہ بارڈر پر پہنچیں گے تو ہماری اشیاء خراب ہو چکی ہوں گی۔

انڈین اور پاکستانی ماہرین معاشیات اور ہمارے سیاستدانوں کا کہنا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ پاکستان کا اس وقت تجارت میں حصہ تھوڑا ہے مگر جب ”باہمی تجارت“ براہ راست شروع ہوگی تو پاکستان کو ”ضرور“ فائدہ ہوگا اور پاکستانی مصنوعات کے لیے اسے ایک ارب افراد پر مشتمل بڑی منڈی میسر ہوگی لیکن جب ہم اعداد و شمار کا جائزہ لیتے ہیں تو حقیقت اس کے الٹ دکھائی دیتی ہے۔ اس وقت پاکستان اپنی کل تجارت کا 0.5 فیصد حصہ انڈیا سے کرتا ہے۔ جبکہ انڈیا اپنی کل تجارت کا 56 فیصد حصہ پاکستان سے کرتا ہے۔ 2006-07ء میں پاک بھارت تجارتی حجم 1.57 بلین ڈالر تھا جس میں 1235.9 بلین ڈالر کی بھارتی مصنوعات پاکستان آئیں۔ اس کے برعکس صرف 342.9 بلین ڈالر کی پاکستانی مصنوعات بھارت بھیجی گئیں۔ اس سال انڈیا کی تجارتی برتری 893 بلین ڈالر تھی۔

فائدے میں رہا۔ اعداد و شمار کے مطابق بھارت نے 31897 ٹرکوں پر مال پاکستان بھیجا جس کی مالیت 20 ارب 99 کروڑ 45 لاکھ تھی۔ اس کے جواب میں پاکستان صرف 4664 ٹرکوں پر مال بھارت لے گیا جس کی مالیت ایک ارب 33 کروڑ 6 لاکھ روپے تھی۔ مالی سال 2011-12ء کے پہلے چار مہینوں میں بھارت کا 8643 ٹرکوں پر 5 ارب 27 کروڑ 31 لاکھ کا سامان پاکستان پہنچ چکا ہے جس کے جواب میں پاکستان کی برآمدات صرف 77 کروڑ 35 لاکھ روپے کی ہیں۔

اقتصادی ماہرین کے مطابق بھارت کے ساتھ تجارت میں پاکستان کو 2 بلین ڈالر کا خسارہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان بھارت سے 3.2 بلین ڈالر کا مال درآمد کرتا ہے اور 1.3 بلین ڈالر کا مال بھارت کو برآمد کرتا ہے۔ جون 2010ء سے مارچ 2011ء تک صرف 9 ماہ میں پاکستان کو بھارت سے تجارت میں 95 کروڑ 95 لاکھ ڈالر کا خسارہ ہوا

اور یہ خسارہ گزشتہ سال کے خسارے سے 41 کروڑ 29 لاکھ ڈالر زیادہ ہے جبکہ سال 2011ء کے اختتام تک یہ خسارہ ماہرین کے نزدیک 125 کروڑ ڈالر تک پہنچنے کا خدشہ ہے۔ پاکستان کی اپنی وفاقی وزارت تجارت کے اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 2010-11ء کے دوران بھارت سے پاکستان نے ایک ارب 5 کروڑ ڈالر کی مصنوعات درآمد کیں۔ اس کے مقابلے میں پاکستان نے بھارت کو صرف 28 کروڑ 67 لاکھ 25 ہزار ڈالر کی مصنوعات برآمد کیں یعنی ایک ارب 46 کروڑ سے زائد کا خسارہ ہوا۔

بانی صفحہ نمبر 20 پر

پاکستان کو ان تجارتی معاہدوں سے انڈیا کی ایک بڑی منڈی ملے گی اور پاکستانی تجارت کو بڑا فائدہ ہوگا حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ملکی اور غیر ملکی معاشی ماہرین یہ کہہ رہے ہیں کہ دونوں ممالک میں تجارتی حجم 50 بلین تک آسانی سے پہنچ سکتا ہے لیکن ہمیں یہ سوچنا ہے کہ اس میں بھارت کا کتنا حصہ ہوگا۔ پاکستان کے موجودہ اعداد و شمار ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ کیونکہ اگر تجارت 50 بلین ڈالر تک پہنچے گی تو اس میں پاکستان کا تجارتی حجم بڑی مشکل سے 10 فیصد ہوگا اور باقی سب کچھ انڈیا کے حصہ میں آئے گا اور وہ نقصان جو تجارتی خسارہ اور ہماری ملکی انڈسٹری کی تباہی کی صورت میں ملے گا وہ اس کے علاوہ ہے۔

بھارت پاکستانی ٹیکسٹائل انڈسٹری کے ساتھ امتیازی سلوک روارکتے ہوئے بنگلہ دیش سمیت دیگر ممالک کو رعایتیں دے رہا ہے لیکن پاکستانی ٹیکسٹائل پر مزید ٹیرف لگائے جا رہے ہیں۔

واپس بارڈر پر ہونے والی غیر روایتی تجارت جو چند برس قبل شروع ہوئی، کے حقائق قارئین کے پیش خدمت ہیں۔ یکم جولائی 2010ء سے 30 جون 2011ء تک جو تجارتی

2010-11ء سے تجارتی حجم 2 بلین ڈالر سے تجاوز کر گیا۔ پچھلے سالوں کی نسبت موجودہ حالات میں بھارتی تجارتی برتری 1235.9 بلین ڈالر سے 1743.2 بلین ڈالر تک پہنچ گئی۔ اس برعکس افسوسناک خبر یہ ہے کہ انڈیا سے تجارتی حجم 342.9 بلین ڈالر سے 264.3 بلین ڈالر ہوا اور پاکستان کا تجارتی خسارہ 893 بلین ڈالر سے بڑھ کر 1478.9 بلین ڈالر ہو گیا۔

ہرگزرتے سال کے پاکستان کا تجارتی خسارہ بڑھ رہا ہے اور

ایکسپورٹ کم ہو رہی ہے جبکہ بھارتی ایکسپورٹ اور تجارتی حجم بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ اعداد و شمار پاکستانی قیادت کے لیے لمحہ فکریہ ہیں جو اس بات کا راگ الاپتے تھے کہ انڈیا کے برعکس



سامان

درآمد اور برآمد ہوا اس میں بھارت

سورة محمد ﷺ

تفسیر القرآن

پروفیسر حافظ محمد سعید

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ ہم کفار کی گردنیں کاٹیں۔ اللہ اکبر! بدر میں جو قیدی آئے۔ نبی ﷺ نے ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔

تو یہ آیت آئی تھی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُفْخِرَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ (الانفال: 67)

”کبھی کسی نبی کے لائق نہیں کہ اس کے ہاں قیدی ہوں، یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خون بہالے، تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت کو چاہتا ہے اور اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

کہ اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کو یہ روایتیں تھیں کہ آپ ان قیدیوں کو چھوڑ دیتے، ان کا تو ستیاناس کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند تھا۔ تو آپ ﷺ نے فدیہ لے کر کیوں چھوڑا؟ حالانکہ ابھی کفر کی جان نہیں نکلی اس کا ستیاناس نہیں ہوا۔ یہ بہت بڑی تعداد میں اور قوت میں ابھی تک موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں سخت رویہ اختیار کیا۔ بہت سخت وعید فرمائی۔ صرف عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنھوں نے کہا تھا کہ اے نبی ﷺ! جو قیدی بن کر آئے ہیں ان میں میرا رشتہ دار بھی ہے۔ رشتہ دار میرے ہاتھ میں دیں، میں اس کو قتل کروں گا۔ جس کا جو رشتہ دار ہے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنے ایمان کا ثبوت دیں کہ رشتہ دار پیارے ہیں یا کہ اللہ اس کا رسول ﷺ اور اس کا دین پیارا ہے۔ اس سے ہمارے ایمان کا پتا چلے گا لیکن باقی زیادہ لوگوں نے کہا: فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ نبی ﷺ اس آیت پر فیصلہ کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ آ جاتی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی نہ بچتا۔“ اللہ اکبر! اللہ نے فرمایا: کہ کافروں کو خوب مارو تا مگر اللہ تعالیٰ کی جان نکل جائے۔ جہاد کا اصل مقصد کفر کی تباہی ہے۔ وہ اللہ کی زمین پر مال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا کھا کر اللہ کے باغی بنتے ہیں۔ کوئی اپنے باغی کو دنیا میں برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے باغی کو اپنی زمین میں کیسے برداشت کرے گا۔ جب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا اللہ فرشتوں کو بھیج کر کسی کو زمین سے اٹھا کر بلندیوں پر لے جا کر الٹا پھینک دیتا، ان پر پتھروں کی بارش برساتی کسی پر پانی کا طوفان بھیج دیا، کسی پر آندھی کا عذاب بھیج دیا اور قوم صالح پر ایسا زلزلہ بھیجا کہ پہاڑوں کو پہاڑوں سے ٹکرا کر بستیوں کو پیس کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب اپنے باغیوں کے لیے بھیجے اور جب جہاد فرض کیا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی بجائے اپنے ان بندوں کے ہاتھوں کو استعمال کرنا پسند کرتا ہے۔ ان کے ذریعے کافروں کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ کفر کا ستیاناس کرتا ہے اور جہاد کا یہی مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے:

﴿ذَلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ﴾ [محمد: 4]

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْنَتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدَ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ قِيلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالُهُمْ ﴿٥٠﴾ سَيُهَيِّجُهُمْ وَيُضِلُّهُمُ بِاللَّهِ ﴿٥١﴾ وَيَذِلُّهُمْ الْجَنَّةَ عَرَفَهَا لَهُمْ ﴿٥٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصَرُوا لِلَّهِ يَنْصَرْكُمْ وَيُخَيِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴿٥٣﴾ [نفا: 7]

”تو جب تم ان لوگوں سے ملو جنھوں نے کفر کیا تو گردنیں مارنا ہے، یہاں تک کہ جب انھیں خوب قتل کر چکو تو (ان کو) مضبوط باندھ لو، پھر بعد میں یا تو احسان کرنا ہے اور یا فدیہ لے لینا، یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے، (بات) یہی ہے۔ اور اگر اللہ چاہے تو ضرور ان سے انتقام لے لے اور لیکن تاکہ تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آ زمانے۔ اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے تو وہ ہرگز ان کے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔ وہ ضرور انہیں راستہ دکھائے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔ اور انہیں اس جنت میں داخل کرے گا جس کی اس نے انہیں پہچان کر دیا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔“

الفاظ	معانی	مادۃ	صیغہ
سَيُهَيِّجُهُمْ	عنقریب وہ انہیں ہدایت دے گا	ہ، دی	واحد مذکر غائب
وَيَذِلُّهُمْ	اور وہ انہیں داخل کرے گا	د، خ، ل	واحد مذکر غائب
عَرَفَهَا	اس نے اسے پہچان لیا	ع، ر، ف	واحد مذکر غائب
إِنْ تَنْصَرُوا لِلَّهِ	اگر تم نے اللہ کی مدد کی	ن، ص، ر	جمع مذکر حاضر
يَنْصَرْكُمْ	اور وہ تمہاری مدد کرے گا	ن، ص، ر	واحد مذکر غائب
وَيُخَيِّتْ أَقْدَامَكُمْ	اور وہ تمہیں ثابت قدم رکھے گا	ث، ب، ت	واحد مذکر غائب

اگر جہاد نہ ہو سکتا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا حکم کبھی دیتا ہی کیوں؟ یہ بات ٹھیک ہے، عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جہاد کے لیے نکلنے کے بغیر بھی کفار کو تباہ کرنے پر قادر ہے، ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن مصیبت ہے کہ ہم جہاد کے لیے تیار نہیں، بیٹھے بیٹھے سوچتے ہیں یہ سارا کچھ ہو جائے۔ الحمد للہ جو اللہ کے مجاہد بندے میدانوں میں اترے ہوئے ہیں، ان کا ایمان بڑا مضبوط ہوتا ہے۔ ان کا یقین بڑا پختہ ہوتا ہے۔ کفر کی بڑی بڑی چھاؤنیوں میں سچان اللہ کس طرح داخل ہوتے ہیں۔ کس جواں مردی سے لڑتے ہیں؟ ذرہ برابر اہمیت نہیں دیتے، ان کی قوتوں ان کے اسلحے ان کی فوجوں کو۔ وہ واللہ! ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ایسے ایمان اور یقین کی کیفیت میں وہ لوگ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی قوت کو بڑھاتا جاتا ہے اور واقعی کفر ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔

مقابلے کرنے والے تھے وہ آج ہاتھ جوڑ کر معافیاں مانگ رہے تھے اور راستے میں کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے:

اے محمد ﷺ! تو بڑی عزت والا..... تیرا باپ بڑی عزت والا..... تیرا خاندان بڑی عزت والا اگر تو آج ہمیں معاف کر دے تو ہم بچ جائیں گے ورنہ یہ چمکتی ہوئی لنگی تلواروں سے آج کوئی نہیں بچے گا۔ پھر ایسا بھی تو وقت ہے۔ 30 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر رومیوں وقت کی سپر پاور کے مقابلے میں اللہ کے نبی ﷺ کی قیادت میں چلتا ہے اور رومی مقابلے سے دستبردار ہو کر بھاگ جاتے ہیں۔ مسلمان فاتحانہ شان کے ساتھ واپس پلٹتے ہیں۔ ایک 70 صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادتیں میدانوں میں پڑی ہیں۔ یہ منظر ایک طرف اور دوسری دفعہ بڑی بڑی کامیابیاں۔ اسی کے بارے میں اللہ کہتا ہے کہ میں میدانوں میں امتحان ضرور لیتا ہوں۔ لیکن میں اپنے بندوں کی قربانیاں ضائع کبھی نہیں کرتا میں ان کو نتیجے ضرور دیتا ہوں۔ ان شاء اللہ اب بھی نتیجے نکلیں گے۔ بھائی آج جو قربانیاں ہو رہی ہیں ان شاء اللہ ان کے نتیجے نکلیں گے۔ اللہ کے وعدے سچے ہیں۔ ہم کمزور ہو سکتے ہیں ہمارے ایمان کمزور ہو سکتے ہیں ہمارے اندر شکوک و شبہات ہو سکتے ہیں لیکن اللہ کے وعدے سچے ہیں اور جنہوں نے قربانیاں دی ہیں شہادتیں پیش کی ہیں انہوں نے اللہ کے دعوؤں کو سچا مان کر کی ہیں۔ اللہ اکبر!

﴿يُصْلِحْ بَالَهُمْ﴾ [محمد: 4]

عقرب رہنمائی کرے گا اللہ ان کی وَصْلِحْ بَالَهُمْ اور اصلاح کرے گا ان کے حال کی وَ يَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةُ اور داخل کرے گا ان کو جنت میں۔

اللہ فرماتے ہیں۔ جو شہید ہو جائیں اللہ ان کی تختیں ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ ان کی قربانیاں ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ قدم قدم پر ان کی راہنمائی کرے گا۔ اللہ ان کے حال کی اصلاح فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنتوں میں داخل کرے گا۔ یہ اعزازات ہیں شہیدوں کے اس کے دو معنی ہیں بھائی۔ ایک معنی تو اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو شہید کرنا ہوتا ہے اللہ اس کا رنگ ہی بدل دیتا ہے اور یہ بات تو ہم نے دیکھی ہے۔ اس کی زندگی بدل دی جاتی ہے اس کی سوچ بدل جاتی ہے۔ اس کی نماز، سجان اللہ اتنی شاندار ہو جاتی ہے۔ جو شہید ہوتے ہیں ذرا ان کے گھر میں جا کر پتا کیا کرو کہ جب نکلا تھا..... کس حال میں نکلا تھا..... کیا کیفیت تھی.....؟

ماں بیان کرے گی کہ رات کا زیادہ حصہ تہجد میں گزارتا تھا دعائیں کر کے رورو کہ اللہ تعالیٰ سے شہادتیں مانگ کر گھر سے نکلا تھا۔ جوانی کی عمر 20 سال 30 سال اس جوانی کی حالت میں شاندار تہجد اللہ کے سامنے رونا راتوں کا قیام اور اتنے شاندار اخلاق..... ماں کو منار ہا ہے باپ سے اجازتیں طلب کر رہا ہے۔ اتنے اچھے اخلاق اور محبت کے ساتھ بھائیوں سے ملنا، بہنوں سے مل رہا ہے..... زندگی بدل جاتی ہے۔ ایک تو اس کا مطلب ہے اللہ نے جس کو شہادت کی موت دینی ہوتی ہے اللہ اس کا حال ہی بدل دیتا ہے۔ اللہ اس کو اس حالت میں لے آتا ہے کہ اللہ قدم قدم پر اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ اللہ کی راہنمائی اللہ کی ہدایت اللہ کی توفیق ہر چیز تمہیں اس کے اندر نظر آئے گی۔ اس کی گفتگو میں اس کے اعمال میں اس کے اخلاق میں اس کے معاملات میں ایک ایک چیز میں اللہ کی راہنمائی اور اللہ اس کے حال کی اصلاح کرتا جاتا ہے۔ اس کے لیے آسانیاں پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کے راستے بنا چلا جاتا ہے۔ رکاوٹیں اللہ تعالیٰ دور کرتا چلا جاتا ہے۔

”سجان اللہ“ وَصْلِحْ بَالَهُمْ اللہ اس کے حال کی اصلاح کرتا جاتا ہے۔ وَ يَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةُ اور جنت میں داخل کر دے گا۔ جس جنت کی پہچان ان کے لیے کروادی ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شہید ہوتا ہے تو ایسی اس کے آخری سانس جاری ہوتی ہیں خون بہہ رہا ہوتا ہے دنیا سے جا رہا ہوتا ہے۔ مگر ابھی دنیا سے گیا نہیں ہوتا کہ اللہ حکم دیتا ہے۔ میرے فرشتو! اس کی جنت اس کے سامنے کر

یعنی اگر میں چاہتا تو کیا میں ایسا دشمنوں سے انتقام نہیں لے سکتا تھا؟ یہ بڑے بڑے فرعون جو بے بیٹھے ہیں میرے مقابلے میں کیا ان کو تباہ و برباد نہیں کر سکتا تھا؟ کیا ان کے پاس طاقت زیادہ ہوگئی ہے؟ نہیں نہیں میں اگر چاہتا تو کیا ایسا ان کو تباہ کر دیتا میں ان سے انتقام لے لیتا۔

مسلمانوں میں نے تم پر جہاد کو فرض کر کے تمہارا امتحان لیا ہے۔ یہ جہاد تو تمہارا امتحان ہے۔ ورنہ اللہ کے پاس تو طاقت موجود ہے۔ اللہ کے پاس تو اس کے فرشتے موجود ہیں۔ سب کچھ اللہ کے پاس موجود ہے اللہ تمہارا امتحان کر رہا ہے۔

﴿وَلَكِنْ لِّيَبْلُوَ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ﴾ [محمد: 4]

تمہارے بعض کو بعض سے ٹکرا کے میدانوں میں مقابلے کروا کے تمہارے ایمان پر کھتا ہے۔ تمہارا امتحان لیتا ہے کہ تم اپنے ایمان کے دعوؤں میں سچے ہو کہ نہیں۔ جہاد کرو گے تو ایمان کے دعوے سچے ہیں اگر نہیں تو پھر ڈھیلا ڈھیلا اسلام اللہ کو پسند نہیں ہے۔ جہاد کے بغیر والے اسلام سے بات نہیں بنتی اس سے کفر کی قوت کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ اللہ اکبر!

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالُهُمْ. [محمد: 4]

”وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے۔ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے“ يُضِلُّ أَعْمَالُهُمْ.

یعنی اللہ ان کے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ ان کی قربانیوں کو ضائع نہیں کرے گا، فرمایا: یہ نہ کبھی سوچنا کہ جو شہید ہو گئے جو اللہ کی راہ میں قربان ہو گئے وہ ضائع ہو گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جہادیوں نے ہمارے بیٹے مروا دیئے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے اللہ ان کی محنتوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ وقتی طور پر تمہیں آزمائش آ جاتی ہیں بڑے بڑے امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ زمین پر گرے پڑے ہیں۔ سر سے خون بہہ رہا ہے۔ دانت مبارک شہید ہو گئے ہیں۔ 70 صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے ہیں۔ 70 سے زیادہ زخمی ہو چکے ہیں۔ نبی ﷺ کی خاص حفاظت کے لیے جو دستہ مقرر تھا ان دس میں سے آٹھ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو چکے ہیں۔

یہ احد کا منظر ہے۔ نبی ﷺ اس حال میں ہیں۔ تو ایسی آزمائش ضرور آتی ہیں ایسے حالات ضرور آتے ہیں۔ احد کے موقع پر بھی لوگوں نے پرو پیگنڈا کرنا شروع کر دیا تھا۔ ”مروا دیے نا بہت سارے“ کیا فائدہ ہوا؟ کیا نتیجہ نکلا؟ کیا لاکھیاں تھیں؟“ پھر ابھی تو آغاز ہے۔ شروع میں 70 مارے گئے 70 زخمی ہو گئے تو کل تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ باتیں بنانے والے تب بھی باتیں بناتے تھے اور وہ ساری باتیں آپ کو قرآن میں ملیں گی۔ آج بھی لوگ یہی باتیں کرتے ہیں۔

مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان کا نام کیا تھا جو اعتراض کرنے والے تھے۔ کیا قرآن نے انہیں منافق نہیں کہا.....؟ وہ کہتے ہیں: ہم تو خود کو بڑے مومن سمجھتے ہیں۔ مگر اعتراض وہی کرتے ہیں۔ وہی جہاد کے خلاف باتیں۔ لیکن کچھ مومن بھی رہتے ہیں۔ ہم پر تو آج ہی کوئی نہیں آتی۔ حالانکہ جو شہید ہو گئے وہ تو کامیاب ٹھہرے اور ان کی شہادتیں پچھلوں کے لیے بھی نقصان نہیں قرار دی جاسکتیں۔ فرمایا: جو اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے۔ ان کے اعمال ان کی محنتوں کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی ضائع نہیں کرے گا۔ وقتی طور پر امتحان آئے گا لیکن اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہیں بڑی بڑی کامیابیاں دے گا۔ سجان اللہ! بھائیو! یہ شہادتیں بھی احد کی شہادتیں خندق کی تکلیفیں مصیبتیں پیڑوں پر پتھر باندھ کر کھڑے ہیں۔ محاصرہ ہوا ہے۔ خندق کھود کر میدان کا بچاؤ کر رہے ہیں۔ اللہ اکبر! ایسے دن بھی جہاد میں آتے ہیں۔ اسی طرح وہ دن بھی آتے ہیں جب نبی ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کا لشکر مکہ میں داخل ہو رہا ہے۔ آج مقابلے میں آنے کے لئے آتا کوئی نہیں۔ ”سجان اللہ“ اور جو

کھڑے ہو کر وہ آواز دیتے ہیں، کہتے ہیں: اے میری بیوی! بچوں کو لے کر باہر آ جاؤ میں نے اپنے اللہ کو قرض دے دیا ہے، اب یہ باغ ہمارا نہیں ہے۔

(جاری ہے)

یہ دین نبی ﷺ کے رکھوالے

ڈرتے نہیں لالچی گولی سے یہ دین نبی ﷺ کے رکھوالے
دیوار بنا کر سپنوں کی آئیں گے یہ حق کے متوالے

بارود کی بارش خون کے دریا، لاشے اور جنازے کیا
پیغام شہادت لاتے ہیں، سندیسے یہ جنت والے

یہ ہر باطل سے لڑ جائیں یہ نہں کر سولی چڑھ جائیں
لکھے ہیں ان کے مقدر میں زنجیر، سلاسل اور تالے

کشمیر سے لے کر کوسووا کابل تک پھیلی قبروں میں
وہ کس کے لہو کی خوشبو ہے وہ کس کے جگر کے ہیں چھالے

شیطان کے چیلے لیس ہیں لیکن ششدر اور ہراساں ہیں
آتے ہیں کفن سر پر باندھے غازی خالی ہاتھوں والے

تیور ان کے بتلاتے ہیں چھا جائیں گے ساری دنیا پر
یہ کن کی غیرت کے پرتو، یہ کن ماؤں کے ہیں پالے

وہ بھی تو کسی کے بیٹے تھے جو میرے نبی ﷺ کے پیارے تھے
حمزہ و علی، عثمان و عمر جو دین کی بھینٹ چڑھا ڈالے

حق کا سورج خوں کے قلم میں ڈوب کے ابھرا کرتا ہے
شعلوں میں بھی تکبیر کے ہم نعرے ہیں بپا کرنے والے

قرآن نے یہ فرمایا ہے تم کافر کے مت ولی بنو
شیطان نے تیری آنکھوں پر کیوں تان دیئے یہ جالے ہیں

(فیضان خلد، نعمان خالد)

دو اس کی جنت اس کو دکھا دو۔ ابھی اس کے آخری سانس چل رہے ہوتے ہیں کہ فرشتے اس کی جنت اس کے سامنے کر دیتے ہیں۔ دنیا میں اس کی جنت اس کو دکھا دی گئی ہے اور پھر جب جائے گا تو اپنے گھر کو آسانی سے پہچان لے گا۔

وَيَذِلُّهُمْ الْجَنَّةَ عَرَفَهَا لَهُمْ جب پہچان اس کو کروادی ہوگی تو وہ آسانی سے جنت کو جائے گا ویسے بھی نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر جنتی کو بھی یہ اعزاز دے گا۔ ہر بندہ ہی اپنا گھر پہچان لے گا۔ فرمایا: جس طریقے سے دنیا میں اپنے گھر پہچانتے ہو۔ سیدھے اپنے گھر چلے جاتے ہو۔ قیامت کے دن بھی جنتی آسانی کے ساتھ گھر پہچان کے سیدھا اپنے گھر چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسا ذہین بنا دے گا۔ ایسی رہنمائی فرمائے گا کہ ہر جنتی کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا یہی حال ہوگا۔ یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کی موت دینی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حالت کو اس طریقے سے بدل کر رہنمائی کرتا ہے یا اس کا مطلب ہے کہ شہید ہونے کے بعد اللہ اس کے گناہ سارے معاف کر دیتا ہے۔ رستے آسان کر دیتا ہے نہ قبر کی مشکل نہ حشر کی مشکل..... ہر مشکل آسان ”اللہ اکبر!“ کوئی احتساب نہیں، سیدھا سیدھا جہنم اللہ کی جنت میں ”اللہ اکبر“۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُخَيِّطْ أَقْدَامَكُمْ﴾ [محمد: 7]
”اے ایمان والو! جب تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کر دے گا۔“

اب یہ مظہر بیان کر کے کہ پہلے جہاد کا حکم، جہاد میں قربانیاں دینے والے شہیدوں کے اعزازات بیان کیے۔ ترغیب کے لیے اب اللہ تعالیٰ عام مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دیتا ہے۔

اے ایمان والو! اوکلمہ پڑھنے والو! اللہ رسول کے سامنے والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے یعنی جہاد کرو گے۔ اللہ کے دین کی مدد کا مطلب جہاد کرنا ہے۔ جو جہاد کرتا ہے وہ حقیقت میں اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں سب مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے ہیں اور جہاد کو اللہ کے دین کی مدد قرار دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں۔

إِن تَنصُرُوا اللَّهَ

جو دین کی مدد کے لیے جہاد کرتا ہے وہ اللہ کی مدد کرتا ہے، اللہ اس کو دین کی نصرت قرار دے رہے ہیں۔ اللہ اس کو اپنی مدد قرار دے رہے ہیں لیکن اللہ کسی کا محتاج نہیں اللہ کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے مگر جہاد کے بارے میں اللہ کا بیان ہی اور ہے۔ سبحان اللہ! جہاں بھی اللہ تعالیٰ جہاد کے لیے مانگتا ہے تو کیا کہتا ہے۔

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَقْرُضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ [البقرہ: 245]

”اور اللہ تم سے قرض مانگتا ہے۔ کوئی ہے تو اللہ کو قرض دے۔“

یہ جہاد کا بیان ہے اللہ قرض مانگتا ہے۔ یہ قرض دے دو۔ میں تمہیں واپس لوٹاؤں گا۔ 70 گنا دوں گا 700 گنا دوں گا۔ اس سے بھی زیادہ دوں گا۔ جتنا چاہوں گا زیادہ دوں گا۔ جہاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا بیان ہی الگ ہے۔ قرآن اکثر پڑھ کے دیکھیں۔ یہاں دیکھیں جو جہاد کرتا ہے۔ جہاد کے ساتھ اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے۔ وہ اللہ کی مدد کر رہا ہے۔

سبحان اللہ! اور جو جہاد کو چندہ دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو قرض دے رہا ہے۔..... اللہ قرض مانگ رہا ہے۔ نبی ﷺ پر یہ آیت اتری اللہ کے نبی ﷺ نے یہ آیت سنائی: ابودحد بن جحش بیٹھے ہوئے تھے، کہتے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ بھی قرض مانگتا ہے۔ فرمایا: ہاں! اللہ قرض مانگتا ہے۔ کہتے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر میرا پورے مدینے سب سے زیادہ خوبصورت باغ ہے، میں نے وہ باغ اللہ کو قرض دیا۔ یہ کہہ کر واپس گئے۔ گھر بھی باغ کے اندر بنایا ہوا تھا اور پھر باغ کے ایک کنارے پر

امریکہ: سمندری طوفان کی زد میں



سیٹری کو سپر سٹارم اور کینگری وین کا سمت درمی طوفان شہر اور دیہات پر بارش ہے

جس نے اپنے چھپلاؤ شدت اور تباہی کے اعتبار سے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیے ہیں

رہا۔ دور جدید میں عقل انسانی کا مظہر ”ہیکنالوجی“ ہے جس کے بل بوتے پر اپنی قسمت کے فیصلے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر دنیا میں وقتاً فوقتاً ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں جو انسان کو اس کی اصل حیثیت یاد دلاتے ہیں۔ ایسی ہی ایک مثال دنیا میں ہیکنالوجی کے اعتبار سے ”سپر پاور“ کہلانے والے امریکہ کی ہے۔ جس کو گزشتہ مہینے آنے والے سمندری طوفان ”سینڈی“ نے ہلا کر رکھ دیا اور اس کی پاور اور ہیکنالوجی کے بھرپور شہید ضرب لگائی۔

بات کریں امریکہ کی تو اس کی ہر ریاست ہمیشہ سے ایک سے دو مرتبہ قدرتی آفات کی زد میں رہی ہے جن میں زلزلہ سیلاب، خشک سالی، لینڈ سلائیڈنگ، جنگل کی آگ، آتش فشاں اور سمندری طوفان شامل ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ (USA) کرہ ارض کے مغرب میں واقع ہے جس کے شمال میں کینیڈا، جنوب میں میکسیکو جبکہ مشرق اور مغرب میں بحر اوقیانوس واقع ہیں۔ بیسویں صدی کے

سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔ سو تو ان لوگوں کو اس میں اس طرح (زمین پر) گرے ہوئے دیکھ گاجیسے وہ کھجوروں کے گرے ہوئے تھے ہوں۔“ (الحاقہ 6، 7)

شعور نے جب دیکھا کہ ان سے پہلے ایک قوم کو تیز آندھی نے آیا تو انہوں نے پہاڑوں کے اندر اپنے ”انتہائی محفوظ“ گھر کھودے جہاں ایسی ہوا کے آنے کا ”شائبہ“ تک نہ تھا۔ اسی طرح قوم خود کی طرف صالح علیہ السلام کو اللہ نے بھیجا۔ وہ خود کو شرک کی

وقار احمد FCCU

گہرائیوں سے نکل کر ایک اللہ کی عبادت اور اطاعت کی طرف آنے کی دعوت دیتے رہے۔

انہوں نے صالح علیہ السلام سے کسی واضح دلیل کا مطالبہ کیا جس پر ان کے سامنے پہاڑ پھٹا اور اس سے اونٹنی برآمد ہوئی جس نے بچے

دنیا میں ”نیورلڈ آرڈر“ چلانے اور ”امریکہ جو چاہے کر سکتا ہے“ کے دعویداروں کی رعونت پر خاک پڑ گئی ہے اور نیویارک کا گورنر کہہ رہا ہے ”قدرت ہم سے کہیں زیادہ طاقتور ہے“

آغاز سے اب تک امریکہ میں 265 چھوٹے بڑے طوفان آچکے ہیں جن میں 1900ء کا گلیوسٹون 1992ء کا ایڈریو 2004ء کا فرانسیز 2005ء کا کترینا 2011ء کا آئزین اور 2012ء کا

سینڈی قابل ذکر ہیں۔ ان سمندری طوفانوں کی تاریخ بہت تباہ کن رہی ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور امریکی ریسرچ سینٹر کے اعداد و شمار کے مطابق ان میں مجموعی طور پر 9 ہزار ستر افراد ہلاک اور 2.86 ارب افراد متاثر ہوئے جبکہ 341.97 ارب ڈالر کا نقصان ہوا۔ سینڈی کو سپر سٹارم اور کینگری وین کا سمندری طوفان قرار دیا جا رہا ہے کیونکہ اس نے اپنے پھیلاؤ، شدت اور تباہی کے اعتبار سے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔

2004ء میں سمندری طوفان فرانسیز نے چار امریکی

زمین و آسمان کے تمام جنود اللہ رب العزت ہی کے لئے ہیں۔ تند و تیز ہوائیں اسی کے امر کے تابع ہیں، منہ زور سمندری لہری اسی کے قبضہ قدرت کی غلام ہیں۔ انسان کی عقل و فہم، تدابیر تمام تر ہیکنالوجی اس کے امر کے سامنے ہیچ ہیں۔ مگر انسان کی نادانی دیکھئے وہ انہی کے بھروسے پر دنیا کو فتح کرنے، اس کو اپنے زیر حکم لانے اور اپنی جعلی دانست اور حکومت کا سکہ جمانے کی سعی کرتا ہے بلکہ بعض اوقات خالق کائنات کی قدرت کو چیلنج کر دیتا ہے۔ ایسی ہی قوموں اور افراد کے قصے قرآن نے چشم عبرت کے لئے کھول کھول کر بیان کئے ہیں۔

عادیین میں بسنے والی ذی قوت قوم تھی۔ ساٹھ ساٹھ فٹ تک لمبے قد طاقتور جسم کہ درختوں کو گاجر موم کی طرح جڑوں سے اکھاڑ پھینکتے۔ درحقیقت رب کائنات نے ان جیسی مضبوط قوم پیدا ہی نہیں کی۔ عاد بہت متکبر ظالم و جابر اور عناد پرست قوم تھے۔ اپنی قوت اور طاقت پر بہت گھمنڈ کرتے تھے اور دنیا میں اپنے آپ کو ناقابل تخیل خیال کرتے تھے۔ پھر ان میں اللہ کے نبی ہود علیہ السلام آئے۔ انہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی۔ ان کے قادر الامر خالق کی پہچان کروائی مگر عادیوں نے اس دعوت کو جھٹلادیا۔ ہود علیہ السلام پر کذب و

جنا۔ قوم خود نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزاتی طور پر ظاہر ہونے والی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔

وَأَحَدَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِيَيْنِ. (ہود: 67)

”اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انہیں چیخے نے پکڑ لیا“ تو انہوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں صبح کی کہ گرے پڑے تھے۔“

انسان ہمیشہ اپنی ”عقل اور دانست“ کی اتباع میں خود کو دھوکا دیتا رہا ہے اور قادر مطلق رب کے متعلق گمراہی کا شکار ہوتا

افتر اور نادانی کے الزامات لگائے۔ جب ہود علیہ السلام نے انہیں اللہ کی پکڑ سے ڈرایا تو انہوں نے کہا اپنے رب کو کہو کہ وہ لے آئے اپنا عذاب!

وَأَمَّا عَادُ فَاسْتَكْبَرُوا بِرِيحِ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ. سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَمْعَ لَيَالٍ وَتَمَازِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أُعِجَزُوا تُخَلِّ جَاوِيَةً

”اور جو عاد تھے وہ سخت ٹھنڈی، تند آندھی کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے جو قابو سے باہر ہونے والی تھی“ اس نے اسے ان پر

ریاستوں کو متاثر کیا اور امریکی معیشت کو 5.382 ارب ڈالر کا نقصان پہنچایا۔ 2005ء میں کترینا 920 ملی بار فضائی دباؤ اور 14 فٹ اونچی لہروں کے ساتھ 125 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے امریکی ساحلوں کی طرف بڑھا اور 400 میل تک پھیل گیا جس نے پانچ امریکی ریاستوں کو متاثر کیا اور معیشت کو 46.591 ارب ڈالر کا نقصان پہنچایا۔ 2011ء میں آئرین 951 ملی بار فضائی دباؤ 8 فٹ اونچی لہروں اور 85 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پانچ امریکی ریاستوں میں 520 میل تک پھیل گیا جس نے 43 ارب ڈالر کا معاشی نقصان دیا۔

2012ء میں آنے والے حالیہ طوفان سینڈی نے اکتوبر 2012ء کے اواخر میں بحراوقیانوس کے وسط سے اٹھنے والی طوفانی لہریں شمال کی طرف غرب الہند (Caribbean)

(sea) کی طرف بڑھیں اور ہیٹی میکسیکو کیوبا اور نیواگینیڈ میں تباہی مچادی اور 100 افراد کی ہلاکت کا باعث بنا۔ اس کے پیش نظر شمالی امریکی ریاستوں کو بڑے پیمانے پر خالی کروایا گیا۔ لیکن 29 اکتوبر کو

اس سمندری طوفان کی سمت میں ڈرامائی تبدیلی رونما ہوئی۔ اس نے اپنا رخ 65 سے 90 ڈگری پر موڑ لیا اور شمال مشرقی امریکی ریاستوں کا رخ کر لیا۔ منہ زور سمندری لہریں تیرہ فٹ اونچائی اور 940 ملی بار فضائی دباؤ کے ساتھ نیویارک اور نیوجرسی کے ساتھ گھرائی تو یہ پورا علاقہ موسلا دھار بارش، تیز ہواؤں اور شدید سیلاب کی زد میں آ گیا۔ ARR اور ولڈ کے مطابق پھیلاؤ 940 میل تھا۔

امریکی CNN کے مطابق سینڈی متاثرہ ریاستوں میں نیویارک، نیوجرسی، کونیکٹیکٹ، نیوہیمپشائر، دلاویئر، نارتھ کیرولینا، اوہائیو، پنسلوانیا، ورجینیا، ویسٹ ورجینیا، میری لینڈ، مین، روڈ آئی لینڈ، میسیچوسٹس اور کولمبیا شامل ہیں۔ ان میں سے دس ریاستیں زیادہ متاثر ہوئیں جن میں ایبرجیٹس نافذ کردی گئی۔ سینڈی کے نتیجے میں بجلی کا سخت شارٹ فال ہوا۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ بجلی سے محروم ہو گئے اور یہ ریاستیں راتوں کو تواندھیروں میں ڈوب گئیں۔ دن بھی ویرانوں کا منظر پیش کرنے لگے۔ لاک آئی لینڈ یعنی شمال مشرقی ساحلی علاقوں میں کام کرنے والی آئل ریفائنریز بند ہونے کی وجہ سے ایندھن کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ پٹرول سپلائی سینٹرز پر ایندھن کے حصول کے لئے سرخ کستری پکڑنے شہریوں کی لمبی قطاریں لگ گئیں۔ جبکہ بجلی کا نظام بند ہونے کی وجہ سے پٹرول پمپس کا کمپیوٹر سسٹم بند رہا اور شہریوں کو فیول نہ مل سکا۔ پٹرول

سٹیشنز پر جمع ہونے والے افراد باہم الجھتے اور جھگڑتے رہے۔ بجلی ایندھن اور حرارت کے نظام کی عدم دستیابی کے باعث شہری سردی میں ٹھہرتے رہے جبکہ شہروں کی گلیوں اور سڑکوں میں کھڑا پانی جو ہڑوں کا منظر پیش کرتا رہا۔ بہت سے شہری اپنے گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے۔ بڑی بڑی شاہراہیں درختوں کے گرنے سے بلاک ہو گئیں۔ نیویارک، نیوجرسی اور دیگر ریاستوں میں زیر زمین ریلوے زیر آب آ گئی۔ میٹروپولیٹن سسٹم کے ذریعے نیویارک اور واشنگٹن سے ملک کے دیگر حصوں سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ ایئرپورٹس بند ہو گئے اور بیرون ملک سے پروازوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ نتیجتاً پہلی مرتبہ جواز ایکٹ میں نری کر کے گلف کوسٹ کے ذریعے لاکھوں ملین لیٹر آئل درآمد کرنا پڑا۔

لاکھوں متاثرین ایبرجیٹس شیلٹرز میں پناہ لینے پر مجبور

سردی میں ٹھہرتے متاثرین نیویارک کے میسر پر برس پڑے اور امداد کا سوال کرتے رہے۔ ان بے گھر متاثرین کا کہنا تھا ”لگتا ہے جہنم میں رہ رہے ہیں“ دو ہفتوں بعد بھی اگر کمبل اور خوراک فراہم نہ کی جاتی تو بغاوت کر دیتے

ہو گئے۔ اشیائے خورد و نوش کے حصول کے لئے ان آئی ڈی بیڑی لمبی قطاریں دیکھنے میں آئیں۔ لوگوں کے اخلاء کے بعد ہزاروں خالی گھروں اور سٹورز میں اربوں ڈالر کا لواڑ سامان پاکر ڈاکوؤں اور لٹیروں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ پولیس اور رضاہوں کے لئے امدادی کارروائیوں کے دوران نئی مصیبت پیدا ہو گئی۔ ایسے ہی ایک شخص کو نیویارک کے علاقے فلاڈلفیا میں پولیس نے گرفتار کیا جو ٹیکسوں کی عدم موجودگی میں خالی گھروں میں لوٹ مار کے دوران بچھس گیا تھا۔

طوفان سے متاثرہ علاقوں میں افراتفری کی کیفیت بن گئی۔ نیویارک میں گاڑیوں کی چوری کے واقعات پولیس کے لئے درد سر بن گئے۔ ترجمان ان علاقوں میں لقب زنی، ڈکیتی اور گاڑیوں کی چوری جیسی وارداتوں پر 265 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔

اعداد و شمار کے اعتبار سے سینڈی نے امریکہ میں 6 سے 8 کروڑ افراد کو متاثر کیا۔ ابتدائی طور پر پچاسی لاکھ سے زائد لوگ بجلی سے محروم ہو گئے۔ لاس اینجلس ٹائمز کے مطابق 113 افراد قتل، اجل بن گئے اور کئی افراد لاپتہ ہیں۔ 100 اہم عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا جن میں سے کئی ایک ناکارہ قرار دے دی گئیں۔ واشنگٹن نیویارک اور دیگر متاثرہ علاقوں میں 18100 سے زائد پروازیں منسوخ ہوئیں۔ اطلاعات کے مطابق سمندری طوفان

بڑی بڑی کمپنیوں کی 2 لاکھ کے قریب گاڑیوں کو بہالے گیا جبکہ ایک بڑی تعداد کو شدید نقصان پہنچا جو ریلوے لائنوں اور بڑی بڑی عمارتوں سے ٹکرا کر ناکارہ ہو گئی۔ جبکہ سینڈی سے ہونے والے نقصان کا تخمینہ 50 ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔

نیویارک کی ریاست امریکہ میں بہت زیادہ سیاسی اور معاشی اہمیت کی حامل ہے۔ جس کی آبادی 80 لاکھ سے زائد ہے۔ امریکہ میں اقوام متحدہ کا دفتر، معاشی دنیا کی قوت کا مرکز ”وال سٹریٹ“، امریکی معیشت کا اہم ستون شہرہ آفاق ورلڈ ٹریڈ سینٹر نیویارک میں ہی واقع ہیں۔ سینڈی نے نیویارک کو ہی سب سے زیادہ متاثر کیا۔ نیویارک شہر میں پونے چار لاکھ آئی ڈی بیڑی ایبرجیٹس شیلٹرز میں رہائش پذیر ہیں۔ سمندری طوفان کے بعد نیویارک کو ”آفت زدہ“ قرار دے دیا گیا۔ سب سے زیادہ ہلاکتیں

اور بجلی کے شارٹ فال نیویارک میں ہوا۔ کونیز کے علاقے میں ایک الیکٹرک پاور سٹیشن میں دھماکہ سے ہونے والی آتش زدگی نے بڑی تعداد میں گھروں اور ایک ہسپتال کو اپنی لپیٹ میں لے

لیا جس سے 100 گھر جل کر تباہ ہو گئے۔ نیویارک شہر میں تمام کاروباری سرگرمیاں بند ہو گئیں۔ وال سٹریٹ سیلاب زدہ علاقے کا منظر پیش کرنے لگی۔ اقوام متحدہ کا دفتر اور دنیا کی بڑی بڑی کمپنیوں کی قسمتوں کا مالک نیویارک شاک بھی سیلاب میں ڈوب رہا اور پہلی بار اسے تاریخی بندش کا سامنا کرنا پڑا۔

نیوجرسی میں طوفان کی شدت اور ہلاکتیں دوسرے نمبر پر رہیں جہاں 2.4 ملین گھروں کو نقصان پہنچا۔ بجلی فیول اور خوراک کا بحران شدت سے جاری رہا۔ ریاست میں برقرار کیے کا باعث سردی شدت اختیار کر گئی اور ٹھنڈی ہواؤں نے پورے علاقے کو اپنی گھیرے میں لے لیا۔ دریائے ہیکین سیک پر بنے ڈیم کا بند ٹوٹنے سے سینکڑوں افراد بے گھر ہو گئے۔ اس کپہری کے عالم میں سردی میں ٹھہرتے متاثرین نیویارک کے میسر پر برس پڑے اور امداد کا سوال کرتے رہے۔ ان بے گھر متاثرین کا کہنا تھا ”لگتا ہے جہنم میں رہ رہے ہیں“ دو ہفتوں بعد بھی اگر کمبل اور خوراک فراہم نہ کی جاتی تو بغاوت کر دیتے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے شہروں اور گلیوں میں ٹلوں ملہ موجود ہے جسے تاحال نہیں ہٹایا گیا۔ ایندھن کی فراہمی اور ٹرانسپورٹ تاحال بحال نہیں کی جاسکی۔

حالیہ سمندری طوفان کے دوران متاثرہ امریکی ریاستوں میں بجلی کے نظام کو سخت نقصان پہنچا۔ بجلی کی فراہمی میں ناکامی کے

باعث کئی روز تک حرارت اور پانی کی قلت جبکہ دیگر سرگرمیاں معطل رہیں۔ لاگت آئی لینڈ پاور اتھارٹی جو کہ مشرقی ساحلی ریاستوں میں بجلی کی سپلائی مہیا کرتی ہے۔ ایک مہینہ گزر جانے کے باوجود مکمل طور پر بجلی کی بحالی میں ناکام رہی۔ تادم تحریر نیویارک لاگت آئی لینڈ اور نیوجرسی میں ہزاروں افراد بجلی سے محروم ہیں جس سے عوام میں غیض و غضب بڑھ رہا ہے۔ بجلی کی عدم بحالی کے خلاف مظاہرین نے مختلف جگہوں پر احتجاجی جلوس نکالے۔

ہانک ول میں (LIPA) کے ہیڈ کوارٹر پر چار سو مظاہرین نے احتجاج کرتے ہوئے لاگت آئی لینڈ پاور اتھارٹی کے احساب اور اس کے اعلیٰ عہدیداروں سے استغفوں کا مطالبہ کیا۔ متاثرین نے لاگت آئی لینڈ میں بنیادی سہولیات کی عدم فراہمی اور بجلی کی بحالی میں ناکامی کے خلاف ایک اور احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے انتظامیہ پر کرپشن کے الزامات لگائے اور کہا کہ اپنی جیبوں میں بھری ہوئی دولت عوام اور چلتے ہوئے نظام کو واپس کر دیں۔ ایک شخص نے ایسوسی ایٹڈ پریس سے بات کرتے ہوئے کہا ”ہم سردمکانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں جہاں ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ لیپا کے چیف ایگزیکٹو اور انتظامی بورڈ کے خلاف کریمنل چارج کیا جائے۔“

یو ایس اے ٹوڈے کے مطابق پاور اتھارٹی حکام نے تسلیم کیا کہ بجلی کی تعطلی فرسودہ کمپیوٹر سسٹم کی وجہ سے ہوئی جو صارفین سے رابطے اور اطلاعات کی فراہمی میں ناکام رہا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے

کہ 7 ارب ڈالر کا مقروض LIPA اس وقت تنزلی کا شکار ہے جو اپنے قرض کو اتارنے کے لئے ضروری اخراجات میں سے بھاری کٹوتیاں کر رہا ہے اور سینڈی کے بعد پاور سپلائی کی حکمت عملی مرتب کرنے میں ناکام ہے۔

اس طوفان کے ذریعے ہونے والے معاشی نقصان کا اندازہ 50 ارب ڈالر سے 70 ارب ڈالر تک لگایا گیا ہے۔ ورلڈ سوشلسٹ ویب سائٹ کے مطابق اس طوفان سے بحالی ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ جس کے لئے بہت زیادہ وسائل کی ضرورت ہے۔ امریکی انشورنس کمپنیاں بھی انفرادی نقصانات کی تلافی نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ جلد از جلد بجلی کی پیداوار اور مواصلاتی نظام کی بحالی، تباہ شدہ انفراسٹرکچر کی مرمت، طوفان اور سیلاب کو روکنے کے نظام میں بہتری اور جدت پاور اور اس ٹرانزٹ سسٹم کی بحالی کے سینکڑوں ارب ڈالر مخصوص کرنے کی ضرورت ہے۔

وال سٹریٹ جرنل لکھتا ہے ”مقامی ریاستی اور وفاقی ٹیکس

ادا کرنے والے لوگ سب ویز، سڑکوں اور دیگر انفراسٹرکچر کی بحالی میں بازی لے جائیں گے۔“

دوسرے الفاظ میں وفاقی حکومت اس سلسلے میں کوئی سنجیدہ لائحہ عمل کو اپنانے اور اس کے لئے فنڈز کی تخصیص کرنے میں دلچسپی نہیں لے رہی ہے بلکہ اس کی نظریں عوام اور ریاستوں کی خود کفالت پر ہیں۔ جبکہ یو ایس اے ٹوڈے کے مطابق متاثرہ ریاستوں کے گورنروں نے متاثرہ پلوں، مواصلاتی سرگروں، ریلوے زیر زمین ٹرین سسٹم، تباہ شدہ گھروں، چھوٹے کاروبار کی بحالی اور انفراسٹرکچر کی تعمیر نو کے سلسلے میں وفاقی حکومت سے لاکھوں ڈالر کا مطالبہ کیا ہے۔ جس میں نیویارک اور نیوجرسی سرفہرست ہیں۔ اخبار مزید لکھتا ہے یہ مطالبات اس تباہ کن ”سینڈی“ کو یونائیٹڈ سٹیٹس کی تاریخ کا دوسرا مہلک ترین طوفان بنادیتے ہیں۔

متاثرہ امریکی ریاستیں بحالی کے کام اور فنڈز کے لیے وفاقی اداروں فیڈرل ایمرجنسی مینجمنٹ اور نیشنل فلڈ انشورنس پروگرام کی طرف نظریں بھارتی ہیں۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق فلڈ انشورنس جو پہلے ہی نازک صورتحال سے گزر رہا ہے۔ اسے نئے دباؤ کا سامنا ہے۔ اخبار اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے کہ فیڈرل

امریکی حکومت نے سمندری طوفان سے ہونے والی تباہی کے اعداد و شمار جاری نہیں کئے۔ ذرائع ابلاغ میں بھی جانی و مالی نقصانات کے حوالے سے شدید تضادات دیکھنے میں آئے

انشورنس پروگرام جو کہ سمندری طوفان کترینا کے بعد 18 ارب ڈالر کا مقروض ہو گیا تھا اس کے ایک مرتبہ پھر دیوالیہ ہونے کا خطرہ ہے۔ کانگریس نے کچھ عرصہ قبل گزشتہ سمندری طوفان کے متاثرہ لوگوں سے بحالی کے بعد خصوصی ٹیکس جمع کر کے فلڈ انشورنس پروگرام کی حالت کو کچھ بہتر کیا تھا لیکن اب اس رقم کو دوبارہ ”سینڈی“ کی نذر کرنے کے منصوبہ پر اسے شدید تنقید کا سامنا ہے۔ اس پروگرام کے دیوبیل قرض نے معاملات کو سخت پیچیدہ بنادیا ہے اور کسی قدرتی تباہی کی صورت میں تعمیر نو کو بہت مشکل بنادیا ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ سمندری طوفان ”سینڈی“ نے امریکی معیشت کی کمر توڑ دی ہے۔ امریکہ اس وقت دنیا کے مختلف علاقوں میں اپنے نام نہاد ”ورلڈ آؤٹ“ کے تحفظ کے لئے سیاست، معیشت، کلچر اور دیگر محاذوں پر ناکام جنگیں لڑ رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں امریکہ دنیا کا سب سے بڑا مقروض ملک بن چکا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں امریکہ میں 255 بینک دیوالیہ ہو چکے ہیں۔ 3 کروڑ ساٹھ لاکھ امریکی غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔

بیروزگاری کا گراف تیزی سے بلند ہو رہا ہے۔ ایسے حالات میں یہ سمندری طوفان امریکی معیشت کے لئے ایک بہت بڑا دھچکا ثابت ہوا ہے۔ امریکی حکومت نے نقصان اور بحالی کا تخمینہ 150 ارب ڈالر سے 70 ارب ڈالر تک لگایا ہے۔ جبکہ تباہی کے ازالے کے لئے کوئی نامہ فریم نہیں دیا گیا۔

امریکی حکومت نے سمندری طوفان سے ہونے والی تباہی کے اعداد و شمار جاری نہیں کئے۔ ذرائع ابلاغ میں بھی جانی و مالی نقصانات کے حوالے سے شدید تضادات دیکھنے میں آئے۔ امریکی صدارتی الیکشن اور غرہ پر اسرائیلی بمباری کے ایٹھونے سینڈی اور اس کے بعد کی صورتحال کی خبروں کو دبا دیا۔ جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اصل اعداد و شمار چھپائے گئے اور یوں ظاہر کیا گیا جیسے یہ طوفان امریکی عوام کے لئے معمول کی ایک سرگرمی تھی۔ جس طرح افغانستان میں امریکی ہلاکتوں اور نقصانات کو چھپایا جاتا ہے۔ ہمارے امریکہ ویورپ کی ”مینیٹا لوجی“ سے مرعوب دانشور بھی عوام پر امریکی سپر میسی کا رعب جھاڑ رہے ہیں کہ طوفان امریکہ کے لئے کوئی بڑا مسئلہ نہیں جبکہ حقائق کا بغور تجزیہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے یہ طوفان ڈوبتے ہوئے امریکی ورلڈ آؤٹ کو بہالے گیا ہے۔

سامراجی معیشت کا نائی نیک بھی ڈوب رہا ہے اور امریکی ریاستیں علیحدگی کے لئے قانونی راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ جس میں متاثرہ ریاستیں پیش ہیں۔

دنیا بھر کی مظلوم اقوام اور امریکی بربریت کا شکار لوگ ”سینڈی“ کو قدرت کی طرف سے امریکی مظالم کا انتقام قرار دے رہی ہیں۔ کیونکہ پہلی جنگ عظیم سے لیکر حالیہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ تک امریکہ کا کردار بڑا بھیاں تک ہے۔ امریکہ میں ایک بڑا حلقہ سینڈی کو خدا کا قہر قرار دے رہا ہے۔ ان کا کہنا ہے جو کچھ امریکہ میں ہو رہا ہے۔ ہم جنس پرستی، گے میرج اور اسقاط حمل کو جائز قرار دیا گیا۔ الہامی کتابوں کا مذاق اڑایا گیا، مرد و زن بے راہ روی کا شکار ہیں۔ یہ سب خدا کو غصہ دلانے کے لئے کافی ہے۔ اس قسم کے خیالات اور تصورات امریکی عوام میں سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سے پھیلانے جارہے ہیں۔

دنیا میں ”نیو ورلڈ آؤٹ“ چلانے اور ”امریکہ جو چاہے کر سکتا ہے“ کے دعویداروں کی رعوت پر خاک پڑ گئی ہے اور نیویارک کا گورنر کہہ رہا ہے۔

”قدرت ہم سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔“

☆.....☆.....☆

امت مسلمہ کو عظیم
الیے درپیش ہیں لیکن
روہنگیاء کے مسلمانوں کو عظیم
ترین الیے اور زبوں حالی
کا شکار ہیں۔ زمین نے ایسے
مظلوم کم ہی دیکھے ہوں گے
جن کو زمین کی پشت پر سانس
لینے کا بھی حق حاصل نہیں
۔ انسانیت کے درجے پر تسلیم
کرنا تو دور کی بات
ہے ان کو کوئی انسان
ماننے کے لیے تیار

مسلمان ظلم و ستم کی چکی میں

عالمی امن کے نام نہاد ٹھیکیدار روہنگیاء مسلمانوں کی حالت زار پر خاموش کیوں.....؟؟؟

15 سال جمہوریت کی
خاطر نظر بندی کی حالت
میں گزارے۔ اسے امن
کا نوبل انعام بھی
دیا گیا۔ لیکن امریکہ
اور یورپ کی طرح اس امن
کا پرچار کرنے والی عورت
نے بھی مسلمانوں کے قتل
عام پر چپ سادھ لی۔
امریکہ اور مغرب کی
یہ روش اس امر کی
غماز ہے کہ مغربی دنیا

نے دنیا اسلامی اور غیر اسلامی دنیا کے لیے الگ الگ معیارات
مقرر کر رکھے ہیں۔ کہیں ایک آدھ معبد بھی جلا دیا جائے تو مغرب
کے پیٹ میں مروڑ اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں لیکن اراکان میں
درجنوں مساجد کا شہید کر دیا جانا مغرب کے ضمیر کو بیدار کرنے کے
لیے کافی نہیں۔

جب صحافیوں نے آنگ سان سوچی سے ان فسادات
کے بارے میں سوال کیا تو جواب میں کہا کہ مشاورت کے بعد مسئلے
کی بنیاد دیکھیں گے۔ وہ روہنگیاء مسلمانوں کے حق میں بول کر اپنی
اخلاقی قیادت کا غلط استعمال نہیں کرے گی۔

برطانوی نشریاتی ادارے کے مطابق سوچی نے اس بات
سے بھی لاعلمی ظاہر کی کہ 8 لاکھ روہنگیاء مسلمانوں کو برمی شہریت
نہیں دی جارہی جواب اس انداز سے ٹال دیا گیا کہ 1982ء
میں بنائے گئے متنازع قانون کو دیکھنے کی ضرورت ہے جس کی رو
سے برما کے روہنگیاء مسلمانوں کو شہری حقوق کے دائرے سے باہر
رکھا گیا۔ جب پوچھا گیا کہ روہنگیاء مسلمانوں کو شہریت دی جانی
چاہیے؟ تو سوچی نے کہا کہ وہ اس معاملے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔
اس بیان پر ایک اخبار ”انڈی پیپٹنٹ“ تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ
سوچی کا یہ بیان رٹا رٹا تھا۔

جس عورت نے برما میں فوجی حکومت کے ہاتھوں مظالم کا
سامنا کرنے والے انسانوں کے لیے کئی عیشوں تک آواز بلند کی اور
ان کے لیے میدان میں نکلتی رہی وہ مسلمانوں کے بارے میں ایسا رویہ
رکھے گی اس کی کسی کو توقع نہ تھی۔ یہ سب کچھ ووٹ بینک کا معاملہ
ہے۔ آنگ سان سوچی مسلمانوں کے حق میں کچھ بول کر بدھستوں
کو ناراض کرنے کے موڈ میں نہیں۔ روہنگیاء مسلمانوں کا معاملہ رکھن
نسل کے بدھستوں کے مظالم سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر سوچی نے کچھ
کہنے کی کوشش کی تو ان کی پارٹی کا ووٹ بینک کمزور پڑ جائے گا۔

تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ عید الاضحیٰ سے چند روز قبل قریباً 500
بدھوں نے مشرف بہ اسلام ہونے والوں کے گھروں پر حملہ کر دیا
انہیں نقصان پہنچایا اور گھروں میں داخل ہونے کی کوشش کی اور جن
مسلمانوں نے مزاحمت کی ان کے گھروں کو آگ لگا دی۔ اس
علاقے میں 95 فیصد آبادی بدھ کی ہے۔ زنکار بدھسٹ ایسوسی
ایشن نے مسلمانوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ کی کال دی، مسلمانوں
کو بدھوں کی دکانوں سے سامان خریدنے اور پبلک ٹرانسپورٹ میں
آنے جانے کی اجازت نہیں دی۔ راشدرولی، UAF
طرف بدھ ٹھیکیداروں نے مسلم علاقوں میں ترقیاتی کام بند اور مسلم
مزدوروں کو کام دینے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ بدھوں نے مسلمانوں
سے بول چال تک ترک کر دی ہے۔ انتظامیہ بھی بدھوں کی
طرفدار ہے چونکہ اس علاقے میں ایس ایچ او سے لے کر نائب
تحصیلدار ایس ڈی ایچ ایم اور ڈائریکٹر انچینئر بھی بدھ ہیں اس
لیے انہیں مسلمانوں پر مظالم کی کھلی جھڑپ ہے۔

جمہوریت کو بنانے والے اور پالنے پوسنے والے پوری
دنیا پر جمہوریت کو نافذ العمل کرنا چاہتے ہیں۔ افغانستان و عراق
کو تاراج کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حملہ آوروں نے کہا ہم
یہاں صحیح جمہوریت نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ برما میں بچپلی 5 دہائیوں
سے فوجی مسلط کر رہے ہیں۔ فوجی حکومت کی آمریت کے خلاف
جدوجہد پر آنگ سان سوچی خاتون لیڈر کو دنیا بھر میں احترام کی
نظر سے دیکھا جاتا ہے جس نے فوجی حکومت کے ہاتھوں مظالم
کا سامنا کرنے والے انسانوں کے لیے کئی عیشوں تک آواز بلند کی
اور میدان میں نکلتی رہی۔

آنگ سان سوچی نے آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی۔
سیاست کے میدان میں قدم رکھے 21 سال ہوئے ہیں جن میں

نہیں۔ کئی دہائیوں سے میانمار میں رہنے والے یہ مسلمان جن کی
تعداد 8 لاکھ کے قریب ہے۔ پچھلے 6 مہینوں سے بدھ مت مذہب
ماننے والوں کے ہاتھوں ظلم و ستم اور قتل و غارت کا نشانہ بنے ہوئے
ہیں۔ سینکڑوں بستیاں اور ہزاروں گھر خاکستر کر دیئے گئے۔ مظلوم
و مقبور روہنگیاء مسلمانوں کو میانمار میں غیر ریاستی گروہ قرار دیا جاتا ہے۔
یعنی یہ وہ بے وطن لوگ ہیں جن کو ریاست کی طرف سے شہریت دینا تو
درکنار بلکہ وہ انہیں تحفظ فراہم کرنا بھی اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتی۔

میانمار سے بگڑے دہش کی طرف نقل مکانی روکنے کے لیے
بگڑے دہش حکومت نے اپنی سرحد بلند کر دی ہے گویا ان کی حالت
فلسطینی مسلمانوں سے بھی زیادہ کرناک ہے۔ کس قدر افسوس کا
مقام ہے کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے موجودہ بے مثال دور میں دنیا
مذہبی منافرت پر مبنی قتل و غارت سے بے خبر ہے۔ دنیا گلوبل ویلج
بن چکی کی باتیں کرنے والے یہاں نظر نہیں آتے۔ پل پل کی
خبریں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے پہنچانے والوں کی
زبانیں اور قلم کنگ کیوں ہو گئے؟ یہ مسلمان اپنی زندگیاں کشتیوں
میں گزارنے پر مجبور ہیں۔ کتنے ایک حادثے ہو چکے ہیں۔ کشتیوں
پر زیادہ تعداد ہونے کی وجہ سے سارے افراد ڈوب گئے۔

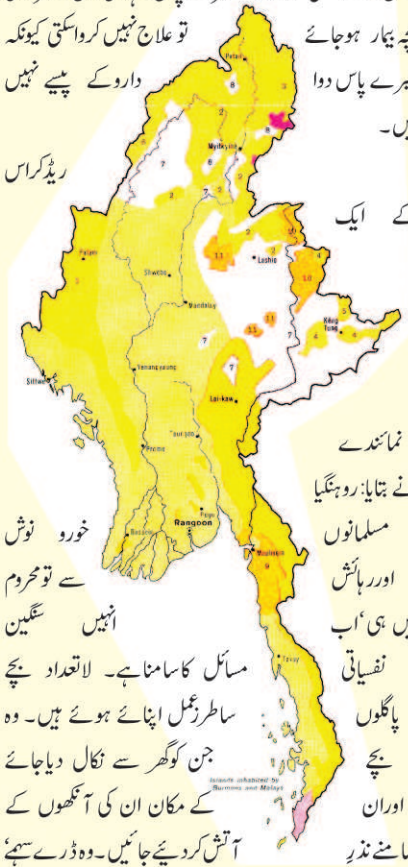
بدھ مت جن کو دینا صوفی مانتی ہے۔ جو اپنے پاؤں میں
جوتا نہیں پہنتے تاکہ حشرات الارض نیچے آکر مارے نہ جائیں۔ وہ
آج مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں۔ صلیبیوں اور یہودیوں
کے ہاتھوں افغانستان، عراق اور فلسطین میں قتل عام کے بعد
مسلمانوں کا خون ارزاں ہو گیا۔ اب ہر کوئی مسلمانوں کو بے
یار و مددگار سمجھ کر اپنی خون کی پیاس بجھانے پر تلا ہوا ہے۔ بدھ مت
صوفیوں کی بد معاشی اب برما سے نکل کر مقبوضہ جموں و کشمیر تک پہنچ
گئی ہے۔ جموں و کشمیر کے ایک علاقے میں 22 افراد نے اسلام
قبول کیا جس پر علاقے میں مسلمانوں اور بدھوں کے باہمی

اس عورت کو پوری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کی جدوجہد کو سراہا جا رہا ہے لیکن دوسری طرف برما کے روہنگیا مسلمان نسلی طور پر برما میں کاحصہ ہیں مگر انہیں برما تسلیم کرنے سے یکسر انکار کر رہا ہے۔ تیس سال قبل ایک ایسا قانون منظور کیا گیا تھا جس کے تحت روہنگیا مسلمانوں کو برمی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا تھا۔ تب سے اب تک روہنگیا مسلمان اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس حوالے سے اقوام متحدہ اور دوسرے بین الاقوامی ادارے خاموش

گے۔ عبدالسلام جو گھر سے بھی محروم ہے اور پچھلی ک تجارت کا معمولی سا کاروبار جو تباہ ہو چکا ہے نہ کہا جب وہ کھا بھی نہیں سکتے اور سو بھی نہیں سکتے تو اس سے موت بہتر نہیں؟

اقوام متحدہ کے پناہ گزینوں سے متعلق ادارے کے

پہاڑ بھٹی بلند مصیبت میں سے گزر کر قفل مکانی کر رہے ہیں۔ وہ نئی پناہ گاہ (تاکمل) اور فرسودہ (خیمے) میں پہنچ کر ذہنی صلاحیت سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں روہنگیا مسلمانوں کو امید کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی۔ ان کی محرومی، کسی پوری اور بے بسی الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔



کشمیر..... ایک ایسا خطہ جہاں مرحلہ وار پہاڑی سلسلے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ موسم کے تغیر سے ایک عجیب سا منظر دکھ کر سامنے آتا ہے کہیں سے اچانک بادل نمودار ہوتے ہیں اور بارش کی بوندیں بلندو بالا پہاڑوں کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ ان بارشوں سے پہاڑوں پر ہریالی آتی ہے اور سرسبز و شاداب جڑی بوٹیاں اور جھاڑیاں اگتی ہیں۔ یہاں ایسے بغاوت ہیں جو پھلوں سے لدے ہوئے ہیں۔ ان بغاوت کے سیب عالمی منڈیوں میں بکتے ہیں۔

گرمیوں میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں سیاحوں کے دل موہ لیتی ہیں۔ بلندو بالا پہاڑوں پر کہیں جنگلات اگے ہیں تو کہیں پہ سرسبز و شاداب جڑی بوٹیوں، جھاڑیوں اور پھولوں نے پہاڑوں کو حسین منظر میں تبدیل کیا ہوا ہے۔ جنگلی مرغ جنگلوں میں اذانیں دیتے ہیں۔ رنگارنگ پرندے اپنے خوبصورت جسموں اور بولیوں سے پہاڑوں اور فضاؤں کو دلنشین بنا دیتے ہیں۔

پہاڑوں کے درمیان میں خوبصورت وادیاں کھیت اور کھلیاں ہیں۔ پہاڑوں سے پانی بہتا ہے، کہیں آبشاروں کی شکل میں تو کہیں ندی اور نالوں میں۔ یہاں کے لوگ سرخ و سپید گوری رنگت والے ہیں جو وادی نظیر کے حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔

دنیا اس خوبصورت اور دلکش وادی کو جنت نظیر گردانتی ہے۔ اس خوبصورت وادی کو کیا کہتے ہیں.....!! جی! اس جنت نظیر کو "کشمیر" کہتے ہیں۔ یہ جنت نظیر، وادی کشمیر ڈوگرہ راجہ نے

ہندوستان کے ہاتھوں کوڑیوں کے داموں بیچ دی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کشمیری پاکستان سے جبکہ ظالم راجہ ہندوستان سے الحاق کرنا چاہتا تھا۔ کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور کشمیریوں کی اکثریت کی وجہ سے راجہ نے بس تھا۔ ہندوستان نے کشمیر کو خریدا اور کشمیر پر قابض ہو گیا۔ ساتھ ہی سات لاکھ فوج داخل کر دی تاکہ پاکستان سے الحاق ممکن نہ ہو سکے۔

محترم قارئین! اس وادی کے باسیوں کا بھی وہی قصور تھا جس کا ارتکاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ مکرمہ میں کیا تھا اور جسے ہم اسلام کا قبول کرنا کہتے ہیں۔ یوں اخلاقیات سے عاری ہوتوں کے پجاریوں نے جنت کو جہنم میں بدل ڈالا۔ ماؤں سے ان کے ننھے منھے

پھولوں جیسے جگر کے ٹکڑوں کو چھین کر نیزیوں میں پرو ڈالا۔ مسلمانوں کی عزتوں کو تار تار کیا۔ بدتہذیبی کا وہ خوبی منظر پیش کیا کہ انسانی روح اس تصور سے ہی کانپ جاتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگر روح پلید اور جذبات نجس ہوں تو دنیا کا کوئی تیزاب اس نجاست کو دور نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ پلید ہندوؤں نے ماؤں کے جگر گوشوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے قتل کیا۔ بیٹی کی عزت باپ اور بھائی کی موجودگی میں لوٹی۔ اسلام کا مذاق اڑایا اور کہا کہ کہاں مر گئے تمہارے محمد بن قاسم اور سلطان صلاح الدین ایوبی، پکارو آج کسی کو مدد کیلئے۔ بالآخر کشمیری عوام نے مظالم سہہ

حسین وادی جس میں ہندو بننے نے

کشمیر



سہہ کرنے کی بجائے عزت سے مرنے کو اپنی ترجیح بنا کر حریت پسندی کا آغاز کر دیا۔ پاکستان سے غیور پٹھانوں نے کشمیر کا رخ کیا اور کچھ حصہ بزور قوت آزاد کرایا جبکہ باقی ماندہ کشمیر میں اپنے مسلمان بھائیوں کی ہر طرح سے اخلاقی مدد کی اور اس مسئلہ کو عالمی فورم پر اٹھایا۔

طہ اعجاز، COMSAT

پاکستان نے عالمی عدالت انصاف میں کشمیر کا مقدمہ جیتا اور عالمی عدالت انصاف نے کشمیر یوں کے حق خود ارادیت کے قانون کی معاونت کی۔

65 سال گزرنے کے باوجود بھی ہندو سنے کی ذہنیت نہیں

بدلی بلکہ ظلم و بربریت میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ کشمیریوں نے آزادی کے سوا تمام آپشنز مسترد کر دیئے ہیں۔ حالیہ دنوں میں بھی ہندوستانی افواج نے وادی کشمیر میں اودھم مچایا ہوا ہے۔ فوج اور قانون نافذ کرنے والے ادارے، اسپا کے کالے قانون کے سائے میں کسی بھی شخص کو بغیر کسی قانونی تقاضے کے اٹھا سکتے ہیں۔ عدالت کی زبان گنگ ہے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کوئی حساب و کتاب لینے والا نہیں۔ جمہوریت کے نعرے لگانے والے تاریخی بد اخلاقیوں کے مرتکب ہیں۔ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق مقبوضہ آزاد جموں و کشمیر کی زمین کسی غیر کشمیری شخص کو بیچنے پر مکمل پابندی ہے مگر ہندوستان کا شران بورڈ مسلمانوں کی سر زمین کو امر ناتھ یا ترا کے واسطے مختص کرنے

کے پکڑوں میں ہے۔ امر ناتھ میں ہندوؤں کا ایک تیتھ ہے جو کشمیر میں واقع ہے۔ اس جگہ ایک حجرہ نما عمارت کے اندر شوجی کا ایک پرانا بت ہے جس کے درشن کے لیے ہاتری پورے ہندوستان سے آتے ہیں۔ ہنود کا عقیدہ ہے کہ یہ شو دیوتا کی رہائش گاہ تھی۔ واضح رہے کہ انہیں سو

اٹھاسی میں اس عمار کی یا ترا کے لیے سو سے بھی کم سادھو آتے تھے جو چند روز میں عمار کے درشن کر کے واپس جاتے تھے لیکن پچھلے پانچ سال کے دوران ہندوستان حکومت کی کوششوں سے یہ یا ترا کشمیر کی سب سے بڑی ہندوؤں کی سرگرمی کے طور پر ابھری ہے۔ یہ یا ترا ہندوستانی حکومت کی ایک گھناؤنی سازش ہے جس کے ذریعے سے کشمیر پر غیر قانونی تسلط برقرار رکھنے کا جواز گھر کر دیا گیا ہے۔ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ کشمیر ہندوؤں کا علاقہ ہے۔ اس سال بھی بھارت کی مختلف ریاستوں سے آئے ساڑھے چھ لاکھ ہندوؤں نے امر ناتھ عمار میں بھگوان شیو کے جسمانی عضو سے منسوب برف کی اُس سِل کے درشن کے لیے جے شویولنگ کہتے ہیں۔ دو ہزار آٹھ میں بھی جس وقت گورنر کی سربراہی والے شران بورڈ نے بال تل میں آٹھ سو کنال اراضی پر قبضہ کیا تھا اس وقت بھی وادی میں حریت پسندوں نے مظاہروں کی کال دی تھی اور اتنا شدید رد عمل سامنے آیا تھا کہ تین ماہ تک پورا کشمیر بند رہا اور پولیس کا کارروائیوں میں ساٹھ لوگ مارے گئے تھے۔

سید علی گیلانی بھی یہ بات کہہ رہے ہیں کہ اس یا ترا کے لیے لاکھوں ہندوستانیوں کو سرکاری طور پر مدعو کرنے کا مقصد عالمی

برادری کو گمراہ کرنا ہے اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ کشمیر تو پورے ہندوستان کے لیے ایک مذہبی مقام ہے، اس کو الگ کیسے کیا جاسکتا ہے۔

ہندوؤں کو ہندوستان سے لالا کر جموں و کشمیر میں بسایا گیا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ہندوؤں کی آبادکاری کے لیے نئے آنے والے ہندوؤں کو مالی امداد دی جارہی ہے تاکہ ہندوؤں کو بسا کر مسلمانوں کی کمزوری دیکھی جاسکے۔

کشمیری نوجوانوں کو ناجائز مذہبی مختلف اقسام کی کاروائیوں میں ملوث ثابت کر کے پس زندان جھونک دیا جاتا ہے۔ انکی تازہ مثال بی بی سی پے نشر ہونے والی یہ خبر ہے جس میں چار مسلم نوجوانوں کو دی بی بی دھماکوں میں گرفتار کیا گیا تھا۔ 1996ء کو دی کے علاقے لاجپت بازار میں بم دھماکہ ہوا تھا جس میں 13 افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے تھے۔ دھماکے کا الزام چار کشمیری مسلم نوجوانوں پر لگا کر پابند سلاسل کر دیا گیا اور سزائے موت کی سزا سنائی گئی۔ 16 سال گزرنے کے بعد گزشتہ ماہ عدالت نے دو کو بری کر دیا جبکہ دوسرے دو کشمیریوں کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا ہے۔

کشمیری صرف اپنا ہی دکھ درد نہیں سمجھتے بلکہ دنیا کے تمام خطوں کے مظلوم مسلمانوں کی اخلاقی مدد پناہ فراہم کر رہے ہیں۔ جس لمحے اسرائیل نے غزہ پر حملہ کر کے القدس کے عقیباتی شہر احمد الجبرہ کی کو فضائی حملے میں شہید کر دیا تھا۔ فلسطینیوں نے بھی کمزوری نہ دکھائی بلکہ قرآن کے فرمان کے مطابق:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ [آل عمران: 139]

”(اے مسلمانوں) نہ کمزوری دکھاؤ اور نہ غم کرو تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ (جوابی کارروائی کر کے اسرائیل کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا) تم مومن ہو۔“

فلسطین اور کشمیر ایک ہی مسئلے کا شکار ہیں۔ کشمیر میں بھارتی غاصب قابض ہیں جبکہ فلسطین اسرائیل کے مظالم کا نشان بنا ہوا ہے۔ فلسطین کی حمایت میں کشمیری طلباء و کلاء اور عوام سڑکوں پر نکل آئے اور فلسطینیوں کے حق میں مظاہرہ کیا۔ ان کے چہرے بلا خوف خطر تھے۔ انہی مظاہروں میں سے ایک مظاہرے کی قیادت، بھارت سے آزادی کا مطالبہ کرنے والی حریت پسند زمرہ وہ حبیب نے کی جس میں کشمیری عفت مآب برقعہ پوش مسلم خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اسرائیل کی نفرت میں کتبوں پر یہ عبارت تحریر تھی کہ ”اسرائیلی دہشت گردی بند کرو۔“

مرغزاروں کی مقدس سرزمین جس میں شہداء کا مقدس ابو

شامل ہے جسے گوماتا کے پلید پجاریوں نے اپنے پلید وجود سے جنم بنا رکھا ہے۔ جس کی ایک مثال طالب علم محمد رفیق شاہ ہے جسے بھارتی گماشتوں نے اپنی ناکامیوں کو چھپانے کے لیے ہندوستان کے زیر نظام یونیورسٹی سے 21 نومبر 2005ء کو گرفتار کیا تھا۔

سیاہ جمہوریت کے دعویدار بد اخلاق بھارتی افواج نے الزام عائد کیا تھا کہ محمد رفیق 29 اکتوبر 2005ء کو دی میں ہونے والے بم دھماکوں میں ملوث تھا جبکہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے ایک تحریری بیان دے کر غاصب سرکار کو اطلاع دی تھی کہ جس روز دی میں دھماکے ہوئے اس وقت یہ بے گناہ کشمیری محمد رفیق یونیورسٹی میں موجود تھا۔ اسی پر بس نہیں علاقے کی پولیس اور انسانی حقوق

مائیں صبح وشام دروازہ کھول کر آنے جانے والوں کی راہ ہمتی ہیں کہ شاید میرا

بیٹا آج واپس آجائے، معصوم بچے اپنے باپوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں، بہنوں

کی آنکھوں کے تارے نہ جانے کہاں گم ہو گئے ہیں، ہر گھر اور ہر گلی افسردہ ہے

کے کمیشن نے بھی اس بات کا باضابطہ اعتراف کیا تھا کہ محمد رفیق بے قصور ہے۔ اتنے واضح ثبوت ملنے کے باوجود بھی محمد رفیق شاہ کو چھکارا کیونکر نصیب نہیں ہوا؟ کیوں جھوٹی جمہوریت کے دعویدار انسانی حقوق کی رپورٹ آنے کے باوجود بھی چھوڑنے سے گریزاں ہیں۔ محمد رفیق کو پانچ سال سے اس کے ناکردہ جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ جب یہ نوجوان جیل کی سلاخوں سے باہر نکلے گا تو کیا وہ انڈیا کا حمایتی بنے گا یا عزت سے جینے والا حریت پسند؟ کیا وہ بغیر قصور کے دوبارہ جیل کی زینت بننا پسند کرے گا یا اپنے آپ کو اپنی قوم کو قوم کے ایک ایک فرد کو آزادی جیسی نعمت دلانے کے لیے بھارتی سوراخوں کے خلاف دو دھاری تلوار اور عقیباتی شاہین بن کر حریت پسندوں کے گروپ میں شامل ہو جائے گا۔ تاریخ نے اس بات پر مہر ثبت کی ہے کہ ”جب مظلوم انتقام پراتر تا ہے تو سب حدیں پار کر جاتا ہے۔“

کشمیر میں روزانہ کسی نہ کسی اسلام کی بیٹی کی عزت لٹنے کی داستان منظر عام پر آتی رہتی ہے اور پھر غیرت مند مسلم نوجوان انتقاماً بھارتی درندہ صفت افواج پر حملے کرتے ہیں اور انہیں یہ باور کراتے ہیں کہ ”غیرت مسلم ابھی زندہ ہے“ ابھی اسلام کے رکھوالوں کا لبوس غدی نہیں ہوا۔ کچھ اسی طرح کا معرکہ 13 اور 14 نومبر کو حریت پسندوں اور غاصب افواج کے درمیان پیش آیا جس میں تین بھارتی فوجی جنم واصل ہوئے جبکہ تین حریت پسندوں نے اسلام کی عظمت پر جان و ارک شہادت کو گنگے سے لگا لیا۔ اطلاعات کے مطابق قہر حق کا یہ معرکہ طبعی سیکڑ میں لڑا گیا۔ شہداء کا تعلق لشکر طیبہ سے جوڑا گیا ہے جس میں شیر احمد میر کو کمانڈر ثابت کیا گیا ہے۔

کشمیری بھارتی افواج سے شدید نفرت کرتے ہیں جس کا

اظہار انہوں نے لال چوک کے جلسے میں پاکستان پر چم لہرا کر اور ”ہم پاکستانی ہیں پاکستان ہمارا ہے“ کے مسلسل نعرے لگا کر کیا۔ جس میں ایک طرف تو ہندوستان سے آزادی کا واضح ریفرنڈم تھا اور پاکستان سے دی اور فطری محبت کے ٹھانٹیں مارتے جذبات، تو دوسری طرف ہندوستانی فوج سے شدید نفرت کا اظہار۔

پاکستان اور کشمیر ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہیں جس بارے میں بانی پاکستان محمد علی جناحؒ نے فرمایا تھا کہ ”کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔“ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کشمیر سمیت ہندوستان میں ہونے والی ہر کارروائی کو پاکستان سے منسوب کرتا ہے تاکہ پاکستان کی عالم میں جگہ ہنسائی ہو اور پاکستان کشمیر کا مقدمہ عالمی عدالت میں بار جائے۔

اسی سلسلے میں 22 نومبر کو ممبئی حملوں کے الزام میں قید حریت پسند اجمل قصاب کو خفیہ طور پر پھانسی دے دی گئی حالانکہ اجمل قصاب نے معافی کے لیے بھارتی صدر کو درخواست بھی بھیجی تھی جسے بے جگری سے رد کر دیا گیا۔ انڈیا میں 16 سال بعد کسی شخص کو پھانسی دی گئی ہے۔ دوسرے پاکستانی عدالتی کمیشن انڈیا میں ممبئی حملوں کے سلسلے میں گیا ہوا تھا۔ جب پاکستانی عدالتی کمیشن نے اجمل قصاب سے ملاقات کا مطالبہ کیا تو خفیہ طور پر اسے پھانسی دے دی گئی تاکہ ہندوستان کا مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے نہ آ سکے۔ اس کے علاوہ من موہن سنگھ حکومت پر یہ تنقید بھی کی جا رہی ہے کہ اجمل قصاب کو پھانسی نہیں دی گئی بلکہ ایک ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ تنقیدی گروہ نے یہ اعتراض بھی اٹھایا ہے کہ اگر اجمل قصاب کو پھانسی دی گئی ہے تو پھانسی کی تصاویر منظر عام پر کیوں نہ لائی گئیں؟؟ جبکہ اجمل قصاب کی ممبئی حملوں میں گرفتاری کے وقت کی تصویر کو یہ دوبارہ لگایا گیا ہے۔

اجمل قصاب کی خفیہ پھانسی کے بعد اب اس بات کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ افضل گرو کو بھی خفیہ طریقے سے پھانسی نہ دے دی جائے۔ افضل گرو پہلے ایک عسکری تحریک کے ساتھ مل کر ہندوستان کے خلاف برسر پیکار تھا مگر اس نے ہندوستان کے دھوکے میں آ کر مسلح جدوجہد کو ترک کر کے ایک کشمیری یونیورسٹی میں پڑھانا شروع کر دیا تھا اور ایک عورت سے شادی رچا کر پرامن بننے کے خواب دیکھنا شروع کر دیئے تھے۔ مگر انڈین ایجنسیوں نے افضل گرو کو تنگ کرنا شروع کر دیا کہ وہ حریت پسند مجاہدین کی جاسوسی کرے اور اطلاعات ہندوستان کو دے۔ پھر کیا تھا ہندوستان میں حریت پسندوں نے ایک کارروائی کی جس کے نتیجے میں بے قصور افضل گرو کو گرفتار کر لیا اور سزائے موت سنا دی گئی جبکہ افضل گرو کے ساتھ قید ہونے والے دو افراد کو آزاد کر دیا گیا۔ جس کے بعد ہندوستان میں حکومت پر بڑی تنقید شروع ہو گئی

کہ حملے کے ایک ملزم کو سزائے موت سنا دی گئی ہے جبکہ دوسرے دو کو آزاد کر دیا گیا ہے۔

کالم نگاروں نے بھی افضل گرو کو بے قصور ثابت کیا۔ افضل گرو کی حمایت میں جلسے اور جلوس بھی نکلے اور اس کے بے قصور ہونے کے شواہد بھی پیش کیے گئے مگر افضل گرو کو آزاد نہ کیا گیا اور اب افضل گرو کے حوالے سے اس خطرے کا اظہار کیا جا رہا ہے

ملالہ کے ڈرامے پر فوری طور پر حرکت میں آنے والا اقوام متحدہ اور اس کے گماشتے 1947ء کے بعد سے کہاں سو رہے ہیں۔ کیا اجتماعی قبروں کی روداد ان تک نہیں پہنچتی۔ اقوام متحدہ مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان کو علیحدہ کرنے میں جو بہت اکیٹو نظر آتی ہے..... کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت کیوں نہیں دلا دیتی۔ جواب تو خیر قرآن سے مل ہی چکا ہے کہ کافر گورا ہو یا کالا،

کشمیر میں روزانہ کسی نہ کسی اسلام کی بٹی کی عزت لٹنے کی داستان منظر عام پر آتی رہتی ہے اور پھر غیرت مند مسلم نوجوان انتقاماً بھارتی درندہ صفت افواج پر حملے کرتے ہیں اور انہیں یہ باور کراتے ہیں کہ ”غیرت مسلم ابھی زندہ ہے“

کہ کہیں اسے بھی اچانک موت کی نیند نہ سلا دیا جائے۔ ہندوستان کشمیریوں کا بے دردی سے قتل عام کر رہا ہے جبکہ پاکستانی حکومت کی ناگفتہ بہ حالت پاکستانیوں کو شرمسار کر رہی ہے کہ ہم پاکستانی عوام کے مبینہ قاتلوں کو جنہوں نے ہم دھاکے کر کے ہمارے وطن کے معصوم لوگوں کو قتل کیا، ان قاتلوں میں سے کشمیر سنگھ اور سرجیت سنگھ کو پہلے ہی رہا کر دیا گیا ہے جبکہ اب سرجیت سنگھ کی پھانسی رکوا کر ہندوستان بھیجنے کے لیے موجودہ حکومت غدارانہ اقدامات کا ارتکاب کر رہی ہے۔ عوام میں اس کے خلاف شدید غصہ پایا جا رہا اور یہ مطالبہ زور پکڑ رہا ہے کہ سرجیت سنگھ جو کہ پوری پاکستانی قوم کا مجرم ہے، اسے پھانسی دی جائے تاکہ ان لوگوں کی کچھ دادرسی ممکن ہو سکے جن کے پیاروں کی جان ہندوستانی بھیڑیے سرجیت سنگھ نے لی تھی۔ یہ وہی قاتل ہیں جو کشمیر کے امن و سکون کو سبوتاژ کرتے ہیں اور پاکستان کو کشمیریوں سے جانی و مالی ہمدردی کی سزا دینے کیلئے پاکستانی علاقوں میں معصوم جانوں سے کھیلے ہیں۔

اگر کشمیری واقعی ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کی جیلیں کشمیری حریت پسندوں سے بھری پڑی ہیں۔ آئے روز مسلمانوں کی اجتماعی قبریں دریافت ہو رہی ہیں۔ لہٰذا اپنے سہاگوں کے لوٹنے کا برسوں سے انتظار کر رہی ہیں۔ مائیں صبح وشام دروازہ کھول کر آنے جانے والوں کی راہ نکلتی ہیں کہ شاید میرا بیٹا آج واپس آجائے۔ معصوم بچے اپنے باپوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ بہنوں کی آنکھوں کے تارے نہ جانے کہاں گم ہو گئے ہیں۔ ہر گھر اور ہر گلی افسردہ ہے۔ یہ بے آسرا کشمیری بڑی معصومیت سے یہ سوال کرتے ہیں کہ بھارت کے درندوں! ہمارا قصور کیا ہے۔ ہمارے پیاروں کا قصور کیا ہے.....؟؟ یہ کشمیری کیا جانتے ہیں کہ ان کے بیٹوں اور باپوں کو تو انڈین آرمی نے اپنی وحشت اور بربریت کا اس حد تک نشانہ بنایا تھا کہ وہ اس دنیا سے جا چکے اور اپنے عزیز و اقرباء کو اپنی آمد کا منتظر چھوڑ گئے۔

الغرض کبھی بھی قسم کا ہو وہ مسلمانوں کے خلاف امت واحد ہے۔ کشمیر کا آخری اور موثر حل یہی ہے کہ اسے بڑی مشیر ہومان کے پجاریوں سے آزاد کرایا جائے۔ اسی میں ہی پاکستان اور کشمیر کی بقاء ہے۔ جس قوم نے ہندو مسلم اتحاد کے راہنما کی بات نہ مانی اور راہنما نے جب ہندو کی عیاری کو سمجھا تو ایک الگ وطن ارض پاکستان اللہ کی توفیق سے قائم کر ڈالا تاکہ مسلمان ہندو کی عیاری سے محفوظ کر دیتا۔ کشمیر پاکستان کا حصہ ہے اور رہے گا جبکہ انڈیا کا انگ انگ ٹوٹ جائے گا۔

(ان شاء اللہ)

بقیہ

اکتوبر 2010ء میں جب پاک بھارت تجارتی مذاکرات شروع ہوئے تو پاکستان کا بھارت کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینے کے پیچھے یہ معاملہ تھا کہ انڈیا سلامتی کونسل کی غیر مستقل نشست اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن میں پاکستان کی حمایت کرے گا حالانکہ وہ اس سے پہلے پاکستان کی مسلسل مخالفت کرتا رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر پاکستان انڈیا کو پسندیدہ ترین ملک قرار دیتا ہے تو انڈیا کو افغانستان اور وسط ایشیا سے تجارت کرنے کے لیے راہداری مل جائے گی جس سے پاکستان کو 600 سے 800 ارب ڈالر کا فائدہ ہوگا لیکن انڈیا کو اس سے 600 سے 300 ارب ڈالر سالانہ ہے اور اس کا ارادہ 2015ء تک 500 ارب ڈالر تک پہنچانے جو کسی صورت میں بھی پاکستان کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ جس سے ہندو بننے کے رویے میں مثبت تبدیلی آئی ہے۔ لیکن اس حمایت کی وجہ سے پاکستان کے حکمران آپے سے باہر ہو کر عالمی سطح پر کامیابیوں کے ہمالیہ سر کرنے کے نعرے لگانے لگے اور انڈیا کو بغیر کسی سوچے سمجھے اور تحقیق کے بغیر پسندیدہ ترین ملک قرار دینے کے لیے بے چین ہیں اور اس بات کو پس پشت

ڈالتے ہوئے کہ اس سے ہمارے ملک کی معیشت پر کیا برے اثرات پڑیں گے یہ کہنا شروع کر دیا کہ بھارت کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینا ناگزیر ہو گیا ہے اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو عالمی سطح پر تنہا رہ جائیں گے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہ بات بڑی پریشان کن ہے کہ ہمارے عاقبت نااندیش حکمران کیوں بھارت کو MFN کا درجہ دے کر اپنی انڈسٹری تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حالانکہ GATT اور WTO میں یہ کہیں بھی نہیں تھا کہ ہمارے لیے بھارت کو MFN کا درجہ دینا لازمی ہے اور نہ ہمارے اوپر کوئی WTO تلوار ہے کہ ہم مجبور ہیں اور آج تک کبھی بھی GATT اور WTO کی Dispute Settlement میں کوئی بھی فیصلہ بھارت کی تجارت کے حوالے سے پاکستان کے خلاف نہیں۔ نہ بھارت کبھی کوئی شکایت WTO میں لے کر گیا۔ بلکہ ہم نے خود ہی اپنے آپ کو مجرم ٹھہرا کر بھارت کو MFN کا درجہ دے دیا ہے حالانکہ اس کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

اور اگر ہم GATT کا مطالعہ کریں تو یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ انڈیا پاکستان ابھی سننے سے آزاد ہوئے ہیں۔ یہ آپس میں باہمی تجارت کا کوئی بھی Special Agreement کر سکتے ہیں۔

WTO میں یہ بھی واضح الفاظ میں موجود ہے کہ کوئی ملک اپنی انڈسٹری بچانے کے لیے NTB'S (Safeguard Measure, Antidumping Duties) لگا سکتے ہیں۔

نوٹ: MFN کو اگر ہم سادہ سے انداز میں بیان کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تجارت کی جو آسانیاں آپ کسی دوسرے ملک کو دیتے ہیں وہی آسانیاں اور اصول آپ کو تیسرے ملک کو اور تمام WTO کے ممبر ممالک کو دینے پڑیں گے۔ WTO اور GATT کے مطابق جتنے بھی WTO کے ممبر ہیں ان کے آپس میں ایک دوسرے کو MFN کا درجہ دینا چاہیے۔

یہاں ایک اور سوال ذہن میں اٹھتا ہے کہ بھارت کا پاکستان کو 1996ء میں MFN کا درجہ دینے کے باوجود پاکستان کا تجارتی حجم انڈیا کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بھارت کا MFN بہت سے نان ٹیرف رکاوٹوں سے بھرپور ہے جبکہ پاکستانی MFN میں بہت کم نان ٹیرف رکاوٹیں ہیں۔ یعنی سادہ الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ انڈیا نے ہماری مصنوعات کے لیے 10 فیٹ لمبی دیوار کھڑی کی ہے کہ تم اس کو پھلانگ کر ہم سے تجارت کر سکتے ہو جبکہ پاکستان نے دیواری گرا دی ہے کہ آؤ اپنی اشیاء لے کر آؤ اور ہماری انڈسٹری کو تباہ کر دو۔

پوری ایک نئی سوچ دی ہے۔ اس کے آئیڈیالز کا تعین کیا ہے۔ جن کے نقش قدم پر چلنا وہ اپنے لیے باعث فخر سمجھے گا۔

یہ مغربی ثقافت کا ایک پہلو ہے۔ اس کے ہر پہلو کو زیر بحث لانا چاہیے کہ جن کے ذریعے امت مسلمہ کے بچے اور نوجوان اسلام کے لیڈر بننے اور دینی امت مسلمہ کا نجات دہندہ بننے کی بجائے ایسے طرز عمل پہ چلنے والے لوگ ہیں جن کے سامنے اسلام فقط ایک کھلی حد تک ہے۔ بعد میں اپنی زندگی جینا ہے اور اس انداز سے جینا ہے جس میں صرف اپنا ایک لائف سٹائل ہے اور اپنے پیٹ کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے دوسروں کا حق مارنا اور قتل کرنا کوئی معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

اس کے ہر پہلو کو چند واقعات کی مدد سے دیکھا جائے تو بہت اچھی طرح یہ بات سمجھ آتی ہے کہ مغربی ثقافت رہن سہن کن انداز سے کیا تبدیلیاں لارہی ہے۔

ایک بہت

بچے کے سر میں کوئی زخم ہے۔

لیکن وہ بچہ اتنی دیر میں اپنے کپڑے جھانٹا ہوا باہر آ گیا اور اس کی نظروں سے یہی لگ رہا تھا کہ یہ واقعی اب اپنے سے کمزور بچوں کو ایک ہاتھ پہ اٹھالے گا۔ وہ صحت مند بھی کافی تھا۔ ہم نے اس کے بھائی سے پوچھا کہ اس کے سکول میں تو کوئی مسئلہ نہیں

ہم تین چار بھائی عصری نماز پڑھ کر ایک مسجد سے باہر نکلے۔ مسجد کے بالکل سامنے حجام کی دکان تھی۔ وہاں ایک بارہ تیرہ سالہ بچہ کنگ کروا رہا تھا۔ جس کا تعلق خوشحال گھرانے سے لگ رہا تھا۔ ہم یہ دیکھنے کے بعد اپنے معاملات میں مصروف ہو گئے۔ نماز مغرب پڑھنے کے بعد نکلے تو دیکھا وہ بچہ اسی طرح دو گھنٹے سے مسلسل کنگ کروا رہا تھا۔

مگر ایک بہت حیران کن بات دیکھنے میں آئی کہ اس بچے کے سر پہ جا بجا کٹ لگ چکے تھے۔ میرے ساتھ والے بھائی حیران تھے کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا؟ ہم نے سوچا تھوڑا قریب جا کر دیکھتے ہیں کہ کیا مسئلہ ہے۔ اس کا بڑا بھائی جو دکان کے باہر کھڑا تھا فوری اس

ہالی وڈ کی فلموں میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ سب کچھ دولت ہی ہے اسی کے لئے جینا چاہیے اور اصل زندگی ہی اس کی ہے جس کے پاس یہ دولت آجائے چاہے وہ رشوت والی ہو یا ڈاکہ زنی سے لی گئی ہو

ہو گا اس سٹائل سے تو اس نے جواب دیا کہ سردیاں ہیں یہ سر پہ ٹوپی رکھ کر جایا کرے گا۔ بچہ ہے اس کا شوق ہے۔ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ قارئین کرام! وہ دونوں تو چلے گئے مگر ہم دیر تک اس بات پہ سوچتے رہے کہ اس بچے کو

اس کا بڑا بھائی جو دکان کے باہر کھڑا تھا فوری اس

مغربی ثقافت سے مرعوبیت!!

مغربی ثقافت میں لتھڑے ہوئے نوجوانانِ پاکستان کے حالات و واقعات یاد رکھنا چاہیے ”جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا کل وہ اسی قوم میں سے اٹھایا جائے گا“ (الحديث)

جنید الرحمن AIOU

ماڈرن دوست نے صبح اپنے گھر میں ناشتہ پہ بلایا۔ سردیوں کے دن تھے۔ ہم باہر دھوپ میں بیٹھ گئے اور گپ شپ کرنے لگ گئے۔ اسی اثنا میں اس کی چھوٹی بھانجی جو تقریباً 7، 8 سال کی ہوگی وہ آئی اور زور سے Good Morning کہا اور اپنے ماموں سے کہا "Have a nice morning" اور دھوپ میں بیٹھ گئی۔ اس دوست نے کہا بیٹا اندر جاؤ ماما سے کہو جلدی ناشتہ لائیں تو اس نے جواب دیا: ماموں تھوڑی دیر "Sun Bath" تو کرنے دیں۔ پاکستان کے ایک ایسے شہر میں جہاں اسلام نہایت باقی شہروں سے زیادہ ہے، یہ میرے لیے ایک حیران کن اور پریشان کن بات تھی۔ میں نے اس دوست کو سمجھایا تو اس کی سمجھ میں کچھ بات آئی۔

اس چیز کا شوق کیسے ہوا؟ اور اس شوق کو پورا کرنے میں اس کا ساتھ کس حد تک کس نے دیا۔ اب یہ بچہ اپنے سکول میں اپنے سے کمزور بچوں پر ضرور رعب جمانے کی کوشش کرے گا۔ اور یہ بات اس میں اس چھوٹی عمر سے ہی حد سے زیادہ تکبر پیدا کرے گی اور اگر اس عمر میں بچہ صرف یہ سیکھ لے کہ وہی سب کچھ ہے۔ طاقتور ہے۔ باقی کمزور ہیں۔ تو بڑا ہو کر اس کی سوچ کس حد تک جائے گی؟

جی ہاں قارئین! یہ ہے مغربی سوچ! ان کا کلچر! ان کا انداز رہن سہن جو ہمارے پاکستان کے معصوم بچوں کے ذہن میں ایسی چیز داخل کر رہا ہے کہ دنیا میں طاقتور کون ہے؟ طاقتور کیسے بنا جاسکتا ہے؟ اپنے سے کمزور کو کیسے مرعوب رکھا جاتا ہے؟ بات صرف میسر سٹائل کی نہیں ہے۔ اس سٹائل نے اسے

سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ پہلے تو اس نے گھور گھور کے ہمارے چہروں کو دیکھا۔ پھر گویا ہوا کیا آپ واقعی نہیں جانتے یہ کیا ہے؟ ہم نے نفی میں جواب دیا اور کہا ہمارے سر پہ تو ہلکا سا بھی کٹ لگ جائے تو حجام سے لڑائی ہوتی ہے۔ وہ ہنس کر بولا امریکہ کا ایک ”مغظیہ“ ریسلر ہے اور تقریباً ناقابلِ تغیر ہے۔ اس کے کچھ ”فضائل“ بیان کرنے کے بعد آخر میں بتایا یہ اس کا سٹائل ہے اور یہ سٹائل کس طرح کا تھا کہ پورے سر پہ 25 سے 30 چھوٹی چھوٹی سڑکیں بنائی گئی تھیں جو آپس میں لٹکتی تھیں اور یہ ساری سڑکیں بالکل دماغ کے اوپر واقع بالوں کے ایک گچھے کے ساتھ مل رہی تھیں اور ایسا لگ رہا تھا کہ سر پہ چلنے والی ”چیزوں“ کے لیے ٹریک بنا کر آسانی پیدا کر دی گئی ہے کہ وہ دماغ تک آسانی سے جا سکیں۔

یہ سٹائل جو انتہائی بھدا معلوم ہو رہا تھا اور جسے کوئی بھی سمجھدار انسان دیکھنے کے بعد یہی کہے گا کہ یا تو حجام پاگل تھا یا اس

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب بچپن سے یہ عادت بنی ہوگی نہ سلام نہ دعا اور سب کے سامنے Sun Bath تو مستقبل میں اس کی کیا سوچ ہو سکتی ہے۔ اس نے کب پردہ کرنا ہے۔ اپنی اولاد کی تربیت کیسے اور کس انداز سے کرنی ہے۔

اسی طرح ایک دوست کے گھر ہم کسی پروگرام کی دعوت دینے گئے۔ رات کھانا کھاتے ہوئے لیٹ ہو گئے اور بارش شروع ہو گئی۔ اس نے رات اپنے پاس ہی رکے کو کہا۔ رات ہم وہیں ٹھہر گئے۔ کچھ دیر بعد وہ عجیب و غریب لباس پہنے ہوئے اندر آیا کہ یہ Sleeping Suit ہے جو صرف سونے کے لیے رکھا ہوا ہے۔ وہ ایسا لباس ہے جو با حیا بندہ اپنے باقی گھر والوں کے سامنے نہیں پہن سکتا۔ مگر ہولی ووڈ اور مغربی کچھر پہ چلنا آسان ہے ان کے لیے کہ اسے پہنتے ہوئے وہ اخلاقیات کے تمام پہلوؤں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

بالکل اسی طرح ہمارے معاشرے کے انتہائی ماڈرن طبقے کی خواتین کی یہی صورتحال ہے۔ مغربی کچھر سے اتنی متاثر ہیں کہ عام لباس سے لے کر شادی کے لباس تک یہ تہذیب ان میں رچی بسی نظر آتی ہے۔ اس کی واضح مثالیں اس وقت ہمارے معاشرے میں موجود ہیں کہ خواتین شادی کی تقریب میں عیسائیوں کی شادیوں میں

پہنا جانے والا سفید لباس پہنتی ہیں اور اسے روشن خیالی کی اعلیٰ ترین مثال کے طور پر تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے اسباب جاننے سے پہلے ایک واقعہ ملاحظہ کریں۔

ایک بھائی کے گھر کے باہر کھڑے تھے اس کے دادا بھی ساتھ تھے جو دروازہ پنجاب کے کسی گاؤں سے آئے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ خالص پنجابی مسائل میں باتیں کر رہے تھے کہ لگی میں سے ایک لڑکا گزرا جس نے جینز کی پینٹ پہنی تھی اور وہ تقریباً 10 سے 15 سالوں سے بچھی ہوئی تھی۔ ہمارے ساتھ جو بزرگ کھڑے تھے وہ یک دم حیران ہوئے اور بہت سادگی سے بولے: ”پتر! انوں کوئی سٹ سٹ لگی آ..... ایڈی پینٹ واوا پائی اوئی اے۔“

ہم سب ہنس پڑے اور وہ بولا بزرگو! ”اے سے مسائل اے“ انہوں نے آگے سے خالص پنجابی جواب دیا.....! جس نے اُسے کافی کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا اور شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا۔

لیکن یہ پچھی پینٹ والا مسائل اب اتنا زیادہ عام ہو گیا ہے کہ 10 میں سے ایک نوجوان نے اس طرح کی پینٹ پہنی ہوئی

ہے۔ اسی طرح وہ اپنے گھروں میں بھی رہتے ہیں اور یونیورسٹی میں بھی جاتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی نوجوان بھول کر پنجاب کے کسی دور دراز گاؤں میں چلا جائے تو گاؤں کے لوگ یقیناً یہی سمجھی گئے کہ اس پہ کتے پڑ گئے ہوں گے جو اس کی ساری پینٹ جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی ہے۔

مغربی کچھر کا ہمارے معاشرے میں عام ہونے کا سب سے بڑا سبب میڈیا ہے جس میں ہالی ووڈ ایک ایسی انڈسٹری ہے جو ہمارے اس ملک میں نہایت بھیانک کرداروں کو جنم دے رہی ہے جو ملک و ملت کے لیے اگر اسلام کی نظر سے دیکھا جائے تو بہت زیادہ تباہ کن ہے۔

ہالی ووڈ انڈسٹری جو کہ اصل مغربی کچھر کو پھیلانے کا سب سے بڑا تھپڑا ہے یہ کس انداز سے اس کچھر کو عام کر رہا ہے۔

ان فلموں میں زندگی کو بہت زیادہ پرتیش دکھایا جاتا ہے۔ بڑی بڑی لکھنیاں، بڑی بڑی گاڑیاں اور سامان زندگی ایک عام سا بندہ کس انداز سے لوٹ مار کر کے اور بڑے بڑے طریقوں سے

دنیاوی لذتوں اور تعیشات کو اپنا مقصد بنالینے کا جو عمل شروع ہو گیا ہے

اس کے نتائج ہمارے اخلاقی وجود کے لئے تباہ کن ثابت ہو رہے ہیں

اور اخلاقی انحطاط پیدا ہو رہا ہے

یہ حاصل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ جوانی سے شروع ہوتا ہے یہ کام کرنا اور کرتے کرتے بڑھاپا آ جاتا ہے اور یہ ڈان بن کر ساری دولت حاصل کر لیتا ہے تاکہ بڑھاپے کی زندگی میں یہ ساری دولت کام آئے۔ اس سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ سب کچھ دولت ہی ہے۔ اسی کے لیے جینا چاہیے اور اصل زندگی ہی اس کی ہے جس کے پاس یہ دولت آ جائے چاہے وہ رشوت والی ہو یا ڈاکوئی سے لی گئی ہو۔ یہاں سے مادیت پرستی کی ایک ایسی سوچ بنتی ہے کہ ہر دیکھنے والا بس یہی سوچتا ہے کہ میں نے اب دولت جمع کرنی ہے کیسے کرنی ہے.....؟ ان فلموں میں جاہلانہ اور ظالمانہ انداز سے دولت حاصل کرتے دکھایا جاتا ہے اور طاقتور مال دار شخص ہی دنیا کا کامیاب شخص بنتا ہے جس کے نیچے ملکوں کی بڑی بڑی کمپنیز آ جاتی ہیں اور یہی چیز ہمارے آج کے نوجوان میں پائی جاتی ہے۔ مارکیٹنگ میں دھوکے بازی کرنا، بڑے بڑے لیول پہ دھوکے بازی کرنا اور دوسروں کا حق مارنا ایک معمولی چیز سمجھی جاتی ہے۔

دوسرے نمبر پہ ایک خاص بات دیکھنے میں آئی ہے کہ انگلش اخبارات میں ہاربر کی یونیورسٹیز کے جتنے بھی اشتہارات آتے ہیں ان میں زیادہ اکاؤنٹس کی فیلڈ میں یا فیشن اینڈ ڈیزائننگ

میں 4 سالہ کورس کروانے کی باتیں ہوتی ہیں۔ باقاعدہ کالرشپس دیئے جاتے ہیں۔ وہی بے ہودہ لباس جو زیادہ تر یورپ میں چلتا ہے اس میں ہمارے ملک کا نوجوان BS کی ڈگری کر کے آتا ہے۔ خواتین کے لباس پہ زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ پھر یہ آ کے انڈسٹری لگاتا ہے اور نئے نئے حیا خستہ ملبوسات نکالتا ہے جن کی سپورٹ غیر ملکی NGO's اور پاکستانی میڈیا بہت زیادہ کرتا ہے۔ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں کے بڑے چوکوں چوراہوں میں لڑکوں لڑکیوں کے کالجز اور یونیورسٹیز کے سامنے ایسے ملبوسات کے پینا فلیکس لگائے جاتے ہیں۔ یورپ کی کسی کمپنی کا نام دیا جاتا ہے اور یہ باقاعدہ منجگے داموں بکتے ہیں۔

کیٹ واک جو سب سے پہلے مغرب میں شروع ہوئی مگر اب باقاعدہ پاکستان کی بڑی بڑی یونیورسٹیز کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں یہ انداز اپنائے ہوئے ہیں۔ جب بھی کوئی حیا خستہ فنی پروڈکٹ آتی ہے تو امت مسلمہ کی بیٹی ریمپ پہ کسی نوجوان کے ہمراہ اس کا ہاتھ تھامے کیٹ واک کرتی ہے۔ سارا یونیورسٹی کا عملہ میڈیا اور ملبوسات تیار کرنے والی انڈسٹریز کے لوگ آئے ہوتے ہیں۔ یہی بات لاہور کی ایک مشہور یونیورسٹی کا لڑکا کیٹ واک کرنے کے بعد میڈیا کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتا ہے۔

”ہم بھی اب یورپ کی طرح یہ جدید طور طریقے کو اپناتے ہوئے ماڈلنگ اور فیشن ڈیزائننگ میں آگے آ رہے ہیں۔“ (روزنامہ نوائے وقت سنڈے میگزین۔ 2008ء) تیسری بات ان فلموں کے ذریعے ہارڈواڈ کے نئے طریقے بتائے جاتے ہیں۔ انڈیا میں کچھ عرصہ پہلے ایک شخص نے بہت بڑی ڈکیت کی۔ پولیس نے اسے پکڑا تو اس نے دورانِ تفتیش یہ بتایا کہ چوری کرنے کا یہ انداز اس نے ہالی ووڈ کی ایک فلم سے سیکھا ہے۔

بالکل جس طرح وہاں گینگو بننے ہیں اور ان کے سربراہ ہوتے ہیں اسی طرح اب پاکستان کے نوجوانوں میں یہ چیز مقبول ہونے لگی ہے۔ کالجز وغیرہ میں ایسے گینگو کے نام اکثر واش روم میں لکھ مل جاتے ہیں یا کینٹین کی دیواروں پہ ان کی تشہیر ہوتی ہے۔ ایک جگہ کالج کے لڑکوں کا درس ہو رہا تھا۔ درس کے دوران کسی لڑکے کو msg آیا کہ لڑائی ہو گئی ہے۔ اس نے فوری باقی بیٹھے سب لڑکوں کو سمیٹ کر دیا اور تھوڑی دیر میں ایک لڑکا کھڑا ہوا اور مدرس سے معذرت خواہانہ انداز میں کہا کہ ہمارے ایک بھائی کا مسئلہ بن گیا ہے۔ اس لیے ہم جا رہے ہیں۔ وہ سب کے سب

اب جار ہے تھے اور فون پہ ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے ڈنڈے جمع کرو۔ فلاں چیز جمع کرو۔ ہم بس پہنچ رہے ہیں۔

ایک بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ جس طرح ان فلوں میں زنجی بندہ سب سے زیادہ بہادر سمجھا جاتا ہے بالکل ہمارے ملک میں بھی اب لڑائی کے دوران بازو سر پھڑوانا بہادری کی علامت قرار پایا۔

چوتھی بات ہمارے نوجوان طبقے میں ایسی Shirts اور Trousers کا عام ہونا ہے جو باقاعدہ مغربی لیبل والی ہوں۔ جن پہ کسی ریسرک کی تصویر بنی ہوگی۔ ایک بہت حیران کن بات یہ ہے کہ ہر 100 میں سے 4 یا پانچ لڑکے ایسے ضرور ملیں گے جنہوں نے امریکی پرچم والی شرٹس پہنی ہوں گی۔ یورپ کی بڑی بڑی مشہور معروف جگہوں کی تصاویر والی شرٹس اور جیکٹس پہنی ہوں گی۔ اب تو پاکستان کی شرٹس اور جیکٹس ٹراؤزر بنانے والی کمپنیز کو یورپ میں یورپین کلچر سے مزین شرٹس بنانی پڑتی ہیں کیونکہ ان کی ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے۔

امریکہ کے مجسمہ آزادی اٹلی کے مینار والی اور اس طرح کے سیکنگزوں مقامات کی تصاویر والی پروڈکٹس آسانی سے دستیاب ہیں اور یہ قدرتی بات ہے کہ جب بندہ کسی چیز کی مقبولیت کو دیکھتا ہے تو اس میں ان مقامات

کو دیکھنے کی خواہش بڑھ جاتی ہے۔ بظاہر یہ ایک معمولی چیز نظر آتی ہے کہ صرف شرٹس اور جیکٹس ہیں مگر ان سے حب الوطنی ختم ہوتی ہے۔ بندہ اپنی قوم کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ان حالات میں جبکہ ساری دنیا پاکستان کے خلاف ہے۔ اس کی ایک ہلکی سی جھلک کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر وہ 10 بندے جو اس طرح کی شرٹس پہنتے ہیں۔ ان میں سے تقریباً 8 لڑکے ضرور ایسے ہوں گے جو یورپ سے متاثر ہوں گے۔ ان کے گن گائیں گے۔ ان کی معیشت اور باقی چیزوں کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔

پانچویں بات اس کلچر سے مرعوب ہونے والوں کا ذہن کس حد تک متاثر ہوتا ہے۔ کافی زیادہ نوجوانوں کو دیکھیں گے وہ اپنے انداز رہن سہن میں کچھ ایسی تبدیلیاں لاتے ہیں جنہیں دیکھ کر بہت حیرانگی ہوتی ہے۔

ہم اسلام آباد کے ایک پوش امیریا میں گئے۔ ایک بھائی پینٹ شرٹ پہنے ایک خاص انداز میں بازو بھکا کر چل رہا تھا۔ ساتھ والے بھائی نے بتایا یہ بھی چلنے کا ایک خاص انداز ہے جو زیادہ تر یورپ میں چلتا ہے۔ ہاتھوں کا اسٹائل کھڑے ہو کر کھانا پینا ایک ہاتھ میں سگریٹ اور دوسرے ہاتھ میں مشروب کی بوتل۔

اپنی اچھی بھلی گاڑیوں کی شکل رگڑو بنا اور گینکسٹر کی طرز پہ گاڑیوں کی ڈیزائننگ کروانا۔ بعض نوجوان تو اس حد تک متاثر ہوتے ہیں کہ ان کے پاس FX اور مہران ہی ہوتی ہیں۔ مگر انہیں ہی سرخی پوڈر لگا کر سلنسر اتار کر یورپین سٹائل میں رنگ کر کے گرلز کالج کے سامنے سے سر پہ ہیٹ رکھ کر بھر پور شور مچاتے ہوئے گزرتے ہیں۔ ان کی یہ FX عرف BMW صرف گلیوں میں ہی چینی چنگاڑتی پھرتی ہے۔ ترس آتا ہے ایسے نوجوانوں پہ جو اپنی زندگی کا مقصد صرف انہی چیزوں کو بنالیتے ہیں۔ مغربی کلچر ان کی شریانوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

چھٹی بات کچھ عرصہ سے ہمارے نوجوان طبقے میں ایک خاص قسم کا وال پیپر بہت زیادہ پھیل رہا ہے۔ جس میں ایک نوجوان نے ہڈ (Hood) پہنا ہوتا ہے اور وہ شام کے وقت میں سمندر کے کنارے یا کسی پارک کے کونے میں نظریں نیچی کر کے بہت اداسی میں بیٹھا ہوتا ہے۔ اس کے پاس پھول بکھرے ہوتے ہیں اور پاس شراب کی بوتل ٹوٹی ہوئی پڑی ہوتی ہے۔

اگر ہم مغربی تہذیب سے متاثر ہونے کی بجائے اسلامی تہذیب پر عمل پیرا ہوں گے تو ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب دوبارہ اسی قوم سے محمد بن قاسم طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر جیسے عظیم سالار پیدا ہوں گے

یہ وال پیپر اس طرح کی سوچ دے رہا ہے کہ محبتوں میں ناکامیوں کے بعد بس ایک نوجوان دلبرداشتہ ہو جاتا ہے۔ وہ شراب پہ گزرا کرتا ہے اور بعض اوقات تو اس کے دل پہ تیر لگا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ نیچے خون گر رہا ہے اور یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ ناکامیوں کے بعد یا تو اپنی کلائی کی رگیں کاٹ لی جائیں یا خودکشی کر لی جائے۔ جس کے لیے بہت سارے ایسے وال پیپر ہیں جن کی ڈیزائننگ اس انداز میں کی جاتی ہے کہ وہ انتہائی جاذب نظر ہوں اور ان میں نوجوان کا صرف سایہ ہے اور اس نے پٹل پکڑ کر اپنی کینٹی پہ لگایا ہوا ہے۔ ساتھ بہت جذباتی قسم کے اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح کے وال پیپر لڑکیوں کے لیے بھی تیار کیے جاتے ہیں تاکہ جب عشق و محبت میں ناکامی ہوتی ہے تو وہ نوجوان لڑکائی لڑی اپنے رب کے سامنے جھکنے اور غلطی ماننے کی بجائے فوری خودکشی کی طرف جائیں۔ اپنی پڑھائی چھوڑ دیں۔ ہیرا نہ بھا اور لیلیٰ جمنوں کی داستانیں ذہنوں میں گھومیں اور امت مسلمہ کا یہ نوجوان صحیح راستے پہ آنے کی بجائے ناکامیوں اور تاریکیوں کی طرف ہی جاتا رہے۔

قارئین کرام! دراصل مغرب کا یہ انداز فکر کیا ہے؟ یہی کہ

اصل زندگی دنیا کی ہی زندگی ہے۔ ہر کامیابی دنیا کی کامیابی ہے اور ہر ناکامی دنیا کی ناکامی ہے۔ یہ زندگی دنیا میں صرف ایک باطلی ہے اس لیے اسے جتنا انجوائے کر سکتے ہیں کرنا چاہئے۔

جبکہ ہماری سوچ قطعاً اس سے مختلف ہے۔ ہمارے نزدیک اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ دنیا عارضی ہے کامیابی آخرت میں ہے۔ صرف اس سوچ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اور دنیاوی لذتوں اور لذتوں کو اپنا مقصد بنالینے کا جو عمل شروع ہو گیا ہے اس کے نتائج ہمارے اخلاقی وجود کے لیے تباہ کن ثابت ہو رہے ہیں اور اخلاقی انحطاط پیدا ہو رہا ہے۔ ایسا انحطاط جو بہن بھائی اور اسی طرح کے پاکیزہ رشتوں کا تقدس ختم کر رہا ہے اور یہ چیز ہمارے اسلامی معاشرے کے لیے تباہ کن ہے۔ ہماری ایک تہذیب ہے جسے اسلامی تہذیب کہا گیا ہے۔ یہی وہ تہذیب تھی جس کا تعارف امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ متعارف کروا گئے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کی جس کے نتیجے میں ایسا معاشرہ نمودار ہوا جو دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں پھیل گیا۔ یہ اسلامی تہذیب ہی تھی جس نے پوری دنیا میں علم و ہنر کو جنم دیا اور بڑے بڑے اجڈ معاشروں کو جینے کا انداز سکھادیا۔

شاید کہ آج کا نوجوان جس تہذیب سے متاثر ہو رہا ہے آج ان کے اپنے لوگ اس کلچر سے نفرت کر رہے ہیں اور تیزی سے اسلامی تہذیب کو اپنا رہے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے بہت سادہ الفاظ میں کفریہ تہذیب سے متاثر ہونے والوں کے مستقبل کے بارے میں بتادیا ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے:

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. [ابوداؤد]

”جو کسی قوم سے مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے اٹھایا جائے گا۔“

اسی طرح علامہ اقبال نے اہل مغرب کو مخاطب کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے:

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اگر ہم مغربی تہذیب سے متاثر ہونے کی بجائے اسلامی تہذیب پر عمل پیرا ہوں گے تو ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب دوبارہ اسی قوم سے محمد بن قاسم طارق بن زیاد موسیٰ بن نصیر جیسے عظیم سالار پیدا ہوں گے جن کے ایک اشارے پہ اسی امت کے ہزاروں نہیں لاکھوں نوجوان اسلام کے لیے اپنی جان لٹانے کے لیے تیار ہوں گے۔

طلباء کا راز

بلال غزنوی

ایچ ای سی نے یہ فیصلہ اساتذہ کی عدم دستیابی، تعلیمی سہولیات کے فقدان اور امیدواران کی جانب سے چار سالہ گریجویٹ پروگرامز سے اظہار ناپسندیدگی کے باعث کیا ہے۔ HEC کی جانب سے صوبہ بھر کے خود مختار سرکاری تعلیمی اداروں کو اپنی استعداد کے مطابق 2 سالہ گریجویٹ اور ماسٹر لیول کے پروگرامز جاری کرنے کا اختیار ہے۔

تعلیمی پالیسیوں کے مطابق دونوں نوعیت کے پروگرامز کا اجراء سسٹر سسٹم کے تحت ہوگا۔ اس ضمن میں سینٹر اساتذہ کی جانب سے ایچ ای سی اور حکومت کو ایک یا دو اشت بھی پیش کی گئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ سرکاری خود مختار تعلیمی اداروں میں 2 سالہ گریجویٹ اور ماسٹر لیول کے پروگرام ختم کر کے نئی تعلیمی سیکڑ کو پرومٹ کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں امیدواران اور ان کے والدین بھاری فیوں تلے دب رہے ہیں جبکہ سرکاری تعلیمی ادارے ابھی اس قابل بھی نہیں ہوئے کہ ان میں چار سالہ گریجویٹ پروگرامز کا اجراء کامیابی سے کرایا جاسکے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے بعض خود مختار تعلیمی اداروں نے ابھی ایچ ای سی سے درخواست کی جس کو قبول کر لیا گیا اور ان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی استعداد کے مطابق دو سالہ گریجویٹ اور ماسٹر لیول کے پروگرامز کا اجراء کر سکتے ہیں۔



گرلز سکولز میں غیر اخلاقی مواد کی تقسیم

این جی او کی عہدیدار کو سرزنش.....!

یہ قومی خدمت ہو رہی ہے.....؟ اسلامی عزت مآب لڑکیوں کے سکولز میں اسلام مخالف این جی او نے کھل کر اسلام کے خلاف جنسی مواد کا کام کھل کر کیا۔

لاہور ہائیکورٹ کے جسٹس ناصر سعید شیخ نے این جی او (برگڈ) "Bargad" کی طرف سے لڑکیوں کے سکولوں میں جنسی مواد پر مبنی کتب کی فراہمی کے خلاف دائر درخواست پر این جی او کی کوآرڈینیٹر کی سرزنش کی اور کہا کہ آپ کو شرم نہیں آتی کہ طلباء و طالبات میں ایسا مواد تقسیم کرتی ہیں۔ یہ قوم کی خدمت کر رہی ہیں؟ جو کچھ آپ نے لکھا یہ عدالت میں پڑھ کر بھی سناسکتی ہیں۔

جس پرائن جی اوسر براہ سر جھکا سے خاموشی سے کھڑی رہی۔ عدالت نے تحریری جواب طلب کرتے ہوئے ساعت 20 نومبر تک ملتوی کر دی ہے۔ برگڈ کی سربراہ نے عدالت کو بتایا کہ اس نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی منظوری کے بعد ہی ایسے مواد پر مبنی کتب تقسیم کی تھیں۔

درخواست گزار نے عدالت میں موقف اختیار کیا تھا کہ برگڈ این جی او نے گوجرانوالہ میں متعلقہ حکام کے ساتھ معاہدہ کر کے لڑکیوں کے سکولوں میں غیر اخلاقی مواد تقسیم کیا۔ بعد ازاں اس



تعلیم سب کے لئے.....؟؟

گورنمنٹ گرلز سکول صوابی کوتا لے.....!

حکومت پاکستان نے تعلیم کو سرمایہ جانتے ہوئے تعلیمی اداروں، تعلیمی پالیسیوں اور طلباء کے روشن مستقبل کے لیے گزشتہ چند سالوں میں کئی ایسے اقدامات کئے ہیں کہ جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی..... ان سارے سیاسی حکمرانوں کے دن بدن بدلتے بیانات نے تعلیم کو ایک دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اسی کے ثبوت میں صوابی میں کئی ماہ سے کرایہ نہ ملنے پر مالک مکان نے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول پر مولیٰ ضلع صوابی کوتا لے لگا کر بند کر دیا۔

سپریم کورٹ نے بچوں کی تعداد زیادہ جبکہ سکروں کی تعداد انتہائی کم ہونے پر سو موٹو ایکشن لے کر سکول کی تعمیر کا حکم دیا تھا۔ جس پر محکمہ تعلیم نے نئی بلڈنگ کی تعمیر کی منظوری دے دی۔ تاہم دو تین ماہ سے زیر تعلیم بلڈنگ کا تعمیراتی کام بند رہا ہے جبکہ سکول ہذا کی بچیوں کے لیے گاؤں میں ایک مکان کرائے پر حاصل کیا گیا۔ لیکن گزشتہ چند مہینوں سے مسلسل مالک مکان کو کرایہ نہیں مل رہا تھا جس پر اس نے مجبوراً اپنے مکان کوتا لے لگا کر سکول بند کر دیا ہے۔



خود مختار کالج کو 2 سالہ گریجویٹ اور ماسٹر لیول

پروگرام کا اختیار

تعلیمی میدان میں 2 سالہ گریجویٹ اور ماسٹر لیول پروگرام کا اختیار کالج کو دینا ایک خوش آئند خبر ہے جس سے ایک تو تعلیم کی طرف طلباء کا رجحان زیادہ ہوگا اور دوسری طرف اس 2 سالہ گریجویٹ اور ماسٹر لیول پروگرام سے ایک طالب علم زندگی کے کم عرصے میں ہی تعلیمی منازل کو جلد طے کر لے گا۔



کتاب کو لازمی کتاب کے طور پر شامل کرنے کی بھی ہدایت کر دی گئی۔

برگد این جی اوز جیسی اور کئی اسلام مخالف این جی اوز پاکستان میں طلباء و طالبات کے سکولز، کالجز اور یونیورسٹی لیول پر ایسے کئی ایک کام کر رہی ہیں جس سے مسلم طلباء کو روشن مستقبل، روشن خیالی کے خواب دکھلا کر اسلامی شعائر سے دور کرتے جا رہے ہیں جبکہ پاکستان میں تعلیم کے پالیسی ساز ایسی باتوں سے لاعلم ہیں۔

عبدالعزیز کے ہاتھوں ہوا۔ یونیورسٹی 80 لاکھ اسکوائر میٹر رقبے پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی تعمیر پر 20 بلین سعودی ریال لاگت آئی ہے۔ 15 ڈیپارٹمنٹس پر مشتمل اس یونیورسٹی میں 50 ہزار طالبات کے داخلے کی گنجائش ہے۔



سعودی عرب نے خواتین کی سب سے بڑی یونیورسٹی کا افتتاح کر دیا

سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں دنیا کی سب سے بڑی خواتین یونیورسٹی پرنس نور بنت عبدالرحمن یونیورسٹی کا قیام گزشتہ سال عمل میں آیا جس کا افتتاح سعودی فرمانروا عبداللہ بن

میں اس کی تعداد 10 فیصد تک غریب بچوں کا کوٹہ مختص کریں گے۔ اساتذہ تدریسی منتظمین، تعلیمی محقق، افراد اور ادارے جو مقررہ معیار پر پورا اتریں انہیں ایوارڈ دیئے جائیں گے۔ تعلیمی سرگرمیوں میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طالب علموں کو بھی ایوارڈ دیئے جائیں گے۔ کوئی بھی غیر رجسٹرڈ ادارہ اپنا اشتہار جاری نہیں کرے گا۔ ایسا کرنے والوں کو ایک لاکھ روپے جرمانہ یا ایک سال قید کی سزا دی جا سکے گی۔



بل میں کہا گیا کہ 5 سال سے 16 سال تک کے بچوں کو مفت تعلیم دینا، ان کا بنیادی حق ہے۔ بل کے مطابق مفت تعلیم سے مراد، تعلیم سے متعلق اخراجات بشمول شیشنری، سکول بیگ اور ٹرانسپورٹ کے اخراجات شامل ہیں۔ حکومت ہر بچے کو مفت تعلیم کی فراہمی، دوسرے مقامات سے نقل مکانی کرنے والے بچوں کے داخلہ کو یقینی بنانے، لوازمات داخلہ، حاضری اور تعلیم کی تکمیل کو یقینی بنانا، سکول تک بچوں اور اساتذہ کی سفری حفاظت کو یقینی بنانے، قرب و جوار میں سکول، مقررہ نصاب اور تعلیم کے لیے مطالعے کے کورسز کی بروقت تکمیل اور اساتذہ کی تربیت کی ذمہ دار ہوگی۔ یہ اعلانات اور خوشخبریاں پاکستان کے تعلیمی مستقبل کے لئے خوش آئند ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان پر عمل کرنے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش اور لائحہ عمل بھی مرتب کیا جاتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اگر یہ سلسلہ شروع کرے اسے ادھورا چھوڑ دیا جائے یا صرف اعلانات کے ذریعے لوگوں کی توجہ حاصل کرنا مقصود ہو تو یہ ساری کارروائی بے سود ہے۔

سکول نہ بھیجنے والے والدین کو 3 ماہ قید 25 ہزار جرمانہ قومی اسمبلی میں مفت لازمی تعلیم کا بل منظور

پاکستان میں طلباء کے روشن مستقبل کے لیے بہت سے اقدامات ہوئے لیکن وہ تاحال مکمل ہوتے نظر نہیں آتے۔ کچھ ایسے ہی قومی اسمبلی میں مفت لازمی تعلیم کا بل منظور ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنے بچوں کو کام پر لگانے والے والدین کو 50 ہزار جرمانہ اور 6 ماہ قید ہوگی اور یہ بھی کہا ہے کہ سکولوں کی رجسٹریشن اور بچوں کا طبی معائنہ لازمی ہوگا۔

قومی اسمبلی میں پانچ سال سے 16 سال کی عمر کے بچوں کو مفت تعلیم کی فراہمی کے لیے بلا معاوضہ اور لازمی تعلیم کا بل 2012ء متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا ہے۔

بل کے مندرجات کے مطابق سکولوں کی رجسٹریشن لازمی ہوگی۔ رجسٹریشن کے بغیر سکول چلانے والے کو 2 لاکھ جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ سکول میں سکول مینجمنٹ کمیٹی قائم کی جائے گی۔ سکول کے اساتذہ کو مردم شاری، آفات میں امدادی سرگرمیوں اور انتخابات میں فرائض کے علاوہ کہیں تعینات نہیں کیا جاسکے گا۔

مفت تعلیم کی فراہمی کے حوالے سے سہولیات اور معیار کی مانیٹرنگ کے نظام کو بھی یقینی بنایا جائے گا۔ بل کے مطابق ہر سکول بچے کے طبی اور ڈیٹیل معائنہ کا ذمہ دار ہوگا۔ نجی سکول ہر جماعت

اخبار عالم

دنیا بھر سے ”اخبار طلباء“ کی نظر میں

بھارت نے کشمیر اور ریاستی طاقت کے بل بوتے پر ناجائز قبضہ جما رکھا ہے اور مقبوضہ وادی میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کا مرتکب ہے جبکہ کشمیری اپنا فطری حق آزادی مانگ رہے۔ بھارت کو چاہیے کہ بالغ انٹرنی کی کا ثبوت دیتے ہوئے وادی سے اپنی فوجیں نکال لے اور کشمیری مسلمانوں کو ان کا حق دے دے ورنہ اس کے فوجی یوں بے موت مرتے رہیں گے اور اس کی معیشت بے فائدہ جنگ کی نذر ہوتی رہے گی۔ جس کا انجام بھارت کے لئے بہت خوفناک ہوگا۔

بھارت: مسلم نوجوان سب سے زیادہ مظلوم



بھارتی اخبار ”منصف“ کے مطابق کیونٹ پارٹی کی جانب سے صدر کو بھیجی گئی ایک رپورٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ سب سے زیادہ ظلم کا شکار مسلم نوجوان ہیں جن پر ترقی اور روزگار کے دروازے بند ہیں۔ دوسری طرف ان نوجوانوں کو چین جن کر دہشت گردی کے نام نہاد مقدمات کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جن کے تحت بے قصور مسلم نوجوانوں کو اندھا دھند طریقے سے گرفتار کرنے کا سلسلہ ملک بھر میں جاری ہے۔ ان نوجوانوں کے مقدمات عدالت میں برسوں تک زیر التواء رہتے ہیں۔ TADA اور POTA جیسے تشویشناک ترمیمی بل کی پارلیمنٹ سے منظوری اور ان قوانین کے اطلاق نے ہزاروں مسلم نوجوانوں کو انصاف سے محروم کر رکھا ہے۔ رپورٹ کے مطابق متعصبانہ اور جانبدارانہ کردار کی حامل تحقیقاتی ایجنسیاں مسلمانوں کے خلاف غلط شواہد پیش کر کے انصاف کا خون کر رہی ہیں جبکہ دہشت گردی کے مجرم آزادانہ گھوم رہے ہیں۔ جس سے مسلم نوجوان خوف اور عدم تحفظ کے احساس کا شکار ہیں۔

بھارت پوری دنیا میں اپنی سیکولر جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے جبکہ بھارتی مسلمان ایک طرف تو شدید معاشی زبوں حالی کا شکار ہیں دوسری طرف سماجی اور ریاستی تشدد کا نشانہ ہیں۔ بھارت میں اس کی تحقیقاتی ایجنسیاں مسلم کش جنوبی ہندوؤں سے بھری ہوئی ہیں جنہوں نے بھارت میں آباد مسلمانوں کا جینا دو بھر کیا ہوا ہے۔ زندگی کی قیمت چکاتے ان مسلم نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور جہاد کی راہوں پر گامزن ہو کر نصرت الہی کے طلب گار ہوں اور ان دنیا بھر کے مسلمان ان کی مدد کے لئے کمر کس لیں۔

لویہ بھی گیا.....!

فرانس نے افغانستان میں اپنا جنگی مشن ختم کر دیا



افغانستان میں نیٹو فوجوں کی ناکامی دن بدن ان کے لئے بڑے دن لا رہی ہے۔ ماہ نومبر میں نیٹو ذرائع کے مطابق 17 اتحادی فوجی ہلاک ہوئے جن میں سے 15 فوجی امریکہ کے ہیں جبکہ اصل اعداد و شمار اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ نیٹو افواج مجاہدین کے بڑھتے ہوئے حملوں کے سبب 2014ء میں بوریا بستر گول کرنے کے اعلانات کر چکی ہیں۔ ان کے لیے ایک تشویشناک پہلو افغان فورسز کے ہاتھوں نیٹو افواج کا قتل بھی ہے۔ اس صورتحال پر ایساف کے پانچویں بڑے اتحادی فرانس نے افغانستان میں اپنا مشن بند کرنے کا اعلان کر کے ابتدائی مرحلے میں 400 فوجیوں کو افغانستان سے نکال لیا ہے۔ جبکہ بقیہ فوج کو 2013ء کے اندر مکمل طور پر نکال لیا جائے گا جو افغانستان میں فرانسیسی عسکری مشینز کو نکالنے اور افغان فوجیوں کی تربیت کے لئے موجود ہیں گے۔

نیٹو ذرائع کے مطابق اب تک افغانستان میں 88 فرانسیسی فوجی واصل جہنم ہوئے ہیں۔ فرانس نے یہ انخلاء کا قبل از وقت فیصلہ 2011ء اور 2012ء میں ہونے والے مہلک حملوں کے بعد کیا۔

12 سالوں میں مجاہدین کے ہاتھوں

4 ہزار بھارتی فوجی واصل جہنم

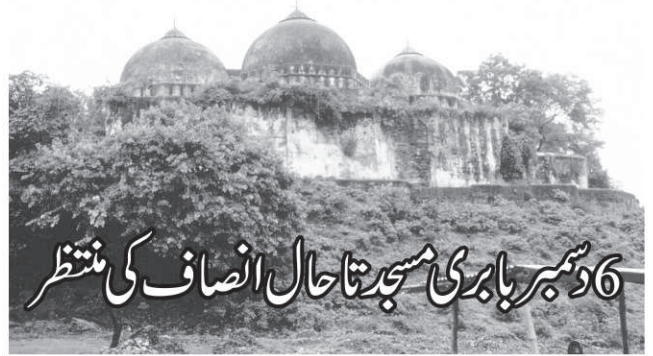
بھارتی وزیر دفاع اے کے انٹونی نے بھارتی لوک سبھا میں بر ملا اعتراف کیا کہ گزشتہ 12 سالوں کے دوران مقبوضہ کشمیر میں حریت پسند کشمیری مجاہدین کے ہاتھوں 4 ہزار بھارتی فوجی واصل جہنم ہوئے۔ جن میں بڑے بڑے آرمی آفیسر بھی شامل ہیں جبکہ 25 ہزار افسروں اور جوانوں نے پیشگی ریٹائرمنٹ لے لی۔ 394 نے خودکشی کر کے اپنا خاتمہ کر لیا۔

یہ عدالتی فیصلہ انصاف کا خون ہے۔ یہ واقعہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ بھارت جیسی نام نہاد سیکولر جمہوریت میں انتہا پسند ہندو جب چاہیں اپنی عوامی طاقت کی بنیاد پر حکومت کو بے اثر کر سکتے ہیں۔ ہندو انتہا پسند تنظیم و شوہندو پریشد نے اپنی فہرست میں 3 ہزار مسجدیں رکھی ہیں جس کو مسمار کر کے وہاں مندر بنانا اس کے ایجنڈے میں شامل ہے۔ دراصل بھارت ایک ایسی ریاست بن چکا ہے جہاں نہ تو مسلمان کی جان اور اموال کی امان ہے اور نہ ہی ان کی مساجد محفوظ ہیں۔



امریکی صدارتی الیکشن کے بعد امریکی ریاستوں میں آزادی کی لہر بپا ہو گئی۔ پہلے مرحلے میں 50 ریاستوں کے شہریوں نے وائٹ ہاؤس سے آزادی کا مطالبہ کر دیا۔ ان ریاستوں میں علیحدگی کے قانونی راستہ کو اختیار کرتے ہوئے ہزاروں افراد نے دستخط کر کے درخواستیں وائٹ ہاؤس کو جمع کروادیں۔ ان میں امریکی ریاستیں نیویارک، ٹیکساس اور نیوجرسی بھی شامل تھیں۔ دوسرے مرحلے میں 50 کی 50 ریاستوں نے آزادی کا مطالبہ کر دیا جبکہ کچھ ریاستوں میں دستخط کرنے والے افراد کی فہرست امریکی آئین میں مطلوبہ تعداد سے تجاوز کر گئی جبکہ ٹیکساس میں یہ تعداد 70 ہزار تک پہنچ گئی جبکہ امریکی آئین کے مطابق 25 ہزار افراد کے دستخطوں کے بعد وائٹ ہاؤس کے لئے ان مطالبوں پر غور کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ آزادی کے مطالبہ کی وجہ گرتی ہوئی امریکی معیشت اور اس کو سنبھال دینے میں اوبامہ انتظامیہ کی ناکامی کو قرار دیا جا رہا ہے۔ مطالبہ کرنے والوں کا کہنا ہے آنے والے وقت میں بھی بہتری کی کوئی امید نظر نہیں آ رہی۔

حقیقت یہ ہے افغان جہاد کی ضرب اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بے پناہ خرچ کے سبب شکست نے امریکی معیشت کو ڈوب دیا ہے۔ اس سے پہلے روس ان راہوں سے گزر رہا ہو چکا ہے۔ امریکی سامراجیت بھی اپنے پیٹرو کے راستوں پر گامزن ہے اور آنے والے وقت میں ”یو ایس اے“ کا وجود خواب نظر آتا ہے۔ ان شاء اللہ



بابری مسجد جسے 20 سال قبل ہندو انتہا پسند تنظیموں کے کارکنوں نے ان کے سیاسی و حکومتی پشتیبانوں نے شہید کر دیا تھا تاحال انصاف کی منتظر ہے۔

بابری مسجد کو مغلیہ حکمران ظہیر الدین بابر نے تعمیر کیا تھا۔ یہ مسجد ایک مذہبی مقام ہی نہیں بلکہ تاریخی یادگار بھی تھی جو فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ جسے 6 دسمبر 1992ء میں بھارتی شہر ایودھیا میں جمع ہونے والے لاکھوں انتہا پسند ہندوؤں نے اپنے ”رام کی جنم بھومی“ کا بہانہ بنا کر شہید کر دیا جبکہ بھارتی حکومتی اور فوجی قوت خاموش تماشا بنی رہی۔

یکم ستمبر 2010ء کو الہ آباد ہائیکورٹ نے اٹھارہ سال سے لٹکے مقدمہ کا فیصلہ دیا جس کے مطابق مسجد کی جگہ کے دو حصے ہندوؤں جبکہ ایک حصہ مسلمانوں کو دیا گیا۔ بابری مسجد کی بہیمانہ شہادت اور

جیو کا نعرہ اسلام کو ختم کر کے جیو



پاکستان کے ایک بڑے میڈیا چینل جیو پر پچھلے دنوں سے ایک نعرہ ”پاکستان کا مطلب کیا؟ پڑھنے لکھنے کے سوا...“ چل رہا ہے۔ یہ چینل والے وہ نعرہ جو بانی پاکستان محمد علی جناح نے لگایا تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا ہے۔ اسی نعرہ پر ساری قوم اٹھی تھی اور پاکستان معرض وجود میں آیا لیکن یہ دشمنان اسلام کے آلہ کار حضرات اسلام کو پاکستان سے کھرچ کر نکالنے پر تلے ہوئے ہیں اور غیروں کے کچھر کو فروغ دے رہے ہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے پڑھنا لکھنا لازمی ہے۔ مگر بغیر دین کے جو پڑھائی وہ فضول اور فتنہ ہے۔ اس لیے ان چینل والوں کو چاہیے کہ ایسی حرکات سے گریز کریں اور پاکستان کو اپنی اصل بنیاد اسلام پر ہی رہنے دیں۔

اجمل قصاب کو فوری سزا جبکہ سرنجیت سنگھ کی آزادی کے لیے بھارتی لابی سرگرم



بھارت میں ممبئی حملوں کے الزام اجمل قصاب کو 4 سال بعد میں پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی کے بعد اجمل قصاب کو یرواڈہ جیل کے اندر ہی دفن دیا گیا۔ پاکستان کی طرف سے بھارت جانے والے تحقیقاتی جوڈیشل کمیشن کو اجمل قصاب سے ملاقات اور نفی کی اجازت نہ دی گئی۔ جس سے پاکستان کے خلاف بھارتی پروپیگنڈا کی حقیقت سامنے آ گئی۔ جبکہ دوسری طرف پاکستان میں بیسوں بم دھماکوں کے ذریعے پاکستانیوں کو قتل کرنے والا سرنجیت سنگھ جسے اقبال جرم کے بعد سزائے موت سنائی گئی تھی اس کی سزا کو ختم کرنے کے لیے پاکستان میں سیکولر طبقہ اور بھارتی لابی سرگرم ہے۔ اس مقصد کے لیے پھانسی کی سزا کے قانون کو ختم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ واضح رہے کہ اجمل قصاب کی پھانسی پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے سرنجیت سنگھ کے کئے ہوئے دھماکوں سے شہید ہونے والے کے لواحقین نے حکومت کو خبردار کیا ہے کہ اگر سرنجیت سنگھ کو پھانسی نہ دی گئی تو نتائج کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔

امریکہ سمندری طوفان کی زد میں



سینڈی کو سپر سٹارم اور کیٹگری ون کا سمندری طوفان تباہی مچا رہا ہے

کیونکہ اس نے اپنے پھیلاؤ شدت اور تباہی کے اعتبار سے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیے ہیں

رہا۔ دورِ جد میں عقلِ انسانی کا مظہر ”ٹیکنالوجی“ ہے جس کے بل بوتے پر اپنی قسمت کے فیصلے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر دنیا میں وقتاً فوقتاً ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں جو انسان کو اس کی اصل حیثیت یاد دلاتے ہیں۔ ایسی ہی ایک مثال دنیا میں ٹیکنالوجی کے اعتبار سے ”سپر پاور“ کہلوانے والے امریکہ کی ہے۔ جس کو گزشتہ مہینے آنے والے سمندری طوفان ”سینڈی“ نے ہلا کر رکھ دیا اور اس کی پاور اور ٹیکنالوجی کے گھر کو شدید ضرب لگائی۔

بات کریں امریکہ کی تو اس کی ہر ریاست ہمیشہ سے ایک سے دو مرتبہ قدرتی آفات کی زد میں رہی ہے جن میں زلزلہ، سیلاب، خشک سالی، اینڈسلائیڈنگ، جنگل کی آگ، آتش فشاں اور سمندری طوفان شامل ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ (USA) کرۂ ارض کے مغرب میں واقع ہے جس کے شمال میں کینیڈا، جنوب میں میکسیکو جبکہ مشرق اور مغرب میں بحر الکاہل اور بحرالاقیانوس واقع ہیں۔ بیسویں صدی کے

سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔ سو تو ان لوگوں کو اس میں اس طرح (زمین پر) گرے ہوئے دیکھے گاہیجیسے وہ کھجوروں کے گرے ہوئے تھے ہوں“ (الحاقہ 7، 6)

شمود نے جب دیکھا کہ ان سے پہلے ایک قوم کو تیز آندھی نے آلیا تو انہوں نے پہاڑوں کے اندر اپنے ”انتہائی محفوظ“ گھر کھودے جہاں ایسی ہوا کے آنے کا ”شانہ“ تک نہ تھا۔ اسی طرح قومِ شمود کی طرف صالح علیہ السلام کو اللہ نے بھیجا۔ وہ شمود کو شرک کی



گہرائیوں سے نکل کر ایک اللہ کی عبادت اور اطاعت کی طرف آنے کی دعوت دیتے رہے۔

انہوں نے صالح علیہ السلام کی واضح دلیل کا مطالبہ کیا جس پر ان کے سامنے پہاڑ پھٹا اور اس سے اونٹنی برآمد ہوئی جس نے بچے

زمین و آسمان کے تمام جنود اللہ رب العزت ہی کے لئے ہیں۔ تند و تیز ہوائیں اسی کے امر کے تابع ہیں، منہ زور سمندری لہری اسی کے قبضہ قدرت کی غلام ہیں۔ انسان کی عقل و فہم تدابیر تمام تر ٹیکنالوجی اس کے امر کے سامنے ہتھی ہیں۔ مگر انسان کی نادانی دیکھئے وہ انہی کے بھروسے پر دنیا کو فتح کرنے اس کو اپنے زیرِ حکم لانے اور اپنی جعلی دانست اور حکومت کا سکہ جمانے کی سعی کرتا ہے بلکہ بعض اوقات خالق کائنات کی قدرت کو چیلنج کر دیتا ہے۔ ایسی ہی قوموں اور افراد کے قصے قرآن نے چشمِ عبرت کے لئے کھول کھول کر بیان کئے ہیں۔

عادیمن میں بسنے والی ذی قوت قوم تھے۔ ساٹھ ساٹھ فٹ تک لمبے قد طاقتور جسم کہ درختوں کو گاجرمولی کی طرح جڑوں سے اکھاڑ پھینکتے۔ درحقیقت رب کائنات نے ان جیسی مضبوط قوم پیدا ہی نہیں کی۔ عاد بہت متکبر، ظالم و جابر اور عناد پرست قوم تھے۔ اپنی قوت اور طاقت پر بہت گھمنڈ کرتے تھے اور دنیا میں اپنے آپ کو ناقابلِ تسخیر خیال کرتے تھے۔ پھر ان میں اللہ کے نبی ہود علیہ السلام آئے۔ انہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی۔ ان کے قادر الامر خالق کی پہچان کروائی مگر عادیمن نے اس دعوت کو جھٹلادیا۔ ہود علیہ السلام پر کذاب و

دنیا میں ”نیو ورلڈ آرڈر“ چلانے اور ”امریکہ جو چاہے کر سکتا ہے“

کے دعویداروں کی رعونت پر خاک پڑ گئی ہے اور نیویارک کا گورنر

کہہ رہا ہے ”قدرت ہم سے کہیں زیادہ طاقتور ہے“

آغاز سے اب تک امریکہ میں 265 چھوٹے بڑے طوفان آچکے ہیں جن میں 1900 کا گلیوسٹون 1992 کا اینڈریو 2004 کا فرانسیز 2005 کا کترینا 2011 کا آئرین اور 2012 کا

سینڈی قابلِ ذکر ہیں۔ ان سمندری طوفانوں کی تاریخ بہت تباہ کن رہی ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور امریکی ریسرچ سینٹر کے اعداد و شمار کے مطابق ان میں مجموعی طور پر 9 ہزار ستر افراد ہلاک اور 2.86 ارب افراد متاثر ہوئے جبکہ 341.97 ارب ڈالر کا نقصان ہوا۔ سینڈی کو سپر سٹارم اور کیٹگری ون کا سمندری طوفان قرار دیا جا رہا ہے کیونکہ اس نے اپنے پھیلاؤ شدت اور تباہی کے اعتبار سے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔

2004ء میں سمندری طوفان فرانسیز نے چار امریکی

جناب قومِ شمود نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزاتی طور پر ظاہر ہونے والی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔

وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ. (هود: 67)

”اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انہیں چیخ نے پکڑ لیا تو انہوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں صبح کی کہ گرے پڑے تھے۔“ انسان ہمیشہ اپنی ”عقل اور دانست“ کی اتباع میں خود کو دھوکا دیتا رہا ہے اور قادرِ مطلق رب کے متعلق گمراہی کا شکار ہوتا

افتر اور نادانی کے الزامات لگائے۔ جب ہود علیہ السلام نے انہیں اللہ کی پکڑ سے ڈرایا تو انہوں نے کہا اپنے رب کو بھوکہ دہ لے آئے اپنا عذاب!

وَأَمَّا عَادُ فَاهْلَكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ. سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَتَمَازِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أُغِصَصُوا نَخْلًا مَّوْتَةً. ”اور جو عاد تھے وہ سخت ٹھنڈی، تند آندھی کے ساتھ ہلاک کر دیئے گئے، جو قابو سے باہر ہونے والی تھی اس نے اسے ان پر

2- انگلیوں کے نشانات (FingerPrints)

فیرانزک سائنس کی تاریخ میں سب سے پرانا طریقہ ہے۔ قدیم دور میں چور کے قدموں کے نشانات یا چوری ہونے والے جانور کے پاؤں کے نشانات کا پیچھا کرتے ہوئے چور کا پتا لگایا جاتا تھا۔ جدید دور میں ان نشانات کی جگہ انگلیوں کے نشانات نے لی ہے۔ ان نشانات کو پہلے خاص طریقوں سے اکٹھا کیا جاتا ہے پھر ان کا خوردبینی تجزیہ کیا جاتا ہے۔

1902ء میں برطانیہ میں ایک پیشہ ور نقب زن نے ایک واردات کے دوران اپنے ہاتھ سے دیوار پر گریٹ گیل پیٹنٹ کو چھوا جس کی وجہ سے یہ نشان اسی طرح خشک ہو گیا۔ اس طرح یہ پہلا انسان تھا جسے انگلیوں کے نشانات کی مدد سے مجرم قرار دیا گیا۔ دنیا کے مختلف ممالک میں لوگوں کی انگلیوں کے نشانات کو کمپیوٹر میں محفوظ کر لیا جاتا ہے جیسا کہ امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں 51 ملین مجرموں اور 50 ملین عام لوگوں کی انگلیوں کے نشانات کمپیوٹر میں محفوظ ہیں۔ دور جدید میں مجرم مختلف طریقوں مثلاً جلا کر یا گر کر ختم کر لیتے ہیں جس سے ان کی شناخت مشکل ہو جاتی ہے۔ لہذا ہمیں اس سے جدید طریقوں کو اختیار کرنا پڑا۔

3- ڈی این اے کا تجزیہ

(DNA Analysis)

یہ شناخت کا سب سے جدید طریقہ ہے اور اس میں غلطی کا امکان نہ ہونے کے برابر ہے۔ دنیا میں موجود اربوں انسانوں کا DNA 99.3 فیصد ایک جیسا ہے جبکہ DNA کے بقیہ 0.7 فیصد حصوں میں اتنی زیادہ تغیر ہیں کہ ہر انسان کی شناخت بغیر کسی مشکل کے کی جاسکتی ہے۔

اس طریقہ کار میں مقتول کے جسم اور کپڑوں یا موقع واردات پر موجود انسانی جسم کے باقیات مثلاً تھوک، خون، بال، ناخن اور جلد کے خلیوں کا خوردبینی آلات کے ذریعے اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر ان کو لیبارٹری میں لے جا کر خلیوں میں موجود DNA کو علیحدہ کیا جاتا ہے اور اس کو کیمیائی طریقے سے کٹی گنا بڑا کیا جاتا ہے اور اس کی بہت ساری کاپیاں بنائی جاتی ہیں اور اس طرح DNA کے اس نمونے کا موازنہ مشکوک لوگوں کے DNA سے کیا جاتا ہے اور مجرم کی شناخت نہایت آسان ہو جاتی ہے۔

مختلف ممالک میں اس سلسلے میں پیش رفت بہت تیزی سے جاری ہے اور وہ DNA Data Bank بنا رہے ہیں جس میں تمام لوگوں کے DNA کے نمونے رکھے جائیں گے۔ اگر یہ منصوبہ مکمل ہو گیا تو مجرم کی شناخت چند منٹوں میں ممکن ہوگی۔

ان ہم وطن بھائیوں کی بحالی کا کام بخوبی سرانجام دیا جاسکتا تھا۔ ان کھیلوں کی کسی صورت مذمت نہیں کی جاسکتی لیکن صرف اس صورت میں کہ اگر قوم خوشحال ہو اور کسی اور میں روپیہ لگانے کی ضرورت نہ ہو لیکن صد افسوس کہ عوام کا ایک حصہ تو آفت زدہ ہو اور کھانے کو تر سے جبکہ دوسرا محض کھیلوں کے نام پر اربوں روپے خرچ کر ڈالے۔

پھر ان کھیلوں کے نام پر جو ہوا وہ بھی کم تکلیف دہ نہیں ہے۔ محض کھیلوں کے نام پر مغربی ذہنیت کو تھوپنے کی پوری کوشش کی گئی۔ ان کھیلوں کے مقابلہ جات میں اختلاط مردوزن کے بھرپور مواقع فراہم کیے گئے۔ ملک کے نامور میراثیوں کو بلا کر موسیقی کی محفلیں سجائی گئیں اور نوجوان نسل کو خوب ”محفوظ“ کیا گیا۔

الغرض مختلف ریکارڈ زینانے کے بہانے جب پورے پنجاب سے نوجوانوں کو اکٹھا کیا گیا تو اس وقت مردوزن میں کوئی تمیز نہ تھی۔ لڑکیوں اور خواتین کے لیے الگ بیٹھے کے لیے کوئی مخصوص نشستیں نہ تھیں۔ جب کسی ہال یا سیڈیم میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھے بٹھا کر محافل موسیقی منعقد کروائی جائے تو اس ہال کا جو منظر ہو گا وہ اظہر من الشمس ہے۔

میراتھن ریس پریس نہیں کیا گیا۔ پنجاب بھر سے نوجوانوں اور بالخصوص نوجوان لڑکیوں کو گھروں سے نکالا گیا کہ وہ اپنے گھروں سے نکلیں اور ان کھیلوں میں شمولیت اختیار کریں۔ روٹی، کپڑا اور مکان کو ترسنے والی عوام کی خون پسینے سے کی گئی کمائی کو یوں اڑا دیا گیا کہ جیسے یہ ملک بہت خوشحال ہے اور باقی تمام ضروریات پوری ہو چکی ہیں۔

ان مسلمان بچیوں کو پھر سپورٹس اور رولڈر ہیکارڈ کے نام پر دنیا بھر کے سامنے سجا سنوار کر پیش کر دیا گیا۔ اس ذریعے سے پوری دنیا کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ ہم دنیا نویں نہیں ہیں بلکہ ہم بھی ”روشن خیال“ ہیں۔ اب ہمیں بھی اپنی بچیوں کو گھروں سے نکالنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا جھنڈا بنا کر انڈیا کا عالمی ریکارڈ توڑا گیا۔ اس پر پوری عوام نے بہت خوشیاں منائیں کہ ہم نے انڈیا کو پیچھے چھوڑ دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا انڈیا کو اس میدان میں پیچھے چھوڑنے کی ضرورت ہے یا کسی اور میدان میں؟ ہمارے حکام ذرا کشمیر کے حالات کا جائزہ لیں اور اس کو جنگی اعتبار سے ہرانے کی منصوبہ بندی کریں لیکن ہم ہیں کہ فضول میدان میں ان کو شکست

کھیل صحت مند معاشرے کے لیے بہت ضروری ہیں۔ اسلام نے بھی ان پر بہت زور دیا ہے لیکن اگر یہ اسلامی اقدار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حقیقی پاکستانی ثقافت کو پروان چڑھائیں نہ کہ مغربی ثقافت کو.....!!

خادم اعلیٰ پنجاب اور ان کی سیاسی پارٹی جو ماضی میں کشمیر پر پاکستان کی حقیقی موقف بیان کرنے کی دعویدار ہے اس نے بھی اب کشمیر پر یوٹرن لے لیا ہے۔ ستم و ستم یہ کہ یہ کام بھارت سے آئے ہوئے وفد کے سامنے کیا گیا۔ اسی یوتھ فیسٹیول کے ہی ایک ایونٹ میں جب بھارت سے آیا ہوا صحافیوں کا وفد بھی موجود تھا، اس موقع پر جناب خادم اعلیٰ پنجاب کی طرف سے کشمیریوں کی مسلح جدوجہد کا کھلم کھلا مذاق اڑایا گیا۔

الغرض محض کھیل کے نام پر پنجاب کی عوام میں فحاشی و عربانی کے کلچر کو بھرپور فروغ دیا گیا۔ پنجاب کی نوجوان نسل کو ”روشن خیال“ ثابت کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ مزید یہ کہ اس کام کے لیے قوم کی خون پسینے کی کمائی گئی رقم کو استعمال کیا گیا۔ ہماری یہ انتہاء ہے کہ کھیل صحت مند معاشرے کے لیے بہت ضروری ہیں۔ اسلام نے بھی ان پر بہت زور دیا ہے لیکن اگر یہ اسلامی اقدار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہوں، حقیقی پاکستانی ثقافت کو پروان چڑھائیں نہ کہ مغربی ثقافت کو.....!!

دے کر بڑے خوش ہیں۔ اس جھنڈے کے علاوہ ابھی بہت سے دوسرے مقابلہ جات منعقد کروائے گئے اور عالمی ریکارڈ توڑے گئے۔ ایک طرف تو قوم بھوکے مرے، بجلی و گیس کی کمی کا رونا روئے لیکن ہمارے حکمران ہیں کہ عوام کا کثیر سرمایہ محض ان عالمی ریکارڈ زکو توڑنے کے لیے صرف کر دیں۔

2.5 ملین روپے کی رقم جو اس یوتھ فیسٹیول پر لگائی گئی اس رقم سے پنجاب کے بہت سے ایسے نوجوانوں کو روزگار دیا جاسکتا تھا جو بیروزگاری کی وجہ سے خودکشی اور جرائم پیشہ عناصر کے ہتھے چڑھنے پر مجبور ہیں۔ کتنے ہی بے گھروں کو گھر دیا جاسکتا تھا جو سرد و گرم موسم اس کھلے آسمان تلے گزارنے پر مجبور ہیں۔

ہمارے خادم اعلیٰ کو تو وہ سیلاب زدگان بھی نظر نہیں آئے جو ابھی تک بے سروسامانی کی حالت میں ہیں۔ گزشتہ سالوں میں آنے والے مختلف سیلاب کے متاثرین کی اکثریت ابھی تک بے یار و مددگار ہے۔ جو کثیر رقم اس یوتھ فیسٹیول پر خرچ کی گئی اس سے

حضرت عمرؓ کا دور خلافت ہے۔ اسلام دنیا کے ایک بہت بڑے حصے پر غالب ہو چکا ہے۔ حضرت عمرؓ کے پاس شکایت آتی ہے کہ ذمیوں (نیکس دینے والے کافر) نے بھی مسلمانوں کی شکل و صورت کو اپنا لیا ہے۔ لہذا مسلمانوں اور کافروں میں فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ حضرت عمرؓ اس شکایت کے بعد ذمی کافروں پر کچھ پابندیاں لگاتے ہیں۔ جنہیں بعد میں شروط العری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

- 1- کوئی بھی ذمی درمیان سے مانگ نہیں نکالے گا۔
- 2- ذمی کو سواری کے دونوں طرف پاؤں رکھ کر بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ دونوں پاؤں سواری کے ایک طرف لٹکا کر بیٹھے گا۔
- 3- ذمی ہر وقت اپنے ساتھ ایک کپڑا رکھے گا جو کہ اس کی کمر

کرتا جا رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: تم اپنے سے پہلی قوموں کے راستے پر چلو گے اور ہوہو اسی طرح چلو گے جیسے تیرے دونوں سرے برابر ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ساندے (صنب) کے بل میں گھسا تو تم بھی ضرور گھسو گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ پہلی قوموں سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور کون؟ نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی اب پوری ہو رہی ہے اور ہمارے مسلمان یہود و نصاریٰ کی ہوہو بیرونی کر رہے ہیں۔

کرسمس کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہے۔ یہ تہوار خالصتاً عیسائیوں کا تہوار ہے۔ لیکن کیا کریں

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلام کے علاوہ باقی سارے مذاہب باطل ہیں اور ان میں مبادیات اسلام کو پس پشت ڈال کر اتحاد نہیں ہو سکتا

ہے۔ یہ 25 دسمبر کا دن نہیں ہے۔ کرسمس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے تقریباً 4 صدیاں بعد شروع ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عیسائیوں کو کتب یہ تعلیم دی تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن منائیں۔ لہذا عیسائیوں کا کرسمس منانا سرے سے ہی غلط ہے اور اس کا عیسائیت سے بھی کوئی تعلق نہیں۔

جہاں تک ہماری کرسمس کے تہوار میں شرکت اور مبارک باد دینے کا تعلق ہے تو وہ اس وجہ سے غلط ہے کہ اس طرح ہم دراصل اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ اسلام کے ساتھ ساتھ عیسائیت بھی ٹھیک ہے۔ حالانکہ اسلام کے بطور دین نازل ہونے کے بعد سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر اب موسیٰ علیہ السلام بھی اس دنیا میں آجائیں تو انہیں بھی میری اتباع کرنی پڑے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جب اس دنیا میں دوبارہ آئیں گے تو وہ شریعت محمدیہ ﷺ کی ہی



کرسمس

کرسمس منانے والے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ عسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں

کفار کی خوشنودی کیلئے غیر اسلامی رسم و رواج میں شمولیت اختیار کرنا مسلم کا شیوہ نہیں

کے ساتھ بندھا ہوگا۔

یہ دنیا کا اصول ہے کہ غالب قوم کی تہذیب اور روایات کو دنیا میں اپنایا جاتا ہے۔ جب مسلمان غالب تھے کافر مسلمانوں کی نقالی کیا کرتے تھے۔ اب کفار دنیا پر غالب ہیں تو ان کی تہذیب بھی دنیا کی باقی تہذیبوں پر غالب ہے کہ جس کا اثر آج ہمیں ہمارے معاشرے میں نظر آتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہر کوئی مغربی طرز زندگی کو نہ صرف اپنانے کی کوشش کرتا ہے بلکہ اسی پر فخر بھی کرتا ہے۔ خاص طور پر یہ چیز ہمارے پڑھے لکھے اور امیر طبقے میں بہت زیادہ ہے۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے مغربی تہوار ہیں چاہے وہ ویلفارن ڈے، اپریل فول ہو یا بسنت ان کو منانا روایت اختیار

ہمارے معاشرے کی مغرب سے مرعوبیت کا کہ جیسے ہی 25 دسمبر کا دن آتا ہے۔ مبارک باد کے پیغامات دیئے جاتے ہیں اور ہمارے سارے وزیر، مشیر اس موقع پر ہر کرسمس کے پروگراموں میں حاضری دیتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم جسمانی طور پر تو آزاد ہیں



لیکن ذہنی طور پر مغرب کے غلام ہیں۔ کوئی شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ آخر کرسمس کے موقع پر عیسائیوں کو مبارک باد دینے میں حرج ہی کیا ہے۔ یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہے اور اسلام سارے انبیاء کو ماننے اور ان کی تعظیم کا حکم دیتا ہے تو عرض یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی تاریخ کے بارے میں اختلاف

بیرونی کریں گے۔

ہمارے یہاں ایک ”شیخ الاسلام“ اتحاد بین المذاہب کے لئے تحریک چلا رہے ہیں اور ہر سال کرسمس کے موقع پر عیسائیوں کے ساتھ تقریب میں شریک ہوتے ہیں اور کیک کاٹتے ہیں۔ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلام کے علاوہ باقی سارے مذاہب باطل ہیں اور ان میں مبادیات اسلام کو پس پشت ڈال کر اتحاد نہیں ہو سکتا۔ کفار کہنے بھی نبی اکرم ﷺ کو پیشکش کی تھی کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کر لیا کریں اور ایک سال ہم آپ ﷺ کے رب کی عبادت کریں گے۔ جس پر سورۃ الکافرون نازل ہوئی۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا

أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۚ وَلَآ أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ۖ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۚ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝

”کہہ دے اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں اس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم نے کی۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔“

کرمس کے موقع پر تقریبات میں شرکت کرنے اور مبارکباد دینے کو صحیح سمجھنے والے نبی کریم ﷺ کی سیرت سے ایک دلیل دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہود کو احرام کا روزہ رکھتے دیکھ کر روزہ رکھا تو ہم عیسائیوں کے ساتھ کرمس کیوں نہیں مناسکتے۔ پہلی بات تو یہ کہ نبی کریم ﷺ اس سے پہلے بھی عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھا کرتے تھے (بخاری)۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہود کی مخالفت کرنے کے لئے اگلے سال نو عمر کا روزہ رکھنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔ (مسلم)

اس کے علاوہ بھی احادیث ملتی ہیں جس میں نبی اکرم ﷺ نے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا ہے جیسے

جُزُوا الشَّوَارِبَ وَأَزْخُوا
الْحَنَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ

”مومنین کتر و اور داڑھیاں بڑھاؤ (یعنی مجوس کی مخالفت کرو۔) (مسلم: 222)
اسی طرح زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا تَشْبَهُوا بِالْيَهُودِ

”بالوں کی سفیدی کو بدل دو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔“ (صحیح الترمذی: 333)

جب بالوں کی سفیدی داڑھی اور منچھوں کی وضع قطع میں مجوس و یہود کی مخالفت کو مد نظر رکھا گیا ہے تو کفار کی خاص رسوم جو ان کے علیحدہ مذہبی یا قومی تشخص کی علامت ہیں، مسلمانوں کے لئے کس طرح جائز ہو سکتی ہیں۔ کرمس کا تہوار خالصتاً نصاریٰ (عیسائیوں) کا ہے۔ اسے مسلمان کس طرح مناسکتے ہیں۔

نصاریٰ کے صریح باطل عقائد جاننے کے بعد اور ان کے ایسے گستاخانہ خیالات معلوم ہونے کے بعد جن کی وجہ سے اگر زمین و آسمان پھٹ پڑیں تو بعید نہیں۔ مسلمانوں کے سامنے ایک بڑا سوال یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کے لئے کسی بھی صورت میں یہ

جواز نکل سکتا ہے کہ وہ نصاریٰ کو ان کے دینی جشن یا شرکاء نہ و کفر یہ عقائد پر مبنی کسی دینی تہوار پر مبارکباد دیں یا ان کے ساتھ شریک ہوں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ کے غیظ و غضب کو سامنے رکھتے ہوئے بھلا کسی مسلمان میں یہ جرأت ہوگی کہ ایسے غلط عقیدے کے جشن پر نصاریٰ کو مبارکباد یا پیغام تہنیت و تبریک پیش کرے۔ جس کے سننے سے زمین و آسمان پھٹ پڑیں۔ کرمس کی مبارکباد دینا اور اپنے اقوال و افعال سے ان کے اس باطل نظریے پر مبنی اجتماعات و مواقع پر اپنی خوشی کا اظہار کرنا کہاں کی دانش مندی ہے؟ کیا اپنے فعل سے ہم اس بات کا اعتراف نہیں کرتے کہ جو کچھ وہ لوگ کر رہے ہیں ٹھیک ہے؟ کیا ہم اس طرح ان کے غلط عقائد اور کفریہ نظریے پر صاف نہیں کرتے؟

ہمارے بعض مسلمان بھائی تو یہاں تک جرأت کرتے ہیں کہ نصاریٰ کو ایسے موقعوں پر صرف کارڈ ہی نہیں بھیجتے بلکہ انہیں قیمتی تحائف بھی پیش کرتے ہیں اور اپنی دکانوں، مکانوں اور دفاتر کو کرمس ٹری اور رنگین برقی قمقموں سے مزین بھی کرتے ہیں۔ اس مغربی تہذیب کی اندھی تقلید نے ہمیں اس سطح تک پہنچا دیا کہ ہر چیز

جہاں تک ہماری کرمس کے تہوار میں شرکت اور مبارکباد دینے کا تعلق ہے تو وہ اس وجہ سے غلط ہے کہ اس طرح ہم دراصل اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ اسلام کے ساتھ ساتھ عیسائیت بھی ٹھیک ہے۔

میں یہاں تک ان کی دینی معاملات میں بھی اتباع کرنے لگے۔ سکولوں میں مسلمان بچوں پر اس تہوار کی زبردست تبلیغ ہوتی ہے۔ کرمس فیئر، کرمس ڈنر، کرمس ڈراموں کے ایسے انتہائی سلسلے شروع ہوتے ہیں کہ بچے ان میں مبہوت ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر مسلمان بچوں کو اپنے والدین کی طرف سے یا مساجد و مراکز اسلامی کی جانب سے درست ہدایات، صحیح عقائد اور غیر مسلموں کی دینی رسومات کے سلسلے میں اسلام کے موقف کی تعلیم و رہنمائی کا نہ ملنا ان کے معصوم ذہنوں کو مزید ترواؤ و شکوک و شبہات کی طرف لے جاتا ہے۔ کرمس کے موقع پر بجائے اس کے کہ والدین اپنے بچوں کو عیسائی عقائد کے بارے میں صحیح معلومات بہم پہنچائیں وہ خود ہی بچوں کے ساتھ بیٹھ کر سینکڑوں کی تعداد میں کرمس کارڈ ان کے دوستوں اور ساتھیوں کے لئے تیار کر دیتے اور گھر گھر پہنچاتے ہیں۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نصاریٰ و مشرکین کی ایسی عیدوں اور تہواروں میں شرکت کو گناہ کبیرہ سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں ”جو مسلم بلادِ کفر (بلاد کفر) میں قیام کرے ان کے جشن نوروز وغیرہ میں

شرکت کرتے ہوئے ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرے اور اسی حالت میں (بغیر توبہ کے) مر جائے تو اس کا حشر روز قیامت انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔“

سارے علماء و فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمان کو کفار کی عیدوں اور تہواروں میں شرکت کرنا اور اپنی خوشی و مسرت کا ایسے مواقع پر اظہار کرنا یہاں تک کہ ایسے مواقع پر اپنے معمولات میں تبدیلی کرنا، چھٹیاں کرنا، کام بند کرنا وغیرہ جائز نہیں۔ بعض علماء نے نصاریٰ و کفار کی مشابہت سے بچنے کے لئے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو ایسے موقعوں پر کھانے پر بلاتا ہے یا دعوت وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے تو اس کی دعوت قبول نہ کرے۔

اس سلسلے میں بھی علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایسی چیزوں کی فروخت بھی جائز نہیں جس سے کفار و مشرکین اپنے مذہبی تہوار اور عیدیں منعقد کرنے میں مدد لیتے ہوں۔ مثلاً کرمس ٹری یا کرمس کارڈ اور سجاوٹ کی چیزیں وغیرہ۔ ہمارے بہت سارے مسلمان بھائیوں کی ٹرکی کھانے کی اشتہاء کرمس ہی کے موقع پر ہوتی ہے۔ پورے سال اس کی طرف توجہ یا رغبت نہیں ہوتی مگر کرمس کے دن نصاریٰ کی طرح اس کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ یہ بھی نصاریٰ سے مشابہت ہے۔ لہذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ غیر مسلم ممالک میں کرمس کے موقع پر کرسمس دوستوں اور

پڑوسیوں کو تحفہ تحائف دینے کا مسلمانوں میں کافی رواج ہے جو قطعاً صحیح نہیں ہے۔ یہ تحفے تحائف عام دنوں میں دیئے جائیں یا ایسے مواقع پر دیئے جائیں جو دینی نہ ہوں تو اس کا حکم بالکل مختلف ہوگا لیکن خاص کرمس کے موقع پر برسیل تعظیم معمولی تحفہ دینا بھی جائز نہیں۔ اس سلسلے میں علماء احناف کا موقف بہت سخت ہے۔ فرماتے ہیں: اگر کسی مسلمان نے کسی کو نوروز کے دن (جو مجوس کا مذہبی تہوار ہے) برسیل تعظیم ایک انڈا بھی تحفتاً دیا تو گویا اس نے کفر کیا۔“

حق و باطل کی صراحت کے بعد باطل کی طرف جھکاؤ رکھنا، اس کی تصدیق کے مترادف ہے۔ پھر وہ عقائد جو توحید الہی پر ضرب لگائیں۔ خالق اور مخلوق کا فرق مٹا کر خالق کائنات کی اولاد بنا دیں۔ ایسی بنیادوں پر بنی عمارت اور ایسے عقائد پر کھڑا مذہب ہی ڈھانچہ توحید الہی کے پرستاروں کے لیے کیونکر قابل التفات ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تو وہ عقیدہ اور نظریہ ہے جو خود ساختہ عقائد و نظریات اور گمراہی کی تاریک راہوں کی نفی پر مبنی ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

4 سے 5 سال کی عمر کے بچوں کا نصاب

نوناہ لان پاکستان کے ناپختہ ذہنوں پر مغربی تہذیب و ثقافت کی چھاپ میں لگن

اب اگلے صفحے پر ایک بچی بے ہودہ کا لباس پہنے ہوئے ہے اور کہہ رہی ہے۔

I Bend down to the Music

Then I Pull Myself up again

پھر تمام بچے ہی یہ عمل شروع کر دیتے ہی اور کہہ رہے ہیں:

I love to Jump in my ballet class

I go up and down to the music

”ہمیں اپنی ناپنے والی کلاس میں اچھلنے کودنے سے محبت

ہے۔ ہم موسیقی کے ساتھ اوپر اور نیچے جھکتے ہیں۔“

ان کی یہ کلاس کافی دیر تک جاری رہتی ہے اور ہر طرح سے

وہ ڈانس کرتے ہیں۔ کبھی قطار کے اندر لڑکے اور لڑکیاں ایک

دوسرے کا ہاتھ پکڑ کرنا چاہتے ہیں اور گھوم

گھوم کرنا چاہتے ہیں۔

اس کتاب کا اختتام اس فقرہ پر ہوتا ہے۔

I love to Dance at my

Ballet Class

محترم قارئین کرام! اب آپ ہی فیصلہ

کریں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ان کے معصوم ذہنوں میں کیا

نقش ہوگا؟ جب وہ جوانی کی دہلیز پر پہنچیں گے تو ان کے

اندر کتنا اسلام باقی رہے گا اور کتنی کفر کی تہذیب غالب ہوگی۔

اب آتے ہیں ایک دوسری کتاب کی جانب۔ اس کا نام

ہے "Bowling Boots"۔ اس کتاب میں ایک گھرانہ کشتی

رائی کرنے کے لیے دریا پر جاتا ہے۔ ان کا کتا بھی ہر وقت ان کے

ساتھ رہتا ہے۔ جہاں وہ بیٹھتے ہیں ان کا کتا بھی اسی جگہ

بیٹھتا ہے۔ جو وہ کرتے ہیں ان کا کتا بھی وہی کام کرتا ہے۔ حتیٰ کہ

وہ کھانا کھاتے ہیں ان کا کتا بھی ان کے دسترخوان پر ان کے ساتھ

یہاں تک بس نہیں بلکہ اسے سکول کے نصاب کے طور پر لاگو کرنا بڑے فخر کی بات سمجھی جاتی ہے اور عوام الناس بھی اپنے بچوں کو ان سکولوں میں داخل کروانا اپنے لئے اعزاز کی بات سمجھتے ہیں لیکن انہیں کیا معلوم کہ وہ اپنے بچوں کو یہ نصاب پڑھا کر ان کے ایمان اور

ساجد الرحمن



اخلاقیات کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں۔ انہیں غیر مسلم تہذیب میں رنگ رہے ہیں اور اپنے بچوں کو ذہنی طور پر مغرب کا غلام بنارہے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کے نصاب میں شامل کتابوں میں کس طرح کا سبق دیا جا رہا ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی کتابوں میں اسلامی اشعار کا مذاق

اڑایا گیا ہے ایک کتاب میرے سامنے کھلی ہے اس کتاب

میں بڑے خاموش انداز میں داڑھی کی توہین کی گئی ہے

پہلی کتاب میری سامنے ہے۔ اس کا ٹائٹل "Ballet"

ہے۔ اس کتاب کے جتنے مضامین ہیں سب کے سب میں ناپنے

کا طریقہ ہی سکھایا ہے۔

ان کی نیچر ان کو ڈانس سکھلا رہی ہے۔ اس کے لیے جو

لباس استعمال ہو رہا ہے وہ بھی مکمل طور پر مغرب کی عکاسی کرتا ہے۔

جو بچے اس طرح کی کتاب پڑھیں گے وہ بھی ایسا ہی لباس پہننا

پسند کریں گے۔

اب ان کی ناپنے کی کلاس شروع ہوئی۔ ان کی نیچر ان کو

سکھلا رہی ہے کہ کتنا ٹھنڈا موٹا نا ہے اور کتنے پاؤں موڑنے ہیں۔

تعلیم معاشرے کو بگاڑنے یا سنوارنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور قوم کی تہذیب و تمدن اور ثقافت پر بڑا گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اگر اس قوم کی ثقافت کو تبدیل کرنا ہو تو اس کے نظام تعلیم پر دسترس حاصل کر کے یہ کام بڑی آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ تعلیم اس معاشرے کو سنوارنے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک بچہ جس کا ذہن ایک صاف سیلیٹ کی مانند ہوتا ہے اس کے ذہن پر جو بھی نقش کر دیا جائے وہ مستقل نقش ہو جاتا ہے اور باقی تمام زندگی اس کا اثر باقی رہتا ہے۔

تعلیم اخلاق کو بگاڑنے یا سنوارنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ پاکستان کا نظام تعلیم بیرونی قوتوں کی مداخلت وجہ سے بہت متاثر ہو رہا ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے اسلام دشمن قوتیں

اس کو ہر محاذ پر گھیرے ہوئے ہیں۔ وہ

تہذیبی محاذ ہو یا معاشرتی، عسکری محاذ ہو

یا تعلیمی کوئی بھی ایسی فیلڈ نہیں جہاں سے

وہ غافل ہوں۔ اسی طرح تعلیمی میدان

میں تو وہ بہت زیادہ مصروف عمل ہیں۔

اس لیے وہ اپنا بہت سارا سرمایہ بھی وقف

کیے ہوئے ہیں۔ اس کے اندر ہمارے اپنے ہی تعلیمی ادارے برابر کے شریک ہیں جو کہ اس کا کلی طور پر ساتھ دے رہا ہے۔

پاکستان کے اپر کلاس سکولوں میں نصاب بھی انہیں کا چل

رہا ہے جو مسلمان بچوں کے کچے ذہنوں میں مغربی تہذیب کو نقش

کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ ایسا نصاب جو بچوں کے ذہنوں

سے اسلامی اقدار کو کھرچ کھرچ کر نکال رہا ہے نہ صرف یہ بلکہ ان

بچوں کی اخلاقیات کو بری طرح متاثر کر رہا ہے۔

اس قسم کے نصاب میں پہلا نام ”آکسفورڈ یونیورسٹی

پریس“ کا ہے جو پاکستان کے تعلیمی اداروں میں پڑھایا جاتا ہے۔

مل کر کھانا کھاتا ہے۔

محترم قارئین! کتے کو گھر میں رکھنا اس کے ساتھ کھانا پینا اور سونا یہ کن کی تہذیب ہے؟ کیا یہ مسلمانوں کی تہذیب ہے؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ یہ کفار کی تہذیب ہے۔ اب جب بچے کتاب میں کتے کی تصاویر کو ایک خاندان کے ساتھ اس انداز میں دیکھیں گے اور پڑھیں گے ان کے ذہن میں کتے کی نجاست کیا رہ جائے گی۔ اسے اس کتاب میں کہاں یہ ملے گا کہ کتے کو گھر میں رکھنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے اور رحمت کی بندش کا سبب قرار دیا ہے۔ وہ تو کتوں کے ساتھ ایسے ہی رہے گا جیسے اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ رہتا ہے۔

قارئین حضرات! آپ نے دیکھا کہ یہ کتے کو گھر میں رکھنا انہوں نے کہاں سے سیکھا۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو آکسفورڈ سلیس والے سکولوں میں پڑھایا ہوگا۔ اسی لیے وہ کتے کو اس انداز سے گھر میں رکھنے میں قیاحت نہیں سمجھتے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی جتنی بھی کتابیں میں نے دیکھیں ان میں سے تقریباً 60 فیصد کتابوں میں کتا شامل تھا۔ اب ہم ایک تیسری کتاب کو کھولتے ہیں۔ اس کتاب کا نام "The Tortoise and the Baboon" ہے۔ اس کتاب میں کس طرح کا اخلاق سکھایا جا رہا ہے۔ ایک کچھو اور بن مانس ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ بن مانس کچھوے کو دعوت

کیا سکھایا جا رہا ہے کہ دعوت دے کر مہمان کو اس طرح تنگ کیا جائے اور اسے کھانا کھلائے بغیر ہی بھیج دیا جائے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی کتابوں میں اسلامی اشعار کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ ایک کتاب میرے سامنے کھلی ہے۔ اس کا ٹائٹل "Kipper and The Troll" کے نام سے ہے۔ اس میں Kipper ایک بچے کا نام ہے۔ جس کے گندے ہاتھ اور بڑے بڑے ناخن ہیں۔ وہ اپنی ماں کو اپنے ناخن کاٹنے سے منع کر دیتا ہے اور اپنی امی کے قریب سے بھاگ جاتا ہے اور اپنی بہن کے کمرے میں جاتا ہے وہ بھی اس کے بڑے ناخن دیکھ کر اسے برا بھلا کہتی ہے اور اسے جادوگری میں لے جاتی ہے۔ جہاں بڑے



حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ یہی کتاب پانی سے نکل کر ان بچوں پر اپنا پانی جھاڑتا ہے اور وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے ہمارے پیارے اسلامی ملک پر مغرب کی تہذیب کا بڑا اثر ہے جو ایسے نصاب والے سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہ اپنے گھر میں کتا رکھنا کہاں غلط سمجھتے ہیں۔ بلکہ شوقیہ کتا گھر میں رکھنا بڑے اعزاز کی بات سمجھتے ہیں۔ ہمارے ایک لکچرار بتا رہے تھے کہ ایک دن وہ اپنے دوست کے گھر گئے تو دیکھا انہوں نے ایک کتا رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ گھر میں اسے کیوں رکھا ہے تو وہ بڑے فخر سے بتانے لگے کہ بچوں کا شوق ہے۔ اس کو لاکھوں روپے میں خریدا ہے۔ اس کتے کی نسل بہت نایاب ہے۔

دیتا ہے کہ وہ اس کے گھر کھانا کھانے کے لیے آئے۔ بن مانس تو تیزی سے چلا جاتا ہے لیکن کچھو آہستہ آہستہ چلتا ہوا بن مانس کے گھر پہنچتا ہے تو بن مانس سارا کھانا کھا چکا ہوتا ہے۔ کچھو بھوکا واپس آ جاتا ہے۔ اب کچھو بھی بن مانس کی دعوت کرتا ہے۔ بن مانس کھانے کے لیے آتا ہے تو کچھو بھی اس سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔ اسے کہتا ہے کھانے سے پہلے ہاتھ دھولو۔ بن مانس ہاتھ دھونے کے لیے جاتا ہے اور پھر واپس آتا ہے تو اس کے ہاتھ پھرنٹی سے گندے ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ چاروں ٹانگوں سے واپس آتا ہے۔ اسی طرح وہ بار بار ہاتھ دھونے کے لیے بھیجتا ہے اور خود سارا کھانا کھا جاتا ہے۔ اس سے

بڑے جن ہیں اور ان کے بڑے بڑے ناخن اور گندے ہاتھ ہیں۔ وہ تمام جن گندگی میں گھسے ہوئے ہیں اور اس میں ایک بات جو کہ بڑی واضح ہے کہ تمام جنوں کو داڑھی میں دکھایا گیا ہے۔ اس کتاب میں بڑے خاموش انداز میں داڑھی کی توہین کی گئی ہے۔ اب جو بچے اس نصاب کو پڑھیں گے تو فطری طور پر انہیں داڑھی والے چہروں سے نفرت ہو جائے گی پھر مالہ یوسف زئی کے نظریات والے بچے ہی پیدا ہوں گے۔ جس نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے ”ہر داڑھی والا مجھے فرعون نظر آتا ہے اور برقعہ دیکھ کر مجھے پتھر کا زمانہ یاد آتا ہے۔“ (جاری ہے)

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ

وہ ان آٹھ خوش نصیب ہستیوں میں سے ایک تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے

ان دس نیک بخت اشخاص میں سے ایک تھے جنہیں جنت کی بشارت سے نوازا گیا

ہو چکی تھی کہ جس کو بطور مہر ادا کر کے وہ کسی عورت سے نکاح کر سکیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں ”اس کے بعد دنیا اپنی پوری برکات و فوائد کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو گئی اور میری تجارتی کامیابیوں کا حال یہ ہو گیا کہ اگر میں کسی پتھر کو اٹھاتا تو مجھے اس بات کی توقع ہوتی تھی کہ اس کے نیچے مجھے سونے یا چاندی کا کوئی ٹکڑا ملے گا۔“

غزوہ بدر میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے جہاد فی سبیل اللہ کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے دشمن خدا عمیر بن عثمان کعبی کو اس کے کفر کردار تک پہنچایا اور غزوہ احد کے موقع پر جب بہت سے لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے اور انہوں نے راہ فرار اختیار کر لی تھی لیکن حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے پائے

استقلال میں جنبش تک نہیں ہوئی

اور وہ پوری ثابت قدمی کے ساتھ

میدان کارزار میں ڈٹے رہے اور

جب معرکہ جنگ سے سرخرو اور

کامران واپس لوٹے تو ان کے جسم پر 20 سے زیادہ زخم تھے جن

میں سے بعض اتنے گہرے تھے کہ ان میں آدمی کا ہاتھ چلا جاتا تھا۔

یہ اللہ کے

بن عوفؓ کو حضرت سعد بن ربیع انصاریؓ کے ساتھ رشتہ اخوت میں منسلک کیا گیا۔ ان کے اسلامی بھائی نے بے مثال ایثار سے کام لینا چاہا لیکن سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ نے بے نیاز اور غیور طبیعت کے باعث شکریہ کیساتھ ان کی پیشکش سے معذرت کر لی۔

حضرت سعد بن ربیعؓ کا کہنا تھا کہ ”میرے بھائی! میں



مدینہ کا سب سے مال دار شخص ہوں، میرے پاس اس وقت کئی باغات، زرعی زمینیں اور دو بیویاں ہیں۔ میں اپنا آدھا مال آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ دونوں بیویاں دیکھ لیں جو آپ کو پسند آئے میں اسے طلاق دے دیتا ہوں۔ جب عدت گزر جائے تو اس سے

سیدنا عمر فاروقؓ نے اپنے بعد جن شخصیات کے بارے میں فرمایا کہ ان کو

میرے بعد خلیفہ چن لینا، ان میں سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ بھی شامل تھے

نکاح کر کے اپنا گھر بسالیں۔“

جواب میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنے

انصاری بھائی سے کہا:

”اللہ تعالیٰ آپ کے مال و دولت اور اہل و عیال میں

برکت دے۔ آپ صرف مجھے بازار کا راستہ بتادیں۔ جہاں خرید و

فروخت ہوتی ہے۔“

چنانچہ حضرت سعد بن ربیعؓ نے ان کو بازار کا راستہ دکھا

دیا اور انہوں نے وہیں سے اپنی تجارت کا آغاز کیا۔ صبح سویرے

بازار گئے۔ شام کو واپس آئے تو ان کے پاس کچھ فاضل پیہر اور گھی

تھا۔ اس کے بعد وہ روزانہ بازار جاتے اور سامان خرید کر فروخت

کرتے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے کاروبار میں انہیں

نفع حاصل ہوتا رہا اور کچھ ہی دنوں کے بعد ان کے پاس اتنی رقم جمع

وہ ان آٹھ خوش نصیب ہستیوں میں سے ایک تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے۔ ان دس نیک بخت اشخاص میں سے ایک تھے جنہیں جنت کی بشارت سے نوازا گیا۔

زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عبدالکعبہ اور ایک روایت کے مطابق عبید عمر تھا مگر قول اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بدل کر عبدالرحمن رکھ دیا۔ ان کے والد عوف کا تعلق بنو زہرہ سے تھا۔ ان کی والدہ کا نام شفاء تھا اور ان کا تعلق بھی بنو زہرہ سے تھا۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ کے والدین آپس میں بیچا زاد تھے۔ یہ ہجرت سے 44 سال قبل پیدا ہوئے۔ قبول اسلام کے وقت ان کی عمر کم و بیش 30 سال تھی اور یہ عمر میں اللہ کے رسول ﷺ سے تقریباً 10 سال چھوٹے تھے۔ قریشی خاندان سے تھے اور ان کا حسب و نسب چھٹی پشت پر جا کر اللہ کے رسول ﷺ سے مل جاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن

عوفؓ رسول کریم ﷺ کے

دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل

ابوبکر صدیقؓ کی دعوت

پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور اللہ کی راہ میں ابتلا و آزمائش کے ان سارے مراحل سے گزرے جن سے السابِقون الاولون کو گزرنا پڑا تھا لیکن کوئی آزمائش ان کے پائے ثبات کو ذرا بھی متزلزل نہ کر سکی بلکہ وہ نہایت صدق و خلوص کے ساتھ اپنے دین پر جے رہے اور دوسرے بہت سے اہل ایمان کی طرح وہ بھی اپنے دین کو کفار قریش سے بچانے اور آزادی کے ساتھ اس پر عمل کرنے کے لیے جوش کی طرف ہجرت کر گئے۔ بعد میں جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم ملا تو وہ مسلمانوں کے اس پہلے قافلے میں پیش پیش تھے جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہجرت کا قصد کیا تھا۔

مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا اور اس موقع پر حضرت عبدالرحمن



رسول ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں امیر ترین شخص بن گئے۔ جیسے جیسے ان کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا گیا، ویسے ویسے وہ اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرتے چلے گئے۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ ایک فوجی دستہ تیار کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لیے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مالی تعاون کی اپیل کرتے ہوئے فرمایا:

”میں ایک فوجی دستہ بھیجنا چاہتا ہوں تم اس کے لیے مالی تعاون پیش کرو۔“

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فوراً اپنے گھر جاتے ہیں اور فوراً واپس آ کر حضور ﷺ سے عرض کرتے ہیں:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس چار ہزار دینار ہیں، اس میں سے دو ہزار رب کو قرض دے رہا ہوں اور باقی دو ہزار میں نے اپنے اہل و عیال کے لیے چھوڑ دیا ہے۔“

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جو کچھ تم نے دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تم کو برکت دے اور جو کچھ تم نے بچوں کے لیے چھوڑا ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ تم کو برکت سے نوازے۔“

اور جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کا قصد فرمایا تو اس وقت جس طرح افرادی قوت کی ضرورت تھی، اسی طرح مالی وسائل کی ضرورت بھی کسی طرح سے کم نہیں تھی کیونکہ ایک طرف رومی فوج کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی اور وہ ہر قسم کے جنگی ساز و سامان سے لیس تھی جبکہ دوسری طرف مدینہ میں قحط کا زمانہ تھا۔ مسافت طویل اور سامان سرفراہ تھا۔ خصوصاً سوار یوں کی تو ایسی قلت تھی کہ بہت سے مسلمان غزوہ میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر ان کے پاس سواریاں نہیں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت پرسوز الفاظ میں بڑی حسرت کے ساتھ سواری کے لیے درخواست کی اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے لیں اور آپ ﷺ نے ان کو صرف اس وجہ سے واپس کر دیا کہ آپ ﷺ کے پاس زائد سواریاں نہیں تھیں جو ان کو دیتے۔ تو وہ واپس ہو گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا غم تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہاد ہونے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس لشکر کا نام ”جیش العمرہ“ (جنگی لشکر) پڑ گیا۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اللہ سے اجر و ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اس کی راہ میں مال خرچ کریں۔ مسلمان نبی کریم ﷺ کی اس بات پر بالکل کنبے کے لیے تیزی سے لپکے۔ خود حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان معادنین کی صف اول میں شامل تھے۔ انہوں نے دو سو اوقیہ چاندی (ایک اوقیہ ساڑھے دس تولے کے برابر ہوتا ہے) کی خطیر رقم بارگاہ رسالت میں پیش کی اور جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ ”عبدالرحمن! تم نے بچوں کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟“ تو انہوں نے عرض کیا: ”ہاں! میں نے ان کے لیے جو کچھ چھوڑا ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ اور بہتر ہے جو میں نے خرچ کیا ہے۔“

آپ ﷺ نے دوبارہ سوال کیا: ”کتنا؟“

تو انہوں نے جواب دیا: ”خیر اور اجر کا وہ وعدہ برحق ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا ہے۔“

خود اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں جو کچھ دیا ہے، اس میں برکت دے۔ یقیناً آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ گھٹتے ہوئے جنت میں جائیں گے۔“

اونٹوں کے بیٹھنے سے پہلے کسی نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہوئے ان کو خوش خبری سنا دی۔ یہ سن کر وہ فوراً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے دریافت کیا:

”اماں جی! کیا خود آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا؟“

انہوں نے فرمایا: ”ہاں۔“

یہ سن کر وہ بے خوش ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے بولے: ”اماں جان! اگر ہوسکا تو میں کھڑا ہو کر جنت میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا۔ میں آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں یہ پورا قافلہ اس کے اوپر لدے ہوئے سامان، اس کے کجاووں اور مالوں سمیت اللہ کی راہ میں دے رہا ہوں۔“

اس روشن اور مبارک دن سے، جس دن ان کو دخول جنت کی خوش خبری دی گئی تھی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مال کو اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی طرف غیر معمولی شوق اور جذبے کے ساتھ متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے چالیس ہزار درہم صدقہ کے طور پر دیئے پھر دو سو اوقیہ سونا خیرات کیا۔ مجاہدین اسلام کے لیے پانچ سو گھوڑے اور ڈیڑھ ہزار اونٹ فراہم کیے اور جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے غلاموں اور لونڈیوں کی بہت بڑی تعداد کو غلامی کے بندھن سے آزاد کر دیا اور اس وقت اصحاب بدر میں سے جتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندہ تھے، ان میں سے ہر ایک کے لیے چار چار سو دینار کی وصیت کی۔ چنانچہ ان حضرات نے وصیت کے مطابق وہ رقم لے لی۔ اس وقت ان کی تعداد ایک سو تھی اور انہوں نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم سے

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ امہات المؤمنین کی ذاتی ضروریات اور ان کے نجی کاموں کی تکمیل میں ہمدن مصروف ہو گئے۔ وہ ان کی تمام حاجتیں پوری کرتے۔ جب وہ سفر میں نکلتیں تو یہ ان کے ہم رکاب ہوتے۔ جب وہ حج کے لیے جاتیں تو ان کے ہمراہ ہوتے۔ ان کے کجاووں اور ہود جوں پر قیمتی طیلسان کے پردوں کا انتظام کرتے۔ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہ کی دل و جان سے خدمت کرنا اور ان کے نزدیک پورے طور پر ان کا قابل اعتماد ہونا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وہ خصوصیت ہے جس پر جتنا فخر و ناز کریں کم ہے۔

ایک بار حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک تجارتی قافلہ جو سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا مدینہ پہنچا۔ جن کی پیٹھوں پر

مال خرچ کریں۔ مسلمان نبی کریم ﷺ کی اس بات پر بالکل کنبے کے لیے تیزی سے لپکے۔ خود حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان معادنین کی صف اول میں شامل تھے۔ انہوں نے دو سو اوقیہ چاندی (ایک اوقیہ ساڑھے دس تولے کے برابر ہوتا ہے) کی خطیر رقم بارگاہ رسالت میں پیش کی اور جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ ”عبدالرحمن! تم نے بچوں کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟“ تو انہوں نے عرض کیا: ”ہاں! میں نے ان کے لیے جو کچھ چھوڑا ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ اور بہتر ہے جو میں نے خرچ کیا ہے۔“

آپ ﷺ نے دوبارہ سوال کیا: ”کتنا؟“

تو انہوں نے جواب دیا: ”خیر اور اجر کا وہ وعدہ برحق ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا ہے۔“

لشکر تبوک روانہ ہوا۔ قیام تبوک کے دوران اللہ عز و جل

یہ اللہ کے رسول ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں امیر ترین شخص بن گئے۔ جیسے جیسے ان کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا گیا، ویسے ویسے وہ اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرتے چلے گئے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جو کچھ تم نے دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تم کو برکت دے اور جو کچھ تم نے بچوں کے لیے چھوڑا ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ تم کو برکت سے نوازے۔“

اور جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کا قصد فرمایا تو اس وقت جس طرح افرادی قوت کی ضرورت تھی، اسی طرح مالی وسائل کی ضرورت بھی کسی طرح سے کم نہیں تھی کیونکہ ایک طرف رومی فوج کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی اور وہ ہر قسم کے جنگی ساز و سامان سے لیس تھی جبکہ دوسری طرف مدینہ میں قحط کا زمانہ تھا۔ مسافت طویل اور سامان سرفراہ تھا۔ خصوصاً سوار یوں کی تو ایسی قلت تھی کہ بہت سے مسلمان غزوہ میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر ان کے پاس سواریاں نہیں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت پرسوز الفاظ میں بڑی حسرت کے ساتھ سواری کے لیے درخواست کی اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے لیں اور آپ ﷺ نے ان کو صرف اس وجہ سے واپس کر دیا کہ آپ ﷺ کے پاس زائد سواریاں نہیں تھیں جو ان کو دیتے۔ تو وہ واپس ہو گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا غم تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہاد ہونے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس لشکر کا نام ”جیش العمرہ“ (جنگی لشکر) پڑ گیا۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اللہ سے اجر و ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اس کی راہ میں مال خرچ کریں۔ مسلمان نبی کریم ﷺ کی اس بات پر بالکل کنبے کے لیے تیزی سے لپکے۔ خود حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان معادنین کی صف اول میں شامل تھے۔ انہوں نے دو سو اوقیہ چاندی (ایک اوقیہ ساڑھے دس تولے کے برابر ہوتا ہے) کی خطیر رقم بارگاہ رسالت میں پیش کی اور جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ ”عبدالرحمن! تم نے بچوں کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟“ تو انہوں نے عرض کیا: ”ہاں! میں نے ان کے لیے جو کچھ چھوڑا ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ اور بہتر ہے جو میں نے خرچ کیا ہے۔“

آپ ﷺ نے دوبارہ سوال کیا: ”کتنا؟“

تو انہوں نے جواب دیا: ”خیر اور اجر کا وہ وعدہ برحق ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا ہے۔“

لشکر تبوک روانہ ہوا۔ قیام تبوک کے دوران اللہ عز و جل

ہر ایک کے لیے کثیر رقم کی وصیت کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے لیے اکثر دعا کرتے ہوئے فرماتی تھیں:

”اللہ تعالیٰ ان کو چشمہ سلسبیل سے سیراب کرے۔“

انہوں نے اپنے ورثاء کے لیے اس قدر مال چھوڑا کہ جس کی مثال نہیں۔ انہوں نے ایک ہزار اونٹ، سو گھوڑے اور تین ہزار بکریاں چھوڑیں۔ وفات کے وقت موجود ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو کل ترکہ کا 1/32 ملا جس کی مالیت 80 ہزار تھی۔ انہوں نے سونے چاندی کے جوڑھیر چھوڑے انہیں وارثوں کے درمیان تقسیم کرنے کے لیے کلبازیوں سے کاٹنا پڑا۔

یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کی وجہ سے تھا جو آپ ﷺ نے ان کے مال میں برکت کے لیے کی تھی۔ لیکن یہ مال نہ تو ان کو کسی قسم کے مالی فتنے میں مبتلا کر سکا، نہ ان کے رویے میں کسی تبدیلی کا سبب بن سکا۔ لوگ جب ان کو ان کے غلاموں کے درمیان دیکھتے تو ان کے اور غلاموں کے درمیان تفریق نہیں کر پاتے تھے۔ ایک دن ان کے سامنے کھانا لایا گیا۔ اس دن وہ روزے سے تھے۔ تو انہوں نے کھانے کو دیکھ کر بڑی حسرت کے ساتھ کہا:

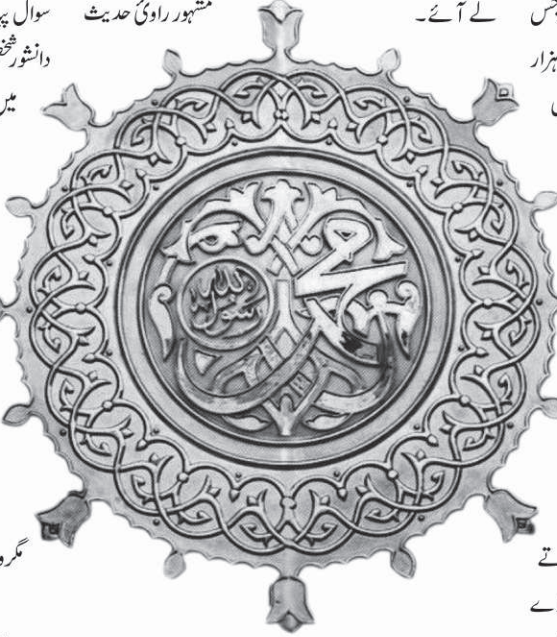
”جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے..... اور وہ مجھ سے بہت بہتر تھے تو ان کو کفن دینے کے لیے ہم لوگوں کو صرف اتنا کپڑا میسر آ سکا کہ جب اس سے ان کا سر چھپایا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں کو چھپایا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا پھر اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو غیر معمولی خوشحالی اور فراخی سے نوازا۔ مجھے تو اس بات کا ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں ہمارے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں نہ دے دیا گیا ہو۔“ یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگے اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔

ان کی زندگی کا ایک اور روشن پہلو یہ ہے کہ شعبان 6 ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی قیادت میں ایک لشکر اپنے سامنے بٹھا کر خود اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر گڑی باندھی، پیچھے شملہ چھوڑا اور ہاتھ میں علم عنایت فرمایا۔ ان کوڑائی میں سب سے اچھی صورت اختیار کرنے کی وصیت فرمائی۔

ارشاد فرمایا:

”اگر وہ تمہاری اطاعت کر لیں تو تم ان کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لینا۔ انہوں نے دومۃ الجندل پہنچ کر تین دن تک دعوت اسلام دی۔ قبیلہ بنو کلب کا بادشاہ اصغ بن عمرو عیسائی تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے ساتھ اس کی قوم کے بہت سے

لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق اصغ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ تمضر رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی اور انہیں اپنے ساتھ مدینہ لے آئے۔ مشہور راوی حدیث



ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اسی خاتون کے کطن سے تھے۔ کسی قریشی کی بنو کلب میں یہ پہلی شادی تھی۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بڑے صاحب الرائے تھے۔ وہ نہ صرف اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ اقدس میں نمایاں

کی ترقی رک جائے گی۔“

ان کی اس مدلل تقریر نے تمام ارکان شوریٰ کی آنکھیں کھول دیں اور سب نے پرزور الفاظ میں اس کی تائید کی۔ اب سوال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی قیادت کون کرے؟ یہ مسئلہ بھی اس دانشور شخص نے حل کر دیا۔ انہوں نے مجلس میں کھڑے ہو کر فرمایا:

میں نے پایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون ہے؟

آپ نے کسے پایا؟ بولے: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

اس حسن انتخاب پر ہر طرف سے صدائے تحسین بلند ہوئی۔

بیت المقدس کی فتح مسلمانوں کو لڑے بغیر ہی نصیب ہو گئی۔ اس موقع پر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس کے گواہیوں میں حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی شامل تھے۔

بعض واقعات سے معلوم ہوتا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بعد خلافت کی ذمہ داریاں انہی کو سونپنا چاہتے تھے مگر وہ اس پر قطعاً راضی نہ ہوئے۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابو لؤلؤ فیروز نے فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے خنجر گھونپا تو انہوں نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مختصر نماز پڑھائی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد جن شخصیات کے بارے میں فرمایا کہ ان کو میرے بعد خلیفہ چن لینا۔ ان میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جب شوریٰ کا اجلاس ہوا تو یہ مسئلہ بڑا مشکل تھا کہ کس کو خلیفہ منتخب کیا جائے۔ مگر انہوں نے یہ مسئلہ بڑی خوش اسلوبی سے حل کر دیا اور آخر کار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

مشورے سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کا مکمل ساتھ دیتے رہے۔ ان کو خیر خواہی کے ساتھ نیک مشورے دیتے رہے اور زندگی بھر خلافت کے استحکام کے لیے کوشاں رہے۔ ان کی وفات حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر 72 برس کے لگ بھگ تھی۔ انہوں نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں اس عظیم صحابی کو دفن کیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی راہ میں ابتلا و آزمائش کے ان سارے مراحل سے گزرے جن سے السابقون الاولون کو گزرنا پڑا تھا

لیکن کوئی آزمائش ان کے پائے ثبات کو ذرا بھی متزلزل نہ کر سکی

صحابہ میں شمار ہوتے بلکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ان کے مشیر خاص تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں عراق پر لشکر کشی کا مسئلہ سامنے آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام بطور سپہ سالار پیش کیا۔ شوریٰ کا اجلاس جاری تھا۔ اجلاس میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ اس موقع پر انہوں نے جو دلائل پیش کیے ذرا ان کو پڑھتے ہیں۔

”ان کا کہنا تھا کہ آپ یہیں ٹھہریں، لشکر عراق بھیج دیں۔ اللہ نہ کرے اگر اسلامی لشکر نے شکست کھائی تو وہ اسلام کی شکست نہیں ہوگی بلکہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی شکست ہوگی۔ اور اگر آپ جنگ کے میدان میں اتر گئے اور شکست کھا گئے تو مسلمانوں

اعشاریہ 2012ء



جنوری

اداریہ: 2012ء امریکی غلامی سے آزادی کا سال احمد سدید

ہماری دعوت

عبدالقہار

تفسیر القرآن: تفسیر سورہ الفتح

اشیخ عمر افضل

غیر نصابی سرگرمیوں کی اہمیت

اسامہ UOL

القدس اور مسجد اقصیٰ کے خلاف منصوبے

صبا ممتاز نور

کرزئی امریکی سٹریٹجک معاہدے

مصطفیٰ

رپورٹ: دفاع پاکستان کا نفرنس

امین الرحمن

نماز میں خشوع و خضوع

محسن وسیم الرحمن

طلبا کا روز

فیصل امین

اخبار عالم

حسن عبداللہ

تعلیم کے نام پر کاروبار

عبدالقیوم IIUI

افواہ معاشرہ کی تباہی کا ذریعہ

جنید الرحمن

پاکستان کا نظام جمہوریت

راشد علی

تاریخ اندلس

ابن منصور

سیرت سیدنا طاووس بن کیسان رضی اللہ عنہ

حافظ عرفان UET

پورٹ: مقابلہ جات الدعوة سکولز

ریاست اللہ

سائنس: یو۔ ڈرائیور کے بغیر چلنے والی گاڑی

ایم اسلام خان

قرارداد حق خود ارادیت

عبدالرحمن

ماہ صفر: شریعت کے آئینے میں

حافظ سعید الرحمن

پھول ستارے: منفرد عابد

ادارہ

تعارف: جامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ

ابوبکر مدنی

فروری

اداریہ: آج بھوکے ہوتاؤں تقدیر اُٹھایا ہے احمد سدید

روشنی کا پیامبر ﷺ

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب محمد احمد

فتح مروں کی..... شکست مسلم ثقافت کی

ثاقب مجید

تفسیر القرآن: تفسیر سورہ الفتح

اشیخ عمر افضل

گر کی باتیں

اسامہ UOL

یوم محبت یا یوم خرافات

جنید الرحمن

رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملیاں

عبداللہ محسن

روشن نقوش: حافظ عبداللہ بہاولپوری رضی اللہ عنہ

عبدالواحد

طلبا کا روز

شہیر آصف

اخبار عالم

ساجد الرحمن

اموی شہزادے کے خلاف بڑھتی بغاوتیں

محمد عمر

کاش کچھ ہوش کرے ابن آدم و بنت حوا

محمد ثاقب

اقتدار کا حصول: انقلاب اسلام کے لیے ناگزیر یا؟

ڈاکٹر عبدالرحمن آصف

خطبہ جمعۃ المبارک: پروفیسر حافظ محمد ﷺ

ادارہ

رتج الاول: شریعت کے آئینے میں

حافظ سعید الرحمن

رسول معظم ﷺ بحیثیت رحمۃ للعالمین

طارق حسین، کوئٹہ

سائنس: یو۔ بلیورے ڈسک

محمد عبداللہ، ٹیکسلا

تعارف: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

اولیس ایوب

پھول ستارے: عظیم شہسوار

ادارہ

مسئلہ کشمیر اور تکمیل پاکستان

انتیاز الرحمن

مارچ

اداریہ: بلوچستان پر امریکی قرارداد

احمد سدید

گرام انیمیشن پر تو بین قرآن

عبدالرحمن

تفسیر القرآن: تفسیر سورہ الفتح

اشیخ عمر افضل

عراقی تیل امریکی اجارہ داری

فراغت میں مصروفیت؟؟؟؟

23 مارچ 1940ء

نیا جال لائے پرانے شکاری: GMI

ٹائم ٹیمپٹ: اہمیت وقت

محسن وسیم HU

طلبا کا روز

شہیر آصف

اخبار عالم

ساجد الرحمن

ریکڈ ڈک پراجیکٹ

اسامہ UOL

زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری

ابن منصور KSK

ثقافت اسلام اور پاکستانی ثقافت

ڈاکٹر عبدالرحمن آصف

جنت میں داخلہ مگر کیسے؟

محمد کاشف

اسلامی نظام حکومت کی تجدید نو

محمد عمر یونیورسٹی ایجوکیشن

سائنس: یو۔ JF-17 تھنڈر طیارہ

وقاص شکیل

تعارف: POFIT

عابد علی واہ کینٹ

روشن نقوش: پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری رضی اللہ عنہ

ادارہ

پھول ستارے: عقل مند تاجر

ادارہ

آسکر ایوارڈ: شرمین عبید چنائے

ثاقب مجید

اپریل

اداریہ: امریکی مفادات کی بالادستی

احمد سدید

کیا خیر تھی چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

عبدالرحمن

دیکھنے چلتی ہے مشرق سے تجارت کب تک

ثاقب مجید

گولڈ مائن انٹرنیشنل

ادارہ

تفسیر القرآن: تفسیر سورہ الفتح

اشیخ عمر افضل

جھک گئی میری پیشانی یارب

ابوبکر مدنی

فدطین کا تعلیمی نظام تیار کرنے کی.....! انیس الرحمن

روشن نقوش: حافظ عبدالمنان نوری پوری رحمہ اللہ محمد شفیق الحق، کوہرا نولہ

کیریز کونسلنگ: انٹریل کورسز کا جامع تعارف محمد حسین

طلبا کا رز ساجد الرحمن

اخبار عالم حظلہ عماد جامعہ پنجاب

کند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام محمد سبحان UE

واعدواہم ما استطعتم من قوة محمد حسین رفاه یونیورسٹی

جدیدیت اقبال کی نظر میں مسعود احمد غازی

اردو ادب کے نام پر اخلاقی بے ادبی اصغر علی صابر

کفارہ کاشف ضیاء

بلوچستان کے تعلیمی مسائل طارق حسین، کوئٹہ

تعارف: جامعہ کراچی محمد عارف فاروق اعظم

سالا نہ کا کردگی رپورٹ ادارہ

پھول ستارے: عظیم سہم براہ ادارہ

سائنس ویو: بانیو گیس نعمان شریف لاہور

مئی

اداریہ: امریکہ سے افغانستان تک احمد سدید

امریکہ سے افغانستان تک عبدالرحمن

کالج میں جاری بی ایس (آنرز) پروگرام عمر بن عبدالعزیز

بھارتی مسلمانوں کی کسمپرسی انیس الرحمن

تفسیر القرآن: تفسیر سورۃ الفتح اشخ عمر فضل

پروفیسر حافظ محمد سعید رحمہ اللہ کے سر کی قیمت..... سلمان آفریدی

لارڈ میکالے کے خوابوں کی عملی تعبیر معظم ادریس

GMI کی شرعی حیثیت مفتی عبدالرحمن عابد

لوگ کیا کہیں گے؟ جنید الرحمن

پاکستان میں تیار کردہ جنگی ہتھیار مسعود غازی

طلبا کا رز ساجد الرحمن

اخبار عالم حظلہ عماد

تکبیر کے نعروں سے دنیا کو ہلا دیں گے طہ اعجاز Comsat

مبین الدین لکھوی رحمہ اللہ محمد عمران

گفتگو: پروفیسر حافظ محمد سعید رحمہ اللہ ادارہ

سائنس ویو: بارکوڈ ریڈر

تعارف: AJKU مظفر آباد

پھول ستارے: فتح خیبر گستاخ رسول رحمہ اللہ ادارہ

رپورٹ: دفاع اسلام کانفرنس بلوچستان اسامہ UOL

جون

اداریہ: فلوریڈا میں قرآن کی دوبارہ بے حرمتی احمد سدید

بھارت: پسندیدہ ترین ملک.....! ثاقب مجید

تفسیر القرآن: تفسیر سورۃ الفتح اشخ عمر فضل

نا کام ترین شکار گواکانفرنس انیس الرحمن

لیپ ٹاپ سکیم عمر بن عبدالعزیز

کرپشن: ایک معاشرتی ناسور مسعود احمد غازی

معاشی و بہشت گردی طہ اعجاز

فلموں کے معاشرے پر اثرات محمد عثمان

موت: ایک اٹل حقیقت محمد کاشف

طلبا کا رز ساجد الرحمن

اخبار عالم ابن حامد

امریکی جارحیت حظلہ عماد

اب جہاد فرض نہیں تو کب جہاد فرض ہے؟ محمد احسن

انٹرویو: اوریما قبول جان ادارہ

ادب پہلا قرینہ ہے..... حظلہ آفریدی

روشن نقوش: بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نوید ناصر

سائنس ویو: ریڈر حسین رفاه یونیورسٹی

تعارف: یونیورسٹی آف مالاکنڈ جمیل الرحمن

دوقومی نظریہ: استحکام پاکستان کا ضامن سعد الرحمن، ایبٹ آباد

پھول ستارے: انوکھی صداقت، قتل کی تحقیق ادارہ

دورنگی چھوڑ..... صفی الرحمن GCUF

جولائی

اداریہ: نئے الیکشن یا چروں کی تبدیلی احمد سدید

آؤ تم بھی میری وقعت کا کرو اندازہ عبدالرحمن

تفسیر القرآن: سورۃ الفتح اشخ عمر فضل

بھارتی بلا دستی کا بھیا نک خواب ثاقب مجید

رسول اللہ ﷺ کا رمضان

پہنچی و بین پہ خاک جہاں کا خمیر تھا محمد کاشف، پشاور

برما: بدھ مت مسلمانوں کے خلاف متحد حافظ محمود الحسن

بھارت کا بڑھتا جنگی جنون آصف خورشید

رپورٹ: تعلیمی کانفرنس 2012ء اصغر علی بابر

طلبا کا رز ساجد الرحمن

اخبار عالم سیف الرحمن

زبان کی حفاظت مسعود احمد غازی

بجلی کا مصنوعی بحران اسامہ

رمضان کے احکام و مسائل محمد احسن

کیریز کونسلنگ: انٹری ٹیسٹ کا جامع تعارف نعمان شریف

کیریز کونسلنگ: بی ایس ٹیکنالوجی فیصل امین

سائنس ویو: ڈراپ باکس بشارت علی

تعارف: NFC، فیصل آباد محمد عدنان سلیم

اتفاق فی سبیل اللہ محمد توصیف الرحمن

پھول ستارے: نور الدین زنگی رحمہ اللہ ادارہ

تعلیم کے لہادے میں مغربی بلخار احمد اشتیاق

اگست

اداریہ: برما مسلمانوں کا بدترین قتل عام جاری احمد سدید

نحوی کوئٹل سے تن آ در درخت بننے 65 سالہ دور عبدالرحمن

نیو سپلائی کی بحالی محمد انیس الرحمن

تفسیر القرآن: تفسیر سورۃ الفتح اشخ عمر فضل

بھارتی جیل سے آئے ایک قیدی کی داستان ادارہ

کیا تباہی تجھے نسل نو کی حالت میں اسامہ UOL

طلبا میں بڑھتی مایوسی اور خود کشیوں کا رجحان جنید الرحمن

تحریک پاکستان میں طلباء کا کردار ابوبکر مدنی

سید احمد شہید رحمہ اللہ سے مولانا فضل الہی رحمہ اللہ تک عمر لطیف UET

طلبا کا رز ساجد الرحمن

اخبار عالم عبداللہ

عید کا پیغام راشد علی

الوپکس 2012ء تاریخ، مقاصد، حقائق حظلہ عماد

آخری عشرے کے فضائل حافظ عرفان UET لاہور
فضائے بدر پیدا کر: غزوہ بدر مسعود احمد غازی
کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟ انصار عباسی
سائنس و یو: کاغذ یا سلیٹ طہ اعجاز
تاریخی لاٹک مارچ ندیم نظر
پھول ستارے: نور الدین زنگی، کعبہ کی تاریخ، احسان اور درگزر
تعارف: NED، کراچی محمد وقار کراچی

ستمبر

اداریہ: تعلیم کا ایک اور زیہ مبارک ہو احمد سدید
بھارت میں سرمایہ کاری ثاقب مجید
تفسیر القرآن: تفسیر سورہ محمد ﷺ پروفیسر حافظ محمد سعید
آسام میں مسلم نسل کشی انیس الرحمن
کالج میں آئیو اے نئے راہیوں کے نام ابو بکر مدنی
اضعف الایمان کی کیفیت حافظ عرفان UET
آخر میں ہی کیوں؟ جنید الرحمن AIOU
برما..... در پردہ کون؟ راشد علی
خیبر پختونخواہ کی تعلیمی بدحالی ابوسعید
کیریز کونسلنگ: کرمانا لوجی اور IR عبداللہ
طلبا کا رز شہیر آصف
اخبار عالم ساجد الرحمن
نیکیوں پر استقامت مسعود احمد غازی
بھارتی ڈیمز کی بڑھتی تعداد محمد اسامہ UOL
6 ستمبر 1965ء ابن حامد
میدان محشر عمر بن عبدالعزیز
سی آئی اے کی ناکامیاں حنظلہ عماد
سائنس و یو: اوکس طیارے حافظ مغیرہ
تعارف: پنجاب یونیورسٹی محمد ابرار بن عبدالقیوم
پھول ستارے: سلطان کی زندگی، منبر رسول ﷺ ادارہ

اکتوبر

اداریہ: توہین آمیز فلم کی نمائش احمد سدید

اک تیرے نام سے پھیلی نیاز مانے میں عبدالرحمن
حرمین شریفین..... اشاعت اسلام کے اولین مراکز ثاقب مجید
تفسیر القرآن: تفسیر سورہ محمد ﷺ پروفیسر حافظ محمد سعید
اسرائیل ایک زوال پذیر ریاست صبا ممتاز
آپ کی آراء ادارہ
تعلیمی اداروں میں دعوت کا کام احمد حساس
سیدنا ابراہیم علیہ السلام حافظ عرفان UET

طلبا کا رز طہ اعجاز COMSATS
اخبار عالم بلال غزنوی
روشن نقوش: سید محمد اللہ راشدی راشد علی
عیسائی لڑکی کے ہاتھوں توہین قرآن راشد علی
گفتگو: پروفیسر حافظ محمد سعید ادارہ
اہل یہود: ایک سرکش متکبر اور مغضوب قوم احسان الہی تبسم
سائنس و یو: حیاتیاتی تنہا ویر FCCU
پھول ستارے: رکن الدین تبسم ادارہ
تعارف: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد محسن نصیر، محمد خٹکین

نومبر

اداریہ: شمالی وزیرستان آپریشن..... احمد سدید
پاکستانی نظام تعلیم مغربی مشیروں کے رحم و کرم پر عبدالرحمن
ملا..... ملکی و غیر ملکی میڈیا ثاقب مجید
تفسیر القرآن: تفسیر سورہ محمد ﷺ پروفیسر حافظ محمد سعید
سنوور ٹاچا بتا ہوں لیکن بتا کروں کیا میں؟ عبداللہ
امریکہ کی افغانستان میں شکست حنظلہ عماد
آکسفورڈ یونیورسٹی پریس اسامہ
اتنا آسان ہے بھلا جنت کے در سے کھلنا حافظ عرفان
26/11..... اصل حقائق راشد علی
طلبا کا رز طہ اعجاز
اخبار عالم ساجد الرحمن
اہل یہود کی کارستانی احسان الہی تبسم
بلوچستان: ملکی و غیر ملکی پروپیگنڈے کی زد میں فہد حسین، ملتان

محرم الحرام: قرآن و سنت کی روشنی میں محمد الیاس
تعلیم میں بیرونی معاونت یا....؟ معظم اور لیس
اقبال کا قصور ملت مسعود احمد غازی
خطبہ حج: امام کعبہ ادارہ
تعارف: چارہ یونیورسٹی، مانسہرہ محمد وسیم
انگریزی سائنس: مشر و مگولڈ مائن وقار احمد
پھول ستارے: رکن الدین تبسم ادارہ
تبصرہ کتب: سیرت سید ولد آدم علیہ السلام، غم نہ کریں ادارہ

دسمبر

اداریہ: USA بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار احمد سدید
غزوہ پر صہبونی جارحیت عبدالرحمن
ہے محبت فقط تیری رضا کی خاطر آصف، KPK
ہم خود ہی گرائیں گے نیشن اپنا ثاقب مجید
تفسیر القرآن: تفسیر سورہ محمد ﷺ پروفیسر حافظ محمد سعید
سینڈی امریکہ کے لئے الٹی تازیانہ وقار احمد FCCU
برما: مسلمانوں ظلم و ستم کے دہانے پر راشد علی
کشیر حل رہا ہے طہ اعجاز COMSAT
اخبار عالم FCCU احمد حساس
مغربی ثقافت سے مرعوبیت جنید الرحمن AIOU
کرسمس.....!! حافظ عرفان UET لاہور
طلبا کا رز بلال غزنوی، سپر تیر یونیورسٹی
آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ساجد الرحمن UOS(L)
پتھ فٹ بیٹول حنظلہ عماد PU
سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ادارہ
اشاریہ 2012 ادارہ
سوشل میڈیا اسامہ UOL
آپ کی آراء ادارہ
کیریز کونسلنگ: بی ایس ایوی ایشن حافظ اسد
پھول ستارے: گستاخ رسول ادارہ
سائنس و یو: فرانزک سائنس اعجاز احمد AIMC

کے اخباروں اور ٹی وی چینلز پر روزانہ دیکھی جاسکتی ہیں۔

ماضی کا جائزہ لیں تو مشرقی پاکستان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ مشرقی پاکستان کو ہم سے جدا کرنے کے لئے ہندوؤں نے بہت گہری سازش کی۔ اس کے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہندو اساتذہ بھرتی کئے گئے جنہوں نے طلباء کو اس بات کا احساس دلایا کہ ان کے ساتھ مغربی پاکستان کے لوگ شدید زیادتی کر رہے ہیں۔ یوں نفرت پیدا کر کے ہندوؤں نے خواب کو عملی شکل دی اور قلعہ اسلام دو ٹوٹ ہو گیا۔ اس مثال سے ”ذہن سازی“ کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اس دور میں میڈیا اتنا تیز اور ترقی یافتہ نہ تھا لیکن آج ہمارے دشمن ہمارے سکولوں، کالجوں میں اپنے افراد بھیجنے کے ساتھ ساتھ اب یہ کام ٹی وی چینلز کے ذریعے کرتے ہیں جیسے پاکستان سے شدید ترین نفرت کرنے والے ملک بھارت کے لئے پاکستان کے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرنے کی بے پناہ کوششیں جاری ہیں۔ وہ ہندو جنہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا، ہماری ماؤں بہنوں کی عصمت دری کی، مساجد کو مسمار کیا، لاکھوں بچوں کو یتیم کیا، آج میڈیا کے ذریعے پاکستان کی پسندیدہ ترین قوم بننے جاری ہے!

ہندوؤں کے ساتھ کھیل کود ناچ گانے دکھا دکھا کر لاکھوں مسلمانوں کا لبو بھلادیا گیا اور ہزاروں جلتی

مساجد کو فراموش کر دیا گیا!

پرنٹ میڈیا پر بھی کوئی کسر نہ چھوڑی گئی۔ ملالہ پر حملہ المناک واقعہ تھا۔ لیکن اس حملے کے بعد عالمی

میڈیا نے پاکستان پر شمالی وزیرستان میں آپریشن

کرنے کے لئے زور دیا۔ نیوز ویک نے 16 نومبر 2012ء کے شمارے میں لکھا ہے۔

"Pakistan Army should

initiate a full



انسانی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں پیغام رسانی ایک مشکل کام تھا۔ لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کر کے دور دراز علاقوں میں خطوط اور پیغامات پہنچاتے تھے۔

ایک علاقے کے لوگوں کو دوسرے علاقے کے بارے میں بہت کم معلومات ہوا کرتی تھیں۔ ہر علاقے کی زبان اور ثقافت یکسر مختلف تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آمدورفت آسان ہوتی گئی اور انسانوں کے ساتھ ساتھ معلومات کا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنا آسان ہوتا گیا۔

انسان کی فطرت ہے کہ جس بات کو بار بار سنتا ہے اس کو صحیح سمجھ لیتا ہے اور وہ بات ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔ یہی کام آج میڈیا کرتا ہے۔

اسامہ UOL

موجودہ دور میں میڈیا کی حیثیت کسی جنگی ہتھیار سے کم نہیں ہے۔ اسی لئے میڈیا واری اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اسلام کے دشمنوں نے اسلام کو منانے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس میدان کو بھی عالم کفر نے نہیں چھوڑا اور میڈیا کے ذریعے اسلام کو

اخبارات کی اشاعت نے دنیا میں بڑی تبدیلی پیدا کی اور ریڈیو کی ایجاد نے تو سب کو وسط حیرت میں ڈال دیا۔ پھر ٹی وی نے معاشروں پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ ٹی وی کے بعد کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعے معلومات اور پیغامات کا تبادلہ مزید تیز اور آسان ہو گیا۔ اسی طرح موبائل فون کے ذریعے رابطے مزید آسان ہو گئے اور اب موبائل میں انٹرنیٹ اور خاص طور پر فیس بک اور ٹویٹر کے ذریعے لوگ ہر وقت دنیا بھر سے رابطے میں رہتے ہیں۔ چند سیکنڈ میں خبریں سات سمندر پار پہنچ جاتی ہیں اور دنیا بھر سے مختلف رنگ و نسل کے لوگ اس پر تبصرے کرتے ہیں۔ ان تبصروں کو بھی جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔

ایک دور تھا جب ٹی وی اور ریڈیو پر حکومت کا کنٹرول تھا۔ سو فیصد پروگرام اور خبریں حکومت کی مرضی کے مطابق چلا کرتی تھیں۔ حکومت جو چاہتی عوام کو بتاتی تھی اور جو چاہتی چھپاتی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ٹی وی چینلز کی بھرمار ہو گئی اور اب جس چینل کی جو پالیسی ہے وہ اسی کے مطابق خبروں کو شائع بھی کرتا ہے اور چھپاتا بھی ہے۔ چینلز والے جس خبر سے جو مطلب چاہتے ہیں نکالتے ہیں اور عوام کی بھرپور ذہن سازی کرتے ہیں۔

اب سوشل میڈیا کی ترقی کے بعد الیکٹرانک میڈیا کو بھی شدید ترین پریشانی کا سامنا ہے۔ جو بات الیکٹرانک میڈیا چھپاتا ہے اب سوشل میڈیا پر فوراً آ جاتی ہے اور خوب پھیل جاتی ہے

بدنام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ وہ تمام چینلز جو اسلام دشمنوں کے کنٹرول میں ہیں ہر خبر سے اسلام مخالف پہلو نکالتے ہیں۔ اس کی درجنوں مثالیں پاکستان

سوشل میڈیا

پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کی اسلام دشمنی کا جواب دینے کا ایک مؤثر ذریعہ

اس بات کا خیال رہے کہ اس میڈیا ہتھیار کو اسلام کی ترویج کیلئے استعمال کیا جائے نہ کہ ذاتی خواہشات کے تابع رہ کر

assault on North Waziristan and rid
the country of this menace"

بیچ کو گزشتہ دنوں ڈیلیٹ کر دیا گیا۔ آزادی اظہار رائے کا نعرہ
دیکھ لے کر کون دہشت گرد ہے اور کون انسانیت کا محافظ!!
فیس بک اور دیگر سوشل ویب سائٹس استعمال کرنے

والے احباب کو چاہیے کہ اپنے وقت کی
اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے سوشل میڈیا

غیر مسلموں کو انتہائی احسن انداز میں اور دلیل کے ساتھ اسلام کی دعوت دینی

پراپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ حق تو یہ
ہے کہ ہم اسلام اور مسلمانوں کو درپیش

ضروری ہے یہ کام سوشل میڈیا کے ذریعے بہت اچھے انداز میں کیا جاسکتا ہے

مسائل کو حل کرنے کے لیے حضور اکرم ﷺ کی عزت کے دفاع
کے لیے قرآن کی حرمت کو بچانے کے لیے اپنے ایمان کا ثبوت
پیش کرتے ہوئے وہی کام کریں جو حضرت محمد ﷺ نے کیا، ظلم
و ستم کو منانے کے لیے ظالم کے ہاتھ کو کاٹنا۔ اگر ہم ظالم کے
دیوار بن کر کھڑے نہیں ہو سکتے
تو کم از کم مظلوم کی آواز کو
پھیلانا ہماری ذمہ داری ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ دعوت کا کام
بھی ہمارا فریضہ ہے۔ نصیحت
ہر معاشرے اور ہر فرد کے لیے
ضروری ہوتی ہے۔ غیر مسلموں
کو انتہائی احسن انداز میں اور دلیل
کے ساتھ اسلام کی دعوت دینی ضروری
ہے۔ یہ کام سوشل میڈیا کے ذریعے بہت
اچھے انداز میں کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح
مسلمانوں کی تربیت اور اصلاح کا کام بھی
ضروری ہے۔ کئی لوگ اس کی کوشش
کر رہے ہیں لیکن اس میں کافی بہتری کی
ضرورت ہے۔

غیر مسلموں کی طرف سے کئی ڈسکن
فورمز پر اسلام کی مخالفت کی جاتی
ہے اور مسلمانوں کا مذاق

اڑایا جاتا ہے۔ بد قسمتی سے ان کی باتوں کا جواب
دینے والے لوگ نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ اسلام یا
مسلمانوں سے تعلق رکھنے والی خبروں پر تبصرے پڑھے جائیں
تو سینکڑوں کی تعداد میں اسلام مخالف تبصرے ملیں گے۔ ان کا
جواب دے کر حق کا دفاع کرنا بے حد ضروری ہے۔

جن احباب کو کمپیوٹر پر ڈیزائننگ کرنی آتی ہے، ان کو اپنی
صلاحیت اسلام کے لیے صرف کرنی چاہئے اور ایسی چیز بنا کر اپ
لوڈ کرنی چاہئے جس کو دیکھ کر اور پڑھ کر اوپر دیے گئے مقاصد
حاصل کیے جاسکتے ہوں۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

دیتے؟ اصل تو یہ ہونا چاہیے کہ ہر کوئی اپنی رائے کا اظہار کرے
اپنے نظریے کی دعوت دے اور جس دعوت میں صداقت ہوگی لوگ
اس کو قبول کر لیں گے۔

ہم سوشل میڈیا کی سو فیصد حمایت نہیں کرتے لیکن اتنا
فائدہ ضرور نظر آتا ہے کہ جن معاملات کو الیکٹرانک میڈیا چھپانا
چاہتا ہے وہ بھی دنیا کے سامنے آ رہے ہیں۔ اس کا منفی پہلو یہ ہے
کہ اس کے ذریعے مختلف افواہیں بھی

گیا کہ ان علاقوں میں اسلام کا نام لے کر عوام پر شدید ظلم کیا جا رہا
ہے اور اس کا حل صرف اور صرف فوجی آپریشن ہے۔ آپریشن کیا
گیا، لاکھوں افراد بے گھر ہوئے اور بعد میں پول کھلا کہ وہ ویڈیو
جعلی تھی.....!

بہر حال اس بات
ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک
میڈیا جو چاہتا ہے اور جب
چاہتا ہے عوام کی سوچ کو تبدیل
کرنے اور حکومتوں کے بڑے
بڑے فیصلوں کو بدل دینے کی
طاقت رکھتا ہے۔

جب الیکٹرانک میڈیا
نے ترقی کی تو پرنٹ میڈیا کو شدید
پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ حتیٰ کہ
پاکستان کے تقریباً تمام اخبارات کو
اپنے ٹی وی چینلوں کو لے پڑے۔ لیکن
اب سوشل میڈیا کی ترقی کے بعد
الیکٹرانک میڈیا کو بھی شدید ترین
پریشانی کا سامنا ہے۔ جو بات
الیکٹرانک میڈیا چھپاتا ہے اب
سوشل میڈیا پر فوراً آ جاتی ہے اور
خوب پھیل بھی جاتی ہے۔

برمائی مسلمانوں پر جو ستم ڈھایا جا رہا ہے وہ
الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے صرف نظر کر دیا لیکن سوشل میڈیا کے
ذریعے دنیا تک حقائق پہنچ گئے اور تاحال خبریں آ رہی ہیں۔ اسی
طرح کشمیر کے مظلوم مسلمان بھی فیس بک کے ذریعے ہر علاقے
کے حالات اور مظالم بیان کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا کے استعمال
سے انڈین آرمی اس قدر پریشان اور بوکھلاہٹ کا شکار ہے کہ
اکتوبر کے مہینے میں قبوضہ کشمیر میں موبائل فون پر فیس بک کو بلاک
کر دیا گیا تھا۔

جماعت الدعوة جس پر بہت سے الزامات لگائے جاتے ہیں
اور آج تک کسی بھی الزام کو ثابت نہیں کیا گیا کہ فیس بک پر آئینشل



پھیلانی جاسکتی ہیں۔ بہت سے

لوگ غیر اخلاقی حرکتیں بھی کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کو تنقید کا
 نشانہ بنا رہے ہیں۔

بہر حال اس حوالے سے خیر کا پہلو بہت اہم ہے اور امت
مسلمہ کے لئے امید کی کرن بھی ہے۔ وہ غزہ ہو یا اراکان، جہاں
بھی ممکن ہو مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم کو زیادہ سے زیادہ
بیان کیا جائے تاکہ سوئے ہوئے مسلمان بیدار ہوں اور جہاد فی
سبیل اللہ کے لئے تیار ہوں۔ گھریلو کچھوڑ کر دنیا کی رونقوں سے
کنارہ کش ہو کر اپنی خواہشات و ضروریات پر اسلام کے مسائل کو
ترجیح دیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور اسلاف والا کردار ادا کریں۔ نیز عالم
کفر کی طرف سے لگائے گئے پردے ہٹ جائیں اور دنیا حقیقت کو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم بھائی جان! مجھے اخبار طلباء بہت پسند آیا ہے۔ اگر اس میں کچھ اسلامی تاریخ کے حوالے سے مضمون شامل کر دیا جائے تو اسے اور بھی چار چاند لگ جائیں گے۔ جزاک اللہ (محمد اعجاز مجید اسلامک سائنس کالج شہداد پور سندھ)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء میں عقیدہ کے مزید مضمون شامل کریں تاکہ طلباء کی عقیدہ کے حوالے سے اصلاح ہو سکے۔ (انجینئر رضوان سلیمی)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء طالب علم کو بہت اچھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اخبار طلباء بک سٹینڈز پر دستیاب ہونا چاہیے اور یہ ہفت روزہ ہیگزین ہونا چاہیے۔

(عدنان میاں چٹوڑ)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء کی تمام ٹیم اور تمام بھائیوں کو میری طرف سے سلام۔ امید ہے کہ آپ سب ٹھیک ٹھاک ہوں گے۔ میری ایک تجویز ہے اخبار طلباء کی پوری ٹیم سے کہ آپ CSS کے بارے میں مکمل معلومات تحریر کریں۔ یعنی CSS کی کتنی کتابیں ہیں اور BA یا B.Sc میں کتنے فیصد نمبر ہونے چاہئیں۔ (میرے بھائی! اس حوالے سے تفصیلی مضمون شائع ہو چکا ہے۔)

(محمد حنیف چک 88 ساہیوال)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کی اس تحریری دعوت سے انتہائی متاثر ہوں۔ جب بھی اخبار طلباء دیکھتا ہوں تو میرا دل خوش ہوتا ہے اور جب یہ نہیں ملتا تو ایسے لگتا ہے جیسے مجھ سے کوئی قیمتی چیز گم ہو گئی ہے۔ اللہ اس دعوت کو دن گئی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

(واجد علی دیروڑ)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء آیا اور آتی ہی چھا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس طرح کا اور کوئی رسالہ نہیں ہے جو طلباء کی ہر معاملہ میں صحیح رہنمائی کر رہا ہے۔ چاہے وہ معاملہ دین اسلام سے متعلق ہو یا قرآن حدیث سائنس ادب موسیقی یا طلبہ کے تعلیمی مسائل سے غرض کہ ہر معاملہ میں قابل تعریف ہے اور ان شاء اللہ آنے والے

وقت میں یہ سب سے اوپر ہوگا۔ اللہ اسے دن گئی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

(محمد امین شاہد راولپور)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل الیکٹرونک میڈیا بہت ترقی کر رہا ہے اگر وہ صحیح چیز کو غلط چیز کے طور پر پیش کرے تو لوگ اسے قبول کر لیتے ہیں تو میری آپ سے درخواست ہے کوئی ایسا چینل بنے جو وہ حقیقت دکھائے جو امریکہ نو از چینل نہیں دکھاتے۔ مثال کے طور پر برما کے مسلمانوں پر مظالم وغیرہ اور ایسی ویب سائٹس بھی بتائیں جہاں پر مسلمانوں پر ظلم کی تصاویر اور ویڈیو وغیرہ ہیں۔ تاکہ ہم دنیا کو کفر کے اصل روپ دکھاسکیں۔

(میرے بھائی! اس حوالے سے آپ فیس بک اور ٹویٹر کو

استعمال



اپنی رائے اس نمبر پر بھیجئے 0334-7551755

کر کے اپنا پیغام ساری دنیا تک پہنچا سکتے ہیں۔ (محمد حارث، مصطفیٰ ناؤن وحدت روڈ لاہور)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری طرف سے تمام اہل ایمان بھائیوں کو سلام۔ میری اخبار طلباء کے حوالے سے تجویز ہے کہ اخبار طلباء میں وہ بھائی جو خدا کے دین کے لئے اپنی جانیں قربان کر چکے ہیں ان کی زندگیوں کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ امید ہے کہ جلد اس تجویز پر عمل ہوگا۔ ان شاء اللہ

(محمد عرفان بیگ پور قصور)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار طلباء، نوجوانوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ میں بھی اس کا ہر مہینہ بے چینی سے انتظار کرتا ہوں لیکن اس میں جو تحاریر آپ شائع کرتے ہیں کوشش کیا کریں کہ وہ چھوٹی ہوں بہت زیادہ لمبی تحریروں سے رسالے میں دلچسپی نہیں رہتی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس پر غور لازمی کریں گے۔ شکریہ (توحید الرحمن، چیچہ وطنی)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اخبار طلباء کے حوالے سے چند ایک گزارشات ہیں۔

۱۔ کوئی بھی حدیث لکھتے وقت حدیث نمبر ضرور لکھا کریں۔

۲۔ کسی صحابی اور تابعی جرنیل کے واقعات شامل کریں۔

۳۔ انٹرنیٹ پر اسلام کی تبلیغ کے حوالے سے ضرور لکھیں۔

۴۔ اگر کوئی مضمون لکھنا چاہتا ہو تو طریقہ بتادیں۔

(غلام سرور، UOG گجرات)

(اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ مضمون لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ پہلے موضوع کا انتخاب کریں۔ پھر اس پر موجود لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ اس کے بعد اہم نکات کی ترتیب لگا کر انہیں لکھ لیں کہ آپ نے پہلے کیا لکھا ہے اور اس کے بعد پھر کیا لکھیں گے۔ آخر میں ان نکات کے حوالے سے پڑھنے کے لئے لٹریچر کو جامع انداز میں کاغذ پر منتقل کر دیں)

☆.....☆.....☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ طلباء کارکنان اور ذمہ داران ساتھی ایمان کی بہترین حالت میں ہوں گے۔ یہ رسالہ طلباء کی قرآن و سنت کے مطابق اصلاح کے لئے اک بہترین رسالہ ہے۔ اگر اس کے ساتھ اس رسالے میں بچوں کی سائنس کا مضمون بھی شامل کریں تو بچے بھی اسے پڑھنے کی دلچسپی لیں گے۔ اللہ تعالیٰ اخبار طلباء کو دن گئی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔

(عبدالقادر ملتان)

دیگر آراء بھیجنے والوں کے نام

عمر تہیل، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ محمد عامر رفیق، یونیورسٹی آف لاہور۔ مہتاب احمد، گلیات، محمد شریف خانہ یوال۔ حافظ محمد اکرم، پاکپتن۔ حافظ محمد شعیب، لاہور۔ عدنان مجاہد، گل زیب، فورٹ عباس۔ محمد احمد رضا، وہاڑی۔ صدر الدین لاہور۔ محمد عثمان، دیروڑ میدان۔ عتیق انجم، چیچہ کی مالیاں۔ محمد ابراہیم، گولارچی۔ محمد فیصل، خویلیاں کینٹ کبیر شاہ زیب، دی نالچ سکول کھل دیروڑ

کیریئر کونسلنگ

بی ایس سی ایوی ایشن

ایک تعارف

ایئر کرافٹ ٹیکنیشن اس کے علاوہ کچھ ڈگری لیول کے کورس

ہیں جس طرح B1 اور B2 - یہ کورسز بھی (Pre ESc Ingg) کے بعد کروائے جاتے ہیں اور یہ کورسز جیٹ ایئر کرافٹ مثلاً Boeing 737، Boeing 747، Boeing 777 اور Air Bus 330 جیسے بڑے ہوائی جہازوں کی Maintenance کے لیے ملازمت کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

پاکستان میں فلائنگ کلبس کے ایڈریس

1- (Schon Air) چون ایئر - قائد اعظم انٹرنیشنل ایئر پورٹ چچون ہانگر - جنرل ایوی ایشن ایئر پورٹ کراچی۔

Tel: (9221) 4570112-3

2- لاہور فلائنگ کلب - والٹن ایئر پورٹ لاہور۔

Tel: (9242) 5882606-7

3- ہائبرڈ ایوی ایشن فلائنگ کلب - والٹن ایئر پورٹ لاہور

Tel: (9242) 5857409

4- پاکستان ایوی ایشن - پی او بکس 6300 لاہور۔

Tel: (9242) 6674749, 6675064

5- راولپنڈی فلائنگ کلب - چکالہ ایئر پورٹ - پی او بکس 175 اسلام آباد / راولپنڈی۔

Tel: (9251) 591565, 8492564

6- ملتان ایئر کلب - ملتان ایئر پورٹ

Tel: (9261) 8492564

7- پشاور ایئر کلب - پی او بکس 5 - پشاور، ایئر پورٹ پشاور

کینٹ - (9291) 9212487

ایوی ایشن

ایک ایسا شعبہ ہے جو کہ ہوائی سفر کو

بحفاظت سرانجام دینے میں مدد کرتا ہے اور یہ بھی ممکن

بناتا ہے کہ ہوائی جہازوں کے آپریشنز کو کیسے کنٹرول کیا جائے اور انہیں کیسے اچھے طریقے سے چلایا جائے۔ اس کے ساتھ یہ شعبہ سول ایوی ایشن کی تمام چیزیں جیسا کہ ایئر پورٹ کی منصوبہ بندی، اس کی تمام سہولیات کے ساتھ ایئر پورٹ کو کنٹرول کرنے کے لیے تمام آلات کے بارے میں آگاہی دیتا ہے۔

ہوائی جہازوں میں لگے ہوئے تمام آلات اور ان کو کنٹرول کرنے سے لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ تک کے سفر کے بارے میں مکمل آگاہی ایوی ایشن کے شعبہ سے لی جاسکتی ہے۔ پاکستان میں اس شعبہ کی تعلیم دینے کے لیے ابھی تک دو یونیورسٹیاں سرگرم عمل ہیں۔

1- سپیریئر یونیورسٹی

2- یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی

یہ دونوں یونیورسٹیاں ایوی ایشن مینجمنٹ اور ایوی ایشن ٹیکنالوجی کے نام سے بیچلرز ڈگری کرواتی ہیں۔ اس ڈگری کو مکمل کرنے والے طلباء و طالبات قومی و غیر ملکی ایئر لائنز میں بطور فلائٹ آپریشنز آفیسرز، پائلٹ اور مینجمنٹ میں آفیسر لیول کی ملازمت کے اہل ہیں۔ اس کے علاوہ ایئر پورٹ کے ڈیزائن کرنے سے لے کر اس کے تمام آپریشنز کو کنٹرول کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔

ایوی ایشن کے دو شعبہ جات ہیں۔

1- ایوی ایشن مینجمنٹ

2- ایوی ایشن ٹیکنالوجی

ایوی ایشن مینجمنٹ میں داخلے کے لیے انٹر میڈیٹ ہونا

ضروری ہے۔ جبکہ ایوی ایشن ٹیکنالوجی کے

لیے (Pre Engg)

FSc ضروری

ہے۔

حافظ اسد



سٹیورڈ

فلائٹ اینڈینٹ

ایئر لائن کنگ

فلائٹ ڈسپچ منیجر

فلائٹ آپریشن آفیسر

Ramp Handling ایجنٹ

Passenger Handling ایجنٹ

ٹریفک اسٹنٹ

ایئر ٹریفک کنٹرول

بی ایس (ایوی ایشن ٹیکنالوجی) مکمل کرنے والے طلباء

کے لیے مندرجہ ذیل شعبہ جات ہیں۔

فلائٹ انجینئر

ایئر کرافٹ مینٹیننس انجینئر



سول ایوی ایشن اتھارٹی

پہلی بات

نورہالان اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلی بات

امید ہے آپ ایمان اور صحت کی بہترین کیفیت میں ہوں گے۔ موسم سرما بھی اپنی آب و تاب کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ اس موسم میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ سردی کی وجہ سے نزلہ زکام اور گلہ خراب جیسی بیماریاں بہت زیادہ بڑھ رہی ہیں۔ اس لئے جب سکول جانے کے لئے صبح گھر سے نکلیں تو مکمل طور پر اپنے آپ کو ڈھانپ کر نکلیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی زندگی عطا فرمائے۔

دوسری بات یہ کہ فلسطینیوں پر ایک دفعہ پھر یہودیوں نے

ظلم کی انتہاء کر دی ہے۔ درجنوں معصوم بچوں سمیت سینکڑوں فلسطینیوں کو چند دنوں کے اندر شہید کر دیا گیا۔ اس واقعہ میں نام نہاد امن کے ٹھیکیدار امریکہ نے فرعون کا کردار ادا کیا اور نہتے فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل کا ساتھ دیا۔

پیارے بچو! ہمیں ان مظلوم مسلمانوں کے لئے کردار ادا کرنا ہے اور ظالم کا ہاتھ روکنا ہے نیز اپنی دعاؤں میں انہیں بھی یاد رکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

انچارج پھول ستارے

قرآن الہی

”بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہم انہیں عنقریب ایک سخت آگ میں جھونکیں گے، جب بھی ان کی کھالیں گل سڑ جائیں گی ہم انہیں ان کے علاوہ اور کھالیں بدل دیں گے، تاکہ وہ عذاب چکھیں، بے شک اللہ ہمیشہ سے سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

[النساء: 56]

قرآن سولہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری یہ (دنیا کی) آگ جیسے ابن آدم جلاتا ہے جہنم کی آگ کی گرمی کا ستر ہوں حصہ ہے۔“ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”واللہ یا رسول اللہ ﷺ! (انسانوں کو جلانے کیلئے یہی دنیا کی) آگ کافی ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لیکن وہ تو دنیا کی آگ سے بہتر درجہ زیادہ گرم ہے اور اس کا ہر حصہ اس دنیا کی آگ کے برابر گرم ہے۔“ (مسلم)

تاریخی جھرنے

مجاہدین اسلام کی پہلی بحری مہم

نبی کریم ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر جایا کرتے تھے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ وہ آپ ﷺ کی محرم تھیں۔ ایک روز اللہ کے رسول ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا اور آپ ﷺ کے سر میں سنکھی کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو نیند آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔

ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ ﷺ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے چند لوگ مجھے خواب میں دکھائے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے سمندر کے بیچ بحری جہازوں پر یوں سوار ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہوں۔“

چنانچہ آپ ﷺ خوش ہوئے کہ آپ ﷺ کے پیروکار عنقریب اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے سمندروں کو پار کریں گے اور دنیا کے گوشے گوشے میں کلمہ لا الہ الا اللہ کا پرچم بلند کریں گے۔ آپ ﷺ کی دور رس نگاہیں دیکھ رہیں تھیں کہ اسلام کے قوانین سنسان جگہوں اور صحراؤں تک میں بھی نافذ ہوں گے۔

ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی مجاہدین کی اس جماعت میں شامل کر دے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے بحری مشن میں تیری شرکت سفیان رضی اللہ عنہ کے دور میں مجاہدین اسلام کی جماعت کے ساتھ سمندر میں بحری جہاز پر سوار ہوئیں۔ جب آپ واپس آئیں تو اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔ مگر عورت ہونے کے ناطے مشکل ترین سمندری جہاد میں شامل ہو کر ثابت کر دیا کہ اسلام کی بقاء جہاد فی سبیل اللہ سے ہی ممکن ہے۔

محمد کا شرف مجاہدہ خباب



نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی جو اس کی پشت تک چلی گئی۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ قتل ہو گیا ہے تو میں ایک ایک کر کے دروازے کھولتا ہوا باہر نکل آیا۔ جب میں آخری سیڑھی پر پہنچا تو میں نے سمجھا کہ میں زمین پر قدم رکھ رہا ہوں۔ بس جلدی میں زمین پر جا گرا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنا منامہ پنڈلی پر لپیٹ لیا اور قلعے کے دروازے کے قریب جا بیٹھا۔ میں نے سوچا کہ جب تک مجھے اس کے قتل کی حتمی اطلاع نہ مل جائے تب تک یہاں سے نہ جاؤں گا۔ فجر کے وقت جب مرغ اذانیں دینے لگے تو ایک آدمی نے قلعے کی دیوار پر چڑھ کر اعلان کیا کہ آج رات ارض جاز کا عظیم تاجر ابورافع قتل ہو گیا ہے۔

ہو گئیں تو میں نے چپکے سے اٹھ کر قلعے کی چابیاں قبضے میں کیں اور دروازہ کھول دیا تاکہ اگر کسی کو میری خبر ہو بھی جائے تو نکلنے میں دروازہ میری رکاوٹ نہ ہو۔ میں نے قلعے کے اندر واقع تمام کمروں کو کنڈیاں چڑھادیں اور ابورافع کے محل کی طرف چلا۔ میں جس جس دروازے کو کھول کر اندر جاتا اندر جا کر کنڈی چڑھادیتا تاکہ اگر کسی کو میرا پتہ بھی چل جائے تو آسانی سے مجھ تک نہ پہنچ پائے اور میں اس کے آنے تک اپنا کام کر لوں۔ ابورافع ایک بند کمرے میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ لیٹا ہوا تھا۔ ایسے میں میرے لئے یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ وہ کسی چارپائی پر ہے۔ میں نے اندھیرے

ابورافع ایک یہودی تھا، وہ رسول معظم ﷺ کو ایذا نہیں دیا کرتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات ماننے ہوئے اس مہم پر پانچ آدمیوں پر مشتمل ایک جماعت تشکیل دی۔ ان کے کمانڈر عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ یہ سب صحابہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنو سلمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں چند انصاری نوجوانوں کو اسے قتل کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ارض جاز میں اس کا قلعہ تھا۔



گستاخ رسول

کا عبرتناک انخبام

یہ اعلان سن کر میں اپنے رفقاء کی طرف آیا اور کہا کہ اب ہم یہاں سے نکل چلیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو میرے ہاتھوں قتل کر دیا ہے اور ہمیں کامیابی سے نوازا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے مدینہ منورہ پہنچ کر سارا واقعہ نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ٹانگ ادھر کرو آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ فوراً یوں ٹھیک ہو گئی گویا اسے کچھ ہوائی نہ تھا۔ (استفادہ: الرحیق المختوم)

(زبیر بن خالد عثمان بن خالد مر جالوی)

☆☆☆☆

میں اسے آواز دی۔ ابورافع! وہ بولا کون ہو؟ میں نے آواز کی طرف اندھیرے میں ہی وار کیا۔ میں ڈرا ہوا تھا کہ نہ معلوم میری اس کارروائی کا کیا انجام ہو؟ میرے وار سے تسلی بخش کام نہ ہوا۔ وہ چیخا تو میں جلدی سے کمرے سے باہر نکلا۔ پھر میں نے کمرے میں آ کر کہا۔ ابورافع کیا بات تھی؟ وہ بولا کمرے میں کوئی آدمی تھا اور اس پہلے مجھ سے حملہ کیا میں نے اس پر تلوار سے ایک اور حملہ کیا مگر وہ پھر بھی قتل نہ ہوا تو میں

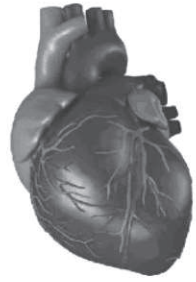


یہ صحابہ رضی اللہ عنہم غروب آفتاب کے بعد قلعے کے پاس جا پہنچے۔ عبداللہ نے اپنے رفقاء سے کہا: تم یہاں ٹھہرو۔ میں قلعے میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرو۔ یہودیوں کا ایک گدھا گم ہو گیا تھا۔ وہ مشعل لے کر اس کی تلاش میں نکلے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں میں پہچان نہ لیا جاؤں۔ چنانچہ میں اپنا سر پاؤں کپڑے میں لپیٹ کر ایسے بیٹھ گیا گویا میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہوں۔

اتنے میں قلعے کے دروازے کے دربان نے آواز دی کہ دروازہ بند ہونے والا ہے جس کسی نے اندر آنا ہے وہ آجائے۔ چنانچہ میں بھی جلدی سے اندر چلا گیا اور گدھے کے باڑے میں چھپ کر جا بیٹھا۔ میں نے دھیان رکھا کہ دربان نے قلعے کی چابیاں کہاں رکھی ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد میں ابورافع کے گھر کی طرف جا پہنچا وہاں کچھ لوگ جمع تھے اور کسی مجلس کا گمان ہو رہا تھا۔ بہر حال ان لوگوں نے ابورافع کے ہاں کھانا کھایا اور وہاں بیٹھے کافی دیر گپ شپ میں گزر گیا۔ رات گئے وہ وہاں سے اٹھ کر اپنی اپنی آرام گاہوں میں چلے گئے۔ جب سب سو گئے اور ان کی آوازیں آنا بند

میرا پسندیدہ شعر

مہک میں سارے حروف دھو کر
قلم کو بھی عجز میں ڈبو کر
ٹنائے رب جلیل لکھوں
محمدؐ کی شان بے مثال لکھوں
(اخت ابتسام ساجد، نوکھر)



شرک کا انجام

☆..... رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو دس نصیحتیں فرمائیں جن میں سرفہرست یہ نصیحت تھی۔
(لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُلْتَ أَوْ حَقَّقْتَ)
”یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خواہ قتل
کر دیے جاوے یا جلادیئے جاوے“ [مسند احمد]

☆..... آپ ﷺ نے فرمایا: ”سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ ① اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ ② جادو۔ ③ ناحق قتل کرنا۔ ④ یتیم کا مال کھانا۔ ⑤ سود کھانا۔ ⑥ میدان جنگ سے بھاگنا۔ ⑦ بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔ [مسلم]
☆..... نبی اکرم ﷺ اور اہل ایمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔ [توبہ: 113]

☆..... جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ [المائدہ: 72]
☆..... پس اے نبی ﷺ! اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ [شعراء: 213]
☆..... اے نبی ﷺ! تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی طرف یہ وجہ بھی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا کیا کرایا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ [الزمر: 65]

(حافظ ارسلان طاہر۔ میاں جنوں)

نماز کی اہمیت

پیارے بچو! نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ تارک نماز دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم باقاعدگی سے اور بروقت نماز ادا کریں۔ نماز کی تاکید و فرضیت کے بارے میں بے شمار آیات ہیں جن میں سے چند آیتوں کا ترجمہ قارئین کے لیے حاضر خدمت ہے۔

”تمام نمازیں پابندی سے ادا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز (عصر کی نماز) اور فرمانبردار بن کر اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔“ [سورۃ البقرہ: آیت 238]
”اور نماز قائم کرو اور رکوع ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ مل کر رکوع کرو۔“ [سورۃ البقرہ: آیت 43]
”تاہی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز میں غفلت برتتے ہیں۔“ [سورۃ الماعون]

”یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ جب یہ نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو کسماتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔“ [سورۃ النساء: آیت 143]
(اختشام شہزاد، شہزاد بھٹہ۔ 53 گب ڈھیلیاں جڑا نوالہ)



ملعون کون.....؟؟؟؟

لعنت کے معنی ہیں ”اللہ کی رحمت سے دور ہونا“ قرآن وحدیث میں بارہا ان لوگوں کا تذکرہ آیا ہے جو ملعون ہیں۔ ملعونین کی فہرست درج ذیل ہے۔
لعنتی انسان وہ ہے جو:

- ☆..... کسی مسلمان کا ناحق خون بہائے۔
- ☆..... جو کافر ہو جائے اور اللہ کی نافرمانی کرے۔
- ☆..... پاکدامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگائے۔
- ☆..... قبروں کو تہجد گاہ بنائے۔
- ☆..... اپنے بوڑھے والدین کی خدمت نہ کرے۔
- ☆..... نبی ﷺ کا نام سن کر درود نہ پڑھے۔
- ☆..... رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے۔
- ☆..... غیر قوم کی مشابہت اختیار کرے۔

☆..... جو سود کھائے، (سود لینے اور سود دینے، گواہ بننے، لکھنے والے اور لکھوانے والے سب شریک ہیں)۔

☆..... جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے۔

☆..... زمین کے نشانات کو بدلے تاکہ مسافروں کو پریشانی کا سامنا کرنے پڑے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو ان لعنتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

(صائمہ یونس تبسم، نانکہ کرن، آمنہ تبسم، فوزیہ کوثر۔ لاہور)



بہترین

بہترین سرمایہ	جو آخرت کے لیے تیار کیا گیا
بہترین عمل	جس میں ریاکاری نہ ہو
بہترین دوست	جو نیکی کی طرف دعوت دے
بہترین مال	جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے
بہترین زندگی	قناعت کی زندگی ہے
بہترین انسان	جس کا اخلاق اچھا ہو
بہترین اولاد	جو والدین کی فرمانبرداری ہو

(حافظ ذویرابت حاجی محمد یعقوب۔ فاروق آباد)

خوش رہنے کے قاعدے

☆..... ایمان سے رنج و غم اور فکر میں ختم ہو جاتی ہیں، وہ اہل ایمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور عبادت گزاروں کی تسلی۔
☆..... جو گزرا سو گزرا، گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا، لہذا جو گزرا گیا اس کے بارے میں مت سوچو۔
☆..... مستقبل کو آنے دو، کل کی فکر میں نہ پڑو۔ آج ٹھیک ہو تو کل بھی ٹھیک ہوگا۔
☆..... اپنے دل کو حسد سے پاک کرلو۔ اس سے بغض وعداوت نکال دیتا ہے۔
☆..... حزن و ملال، مایوسی اور حسرت پیدا کرنے والی کتابیں نہ پڑھو۔
☆..... اپنے کپڑوں کی صفائی پر دھیان دو، خوشبو لگاؤ، مسواک کرو اور اپنے مظہر پر توجہ دو۔
(ثناء شفیق۔ شیخوپورہ)

اتفاق

جو چاہو دنیا میں آگے بڑھو تم
چراؤ نہ جی خوب محنت کرو تم
مصیبت جو آئے نہ اس سے ڈرو تم
محبت سے آپس میں مل کر رہو تم
کہ ہے میل جول ایک نعمت خدا کی
اسی سے تو ہے قوم کی ناؤ چلتی
طریقہ یہ دنیا کا بالکل بجا ہے
کہ مل جل کر رہنے ہی میں فائدہ ہے
کسی سے اکیلے بھلا کچھ ہوا ہے
کیا ہے تو مل جل کر سب نے کیا ہے
جو کرنا پڑے خود ہی ہر ایک دھند
تو ہرگز نہ ہو کوئی بھی کام پورا
ذرا دیکھو! یہ شہد کی مکھیاں بھی
ہیں ننھی سی دانا ہیں لیکن بلا کی
کہ رہتی ہیں چھتہ بنا کر اکٹھی
اور آپس میں ہیں یہ نہ لڑتی نہ بھرتی
نہ ہوتا اگر اتفاق ان کے اندر
بنا سکتیں یہ شہد کیوں کر
(محمد توصیف الرحمن شاہ۔ نیومالی پبلک سکول شورکوٹ)



اقوال زریں

- ☆..... جو انسان جتنا خاموش ہے وہ اتنا ہی پوشیدہ ہے۔
- ☆..... وقت کو استعمال کرو ورنہ تم ضائع ہو جاؤ گے۔
- ☆..... مصروف رہیں تاکہ مایوسی آپ پر حاوی نہ ہو۔
- ☆..... اگر تم لوگوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف نہ کرے گا۔
- ☆..... دوستی کی قیمت صرف ایک اچھا دوست ہی جان سکتا ہے۔
- (نیلہ الہی، شہنشاہ الہی۔ لوہاری گیٹ شجاع آباد)

آبروئے مصطفیٰ ﷺ پر جان بھی قربان ہے

وارثانِ انبیاء کا برملا اعلان ہے
آبروئے مصطفیٰ ﷺ پر جان بھی قربان ہے
کون کر سکتا ہے ان کی شان عالی میں کمی
بعد رب کے سب سے اونچی آپ ﷺ کی ہی شان ہے
زندگی آیت بہ آیت ہے میرے سرکار کی
نعت اقدس کا قصیدہ سارا ہی قرآن ہے
ان پہ تہمت جو لگائے کھینچ دیں کہ وہ زبان
ان کی گستاخی کا مجرم جو بھی ہے شیطان ہے
ہر کوئی سر پر کفن باندھے برسر میدان ہے
ان کی حرمت پہ مرنا ہر دل میں یہ ارمان ہے
رائیگاں ہے ہر عبادت حب اقدس کے بغیر
ہے یہی اپنا عقیدہ ہے یہی ایمان ہے
رحمۃ العالمین ﷺ رحمتیں ہیں بے شمار
آپ کا تو ہر عمل احسان ہی احسان ہے
شمعیں حب مصطفیٰ ﷺ روشن نہیں اندر اگر
سینے میں وہ دل نہیں اک خانہ ویران ہے
وارثانِ انبیاء کا برملا اعلان ہے
آبروئے مصطفیٰ ﷺ پر جان بھی قربان ہے
(انتخاب: بنت قاری محمد یونس خلیق۔ مرضی پورہ فیصل آباد)



جواہر پارے

☆ جب دل کی بات (باطن) بندے کے ظاہر کے
مطابق ہو تو یہ عدل ہے۔ اگر بندے کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر
ہو تو یہ احسان اور جب بندے کا ظاہر اس کے باطن سے بہتر ہو تو یہ
ظلم ہے۔
☆ جس بندے کی نافرمانی خواہش کی وجہ سے ہو تو مجھے

اس سے توبہ کی امید ہے کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام نے خواہش کی وجہ سے
نافرمانی کی تھی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا اور جب معصیت
تکبر کی وجہ سے ہو تو مجھے اس معصیت کے مرتکب پر لعنت کا خدشہ
ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی۔
چنانچہ اس پر لعنت کی گئی۔

☆ کینہ حسد ہی ہے حسد سے جو چیز باہر نکل جائے وہ شر
ہے اور جو چیز باقی رہے وہ کینہ ہے۔ کوئی شخص بھی حسد کی تھوڑی
بہت موجودگی سے سلامت نہیں۔

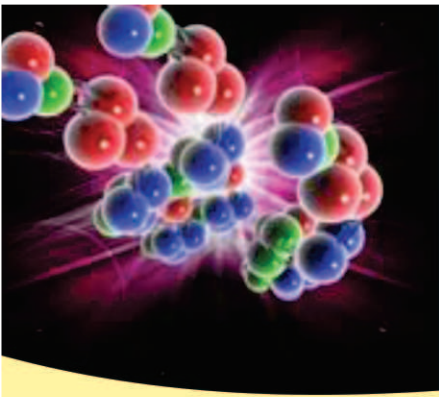
☆ لوگوں کی سرداری اور قیادت چار صفات پر ہیں۔
جامع علم، کامل تقویٰ، کامل بردباری اور عمدہ تدبیر سے مکمل ہو سکتی
ہے۔ اگر یہ چار صفات نہ ہوں تو یہ چار صفات، بچھا ہوا دسترخوان،
کھلی اور فراخ ہتھیلی (سخاوت) جذبہ ایثار اور لوگوں کے ساتھ عمدہ
اور بہترین برتاؤ ہونا چاہیے اور اگر یہ چار صفات نہ پائی جائیں تو یہ
چار صفات، شمشیر زنی، نیزہ بازی، دلاوری اور عسکری منصوبہ بندی
ضرور ہونی چاہیے۔

☆ اگر کسی بندے میں ان خصلتوں میں سے کوئی خصلت بھی
نہ پائی جائے تو اس کے لائق نہیں کہ وہ قیادت کی جستجو کرے۔
☆ خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کی پردہ پوشی ہے۔
(زبیر بن خالد، عثمان بن خالد مر جالوی)

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا



پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی
تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی
کافر ہے مسلمان تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو ہے نتائج تقدیر مسلمان
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الہی
میں نے تو کیا پردہ اسرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مرض کور نگاہی
(انس حبیب الدعویہ ماڈل سکول، مریدکے)



فرانزک سائنس

دور حاضر میں جرائم کی سائنسی روک-تھام

”نیویارک کی سڑکوں پر چلتی گاڑی جب اچانک غلط سمت میں مڑی تو موقع پر موجود ٹریفک پولیس کے سپاہی نے شک کی بنیاد پر اسے روک لیا۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا گیا تو اندر سرخ قالین بچھا ہوا تھا۔ ابتدائی پوچھ گچھ کے بعد

اسے قریبی پولیس اسٹیشن لایا گیا اور وہاں تفصیلی گفتگو اور گاڑی کے معائنے کے بعد جب معمولی نوعیت کے اس واقعہ کی لڑکیاں پچھلے چند سالوں میں ہونے والے ایک ہی نوعیت کے قتل کے سترہ واقعات سے ملانی گئیں تو معلوم ہوا کہ ان سب واقعات میں مقتولین کے جسم پر سرخ قالین کے ذرات موجود تھے اور ان کے جسم سے ملنے والے بال اور ہاتھوں کے نشانات ایک ہی آدمی سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے شک کی بنیاد پر ڈرائیور کو گرفتار کر لیا اور چند ہی گھنٹوں میں ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے سترہ آدمیوں کے قاتل کی تصدیق ہو گئی اور قاتل نے جرم کا اقرار بھی کر لیا۔

مجرم تک پہنچنے اور جرم کو ثابت کرنے کا یہ طریقہ کار انسانی تاریخ میں نیا نہیں۔ البتہ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں بہت سی ارتقائی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ صدیوں پہلے استعمال ہونے والے طریقوں میں سائنس کی ترقی کے ساتھ جدت آ گئی اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں ان کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس طریقہ کار کو فرانزک سائنس ٹیکنیک (Forensic Science Techniqy) اور اس کا استعمال فرانزک سائنس انویسٹی گیشن کہلاتا ہے۔

عام زبان میں قضائی علم (Forensic Science) سے مراد جرائم کے کھوج لگانے کا سائنسی طریقہ کار ہے جبکہ سائنس کی زبان میں ”تمام سائنسی علوم کا عدالتی معاملات کے حل کے لیے استعمال فرانزک سائنس کہلاتا ہے۔“

آئینہ تاریخ میں

1- فرانزک سائنس کی تاریخ قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ جب ارشیدس نامی سائنسدان نے کثافت کا اصول ایجاد کیا اس کی مدد سے ”Eureka“ نامی بادشاہ کے سر کے تاج میں استعمال

درانیوں کے ساتھ اکٹھا کیا اور ان کے ہتھیاروں کو جانوروں پر مار کر زخم کا معائنہ مقتول کے زخم سے کیا اور اس زخم پر اکٹھی ہونے والی خاص قسم کی کھینوں کی شناخت سے

اصل قاتل کا پتا چلایا۔ کیونکہ اسی قسم کی کھیاں قاتل کے ہتھیار پر جنے رہ جانے والے انسانی جسم کے ذرات اور خون پر بھی اکٹھی ہو گئی تھیں۔

3- 1540ء میں ایک فرانسیسی آرمی سرجن نے تیروں اور گولیوں سے ہونے والے زخموں کے جسم کے اندروانی اعضاء پر اثرات کا مطالعہ کیا اور اس موضوع پر اس کی تحقیق کلاسیکل فرانزک سائنس کی بنیاد بھی جاتی ہے۔

4- 1810ء میں مسودات کا تجزیہ (Document Analysis) کا طریقہ متعارف ہوا اور سیاہی کو جانچنے کے لیے کیمیائی تعاملات کا استعمال شروع ہوا۔

5- 1986ء میں جرائم کی تحقیق کے لیے پہلی دفعہ DNA کا استعمال شروع ہوا اور DNA کے ان حصوں کو دریافت کیا گیا جو تمام انسانوں میں بالکل مختلف تھے۔ اس عظیم کامیابی کے بعد مجرم کی شناخت نہایت آسان ہو گئی۔

ویسے تو کسی بھی واقعہ کی تحقیق کے لیے فرانزک سائنس کے تمام شعبوں کو ہمہ وقت استعمال میں لایا جاتا ہے لیکن اس کے طریقہ کار کو سمجھنے کے لیے ہم اسے مختلف حصوں میں تقسیم کرتے ہیں جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

1- ابتدائی شواہد اکٹھے کرنا

موقع واردات پر موجود شواہدات کا جائزہ لیا جاتا ہے اور وہاں موجود مقتول کے استعمال کی چیزیں یا ملزم کے استعمال کی چیز جو موقع پر رہ جائے ان کے تجزیے کے ذریعے ملزم تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ باہر کے ممالک میں اس کام کے لیے ایک ماہرین پر مشتمل ایک علیحدہ شعبہ موجود ہے جبکہ ہمارے ملک میں یہ کام پولیس کرتی ہے۔ جن کی لاعلمی کی وجہ سے بہت سے شواہد ضائع ہو جاتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 29 پر



سائنس

اعجاز احمد AIMC



کوئز مقابلہ



معلومات سیرت

ہدایات برائے کوئز مقابلہ

- ☆.....صحیح جوابات خوشخط لکھ کر روانہ کریں۔
- ☆.....ایک سے زیادہ صحیح جوابات موصول ہونے پر حتمی فیصلہ قرعہ اندازی سے ہوگا۔
- ☆.....جوابی لفافے پر اپنا پورا صحیح پتہ لکھیں۔
- ☆.....اول، دوم، سوم آنے والوں کو بالترتیب 300، 500 اور 200 کی کتب ارسال کی جائیں گی۔

- 1- وہ کون سے یہودی عالم دین تھے جن کے قبول اسلام پر یہودیوں نے انہیں شَرُّناؤ آبن شَرُّنا کہا تھا؟
- 2- بحرین کے حاکم کا کیا نام تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے خط لکھا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ایلچی کا کیا نام تھا؟
- 3- وہ کون سے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جو خیر کی زمینوں کا تخمینہ لگاتے تھے اور ان زمینوں پر یہودی جزیہ دیتے تھے؟
- 4- جحرانہ میں مالی غنیمت کی تقسیم کے وقت صفوان بن امیہ کو کتنے اونٹ ملے؟
- 5- جنگ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کس کافر سے ہوا؟

اخبار طلباء

درج ذیل فقرات اخبار طلباء کے کس مضمون اور صفحہ پر ہیں، مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

نوٹ: آپ کے جوابات 20 دسمبر 2012ء تک پہنچ جانے چاہئیں

نتائج کوئز مقابلہ

- اول: محمد عباس فیض - چونیال (قصور)
- دوم: خبیب منیر - سرانے مہاجر بھکر
- سوم: ابو معاذ عبدالمجید کشمیری - کراچی

درست جوابات بھیجنے والوں کے نام

وحید اللہ (دیروڑ)، محمد اسلم شاہین (عبدالباہظ شاہین، فورٹ عباس)، حافظ صفی الرحمن (کراچی)، صہیب افضل (گوجرہ)، بلال (گوجرانوالہ)، عثمان (فیصل آباد)، عبدالرحمن (صادق آباد)، محمد اسامہ (کراچی)۔

- 1- گزشتہ چند سالوں میں امریکہ میں 255 بینک دیوالیہ ہو چکے ہیں۔
- 2- مغربی تہذیب کی اندھی تقلید نے ہمیں اس سطح تک پہنچا دیا کہ ہر چیز میں یہاں تک ان کی دینی معاملات میں بھی اتباع کرنے لگے۔
- 3- عوام کی خون پسینی سے کی گئی کمائی کو یوں اڑا دیا گیا کہ جیسے یہ ملک بہت خوشحال ہے۔
- 4- وہ غرہ ہو یا اراکان جہاں بھی ممکن ہو مسلمانوں پر ہونیوالے ظلم و ستم کو زیادہ سے زیادہ بیان کیا جائے۔
- 5- سرنجیت سنگھ کی چھائی رکوا کر ہندوستان بھیجنے کیلئے موجودہ حکومت ندراندہ اقدامات کا ارتکاب کر رہی ہے۔

پتہ: پی او بکس نمبر 966 جی پی او لاہور پاکستان

گزشتہ کوئز مقابلہ کے درست جوابات

- | | |
|---|---|
| <p>تاریخ سے سوالات کے درست جوابات:</p> <ol style="list-style-type: none"> 1- الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا 2- آج کے دن تم پر دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کی اوتہ ہمارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔ (سورہ المائدہ: 3) 3- آپ ﷺ کی طرف سے 100 قربانی کے اونٹ تھے آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے 63 اونٹ ذبح کئے اور 37 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کئے۔ 4- آپ ﷺ نے 4 مرتبہ عمرہ اور ایک بار حج ادا کیا۔ 5- حضور اکرم ﷺ نے لات کے بت توڑنے کیلئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں قافلہ روانہ کیا۔ 6- مسیلہ کذاب کا تعلق بنو ضیفہ سے تھا۔ | <p>اخبار طلباء سے سوالات کے درست جوابات:</p> <ol style="list-style-type: none"> 1- مضمون ”سنور ناچتا ہوں“، مضمون نگار ”عبداللہ“ UET لاہور 2- صفحہ 9، مضمون ”ملکی اور غیر ملکی میڈیا.....“، مضمون نگار ”خاقان مجید“ 3- صفحہ 5، مضمون ”پاکستانی نظام تعلیم.....“، مضمون نگار ”عبدالرحمن“ 4- صفحہ 37، مضمون ”اقبال کا تصور“، مضمون نگار ”مسعود احمد غازی“ 5- صفحہ 28، مضمون ”اہل یہود ایک سرکش، متکبر اور مغضوب قوم“ 6- مضمون نگار ”احسان الہی تبسم“ |
|---|---|

Al-Muhammadia Students Introduces

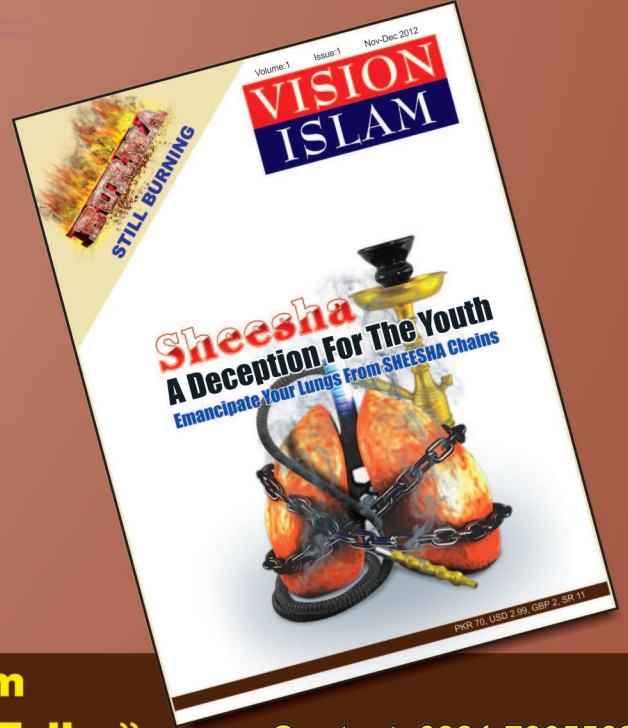
A Visionary Magazine...

Raising VOICE OF ISLAM...

VISION ISLAM

⇒ **Bi-monthly**

⇒ **Rs. 60/-**

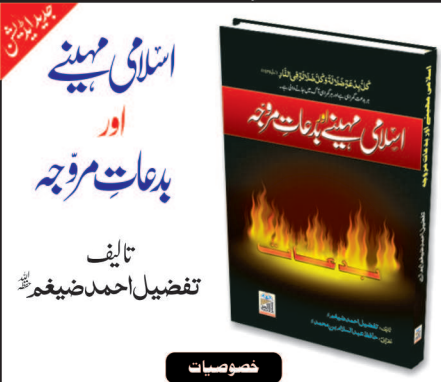


**Hurry up! Get your copy from
the distributor of "Akhbar-e-Talba"**

Contact: 0321-7305563

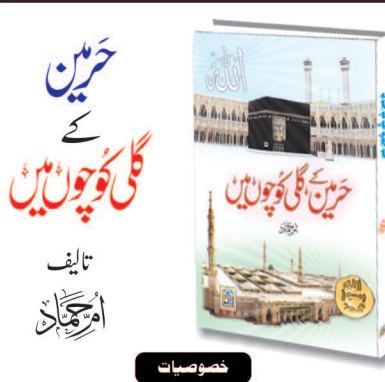
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور | لیک روڈ چورنگی لاہور
+92-42-37242314 | +92-42-37230549

دارالاندلس کی طرف سے شائع ہونے والی نئی کتب



خصوصیات

- اسلامی مہینوں میں پائی جانے والی بدعات پر مشتمل مختصر اور جامع کتاب۔
- قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں زندگی گزارنے کا طریقہ۔
- بدعات کی جامع تردید اور مترشہین کا تسلی بخش جواب۔ • احادیث کی تخریج مع تراجم۔



خصوصیات

- حج وعمرہ پر جانے والے حضرات کے لیے ایک رہنما کتاب۔
- آپامہد کے حج وعمرہ کی نصیحت آموز داستان۔
- دوران حج پیش آمدہ مسائل کا تفصیلی ذکر۔
- حرمین کے گلی کوچوں میں دعوت و جہاد کے دلچسپ واقعات کا تذکرہ۔



خصوصیات

- خواتین کے لیے رسول اللہ کی 150 نصیحتوں کا مجموعہ۔
- احادیث کی تخریج کا مکمل اہتمام۔
- ہر حدیث کے مختصر اور اہم فوائد۔
- قارئین کی سہولت کیلئے ابواب بندی کا اہتمام۔
- جامع اور ترجمہ اور دیگر عظیم شاہکار۔